المکتبۃ الاسلامیہ
زیر نگرانی خادم اشاعت التوحید والسنۃ
حافظ نور الاسلام توحیدی
مانکی شریف ضلع نوشہرہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

المکتبۃ الاسلامیہ
مانکی شریف ضلع نوشہرہ

کشف الحجاب
عن
وجہ المرتاب

یعنی

شک میں ڈالنے والے کے چہرے سے پردہ اٹھانا

(مصنف)

ابومقداد مولانا سید عبد المقدس جلبئی صوابی

maktabatulishaat.com

عظیم الشان خوشخبری

★ اب مکتبہ اشاعت آپ کے جیب میں ★

دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ

Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاؤن لوڈ کریں

نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً فوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

WhatsApp:0320-1914145

ویب سائیٹ maktabatulishaat.com (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

maktabatulishaat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مطبوعہ :۔..............................

کمپوزنگ :۔.............................. محمد شہاب الدین

تعداد :۔.............................. 1000

تاریخ اشاعت باراول :۔............ 24جولائی2000ء

ملنے کا پتہ

1 :۔ عبدالمقدس ضلع صوابی تحصیل لاہور جلبئی محلہ سیدان

2 ۔ دارالقرآن پنج پیر صوابی

3 :۔ مدرسہ جواہر القرآن ویسہ ضلع اٹک

maktabatulishaat.com

-1 سریزہ

-2 مولوی موصوف کا خالص افتراء

-3 سوات استاد کی ہم پر یہود کی آیت کی چسپانگی

-4 موصوف اور آیت کریمہ کا غلط ترجمہ

-5 حدیث نجد کی تحقیق وتشریح

-6 مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ

-7 محمد بن عبدالوہاب کا اپنا اقرار میرا مسلک حنبلی ہے

-8 مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان اور محمد بن الوہاب نجدیؒ کا مذہب

-9 مسجد حرام کا مناظرہ

-10 بیت اللہ کا مناظرہ اور علماء حرمین شریفین کا فیصلہ

-11 علماء مدینہ المنورہ کا فیصلہ

-12 موصوف کی خالص دورغ گوئی

-13 زینی دحلان کی غلطی

-14 زینی دحلان کا رسالہ اور جھوٹ میں اس کا مقام

-15 زیارت قبر النبی ﷺ

-16 امام ابن تیمیہؒ اور زیارت قبر النبیؐ

-17 امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

-18 مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ کہتے ہیں

-19 سوات استاد کا جھوٹ

-20 زینی دحلان اور سوات استاد کا افتراء

-21 حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ کہتے ہیں

-22 مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ کا جواب

-23 افتراء اہل توحید پر فتوؤں کا

-24 عبارت نہ سمجھنا اور غلط معنی کرنا

-25 محمد بن سعودؒ اور موصوف

26- سوات استاد کی ایک بڑی نا سمجھی

27- العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب

28- علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم لکھتے ہیں

29- ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی لکھتے ہیں

30- ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشریؒ لکھتے ہیں

31- محمد بن احمد بن جزی الکلبیؒ لکھتے ہیں

32- قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں

33- علامہ عبدالماجد دریابادیؒ لکھتے ہیں

34- علامہ عبدالرحمان بن علی بن محمد الجوزی کہتے ہیں

35- علامہ بدر الدین محمد بن عبداللہ الذرکشی نے کہا ہے

36- علامہ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقی کہتے ہیں

37- علامہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطیؒ کہتے ہیں

38- علامہ شہاب الدین محمود الآلوسیؒ کہتے ہیں

39- قرآن کریم سے نہایت غفلت

40- امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر میں کہتے ہیں

41- علامہ ابو السعود الحنفیؒ کہتے ہیں

42- شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کہتے ہیں

43- شاہ عبدالقادر صاحب کہتے ہیں

44- علامہ شہاب الدین محمود الآلوسی البغدادیؒ کہتے ہیں

45- محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانیؒ کہتے ہیں

46- موصوف وزینی دحلان اور دو آیات

47- امام رازیؒ کہتے ہیں

48- علامہ شہاب الدین سید محمود الآلوسی البغدادیؒ کہتے ہیں

49- حضرت محمدﷺ یا دیگر انبیاء علیہم السلام وصالحین سے مدد مانگنا شفاعت طلب کرنا اور نداء کرنا اور محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ

50- ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفسیر

51- غیر اللہ سے مدد مانگنا مفتیان عظام کی نظر میں

52- ابو یزید بسطامیؒ کا قول

53- انما یستغاث باللہ تعالی

54- مسئلہ شفاعت

55- تلبیس الحق بالباطل

56- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا اپنا فتویٰ

57- علامہ ابن نجیمؒ ابو حنیفہ ثانی کہتے ہیں

58- علامہ ابن نجیمؒ کا بیان

59- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ صاحب کہتے ہیں

60- ایمان کے ساتھ شرک، نتیجہ اخس وارذل کے تابع

61- مسئلہ وسیلہ

62- علامہ محمد بشیر سہسوانیؒ کہتے ہیں

63- علامہ سید محمود الآلوسی البغدادیؒ کہتے ہیں

64- حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں

65- موصوف سوات استاد کا خدا تعالیٰ اور قرآن کریم پر افتراء

66- موصوف کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء

67- موصوف کی بدزبانی اور افتراء

68- بتوں کو خدا کہنا

69- خوارج کی وصف میں حضرت ابن عمر کی روایت

70- علامہ عینیؒ کہتے ہیں

71- علامہ شہرستانیؒ کا بیان

72- خوارج کا عقیدہ

73- خوارج شفاعت سے منکر ہیں

74- خوارج کا لیبل اشاعت والوں پر لگانا ظلم عظیم ہے

75- خوارج کی ایک واضح علامت

76- دروغ گو را حافظہ نہ باشد

maktabatulishaat.com

77- صاوی کی عبادت اوراس سے استدلال
78- توسل بالذوات الفاضلہ کارد
79- مشہور صوفی بزرگ اخون درویزہ باباؒ
80- حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ
81- علامہ شہاب الدین سید محمود الآلوسیؒ
82- مولانا سلطان محمود صاحبؒ
83- علامہ روح المعانیؒ کہتے ہیں
84- حجۃ الامت حضرت شاہ ولی اللہ اور توسل
85- محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں
86- سوات استاداور تلبیس الحق بالباطل
87- موصوف اور تمنائے قلبی کااظہار
88- استعانت بالقبوراور بلال بن حرث (الحارث) کی روایت
89- علامہ آلوسی صاحب روح المعانیؒ کہتے ہیں
90- بلال بن الحارثؓ کی روایت پر کلام
91- قال رجلان من الذين انعم الله عليهما
92- حدیث اعمیٰ کی تحقیق اور توسل
93- ترمذی کی حدیث اور شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق
94- وقال رجلان تحابا فی الله
95- حدیث "اللهم انی اسائلك بحق السائلين عليك" کی تحقیق
96- فاطمہ بن اسد کی حدیث پر کلام
97- معاجم ثلاثہ کامقام محدثین کی نظروں میں
98- حضرت آدمؑ کے توسل کی حدیث پر کلام
99- امام ابن تیمیہؒ کاکلام اور امام حاکم کامقام
100- محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں
101- صاوی کی عبارت سے استدلال اور جواب
102- ثبوت جہالت

103- علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں
104- موصوف برائے نام حنفی المذاہب
105- مفسر صاوی خود لکھتے ہیں
106- علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں
107- حصن حصین کاحوالہ اور اس پر کلام
108- اس استدلال کادوسرا جواب
109- موصوف کی ناسمجھی اور جہالت
110- مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ اور اس حدیث کی تشریح
111- شیخ عبدالحق دھلویؒ کی عبارت اور اس کاجواب
112- فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کہتے ہیں
113- تیسرا جواب از علامہ آلوسیؒ
114- شیخ عبدالحق محدث دھلوی کامقام
115- لاحاصل بحث
116- موضوع سے خروج
117- موصوف کی فضول باتیں
118- خلاصہ مطلب
119- کذب بیانی میں موصوف کی امتیازی حیثیت
120- اصل عبارت اور جواب
121- موضوع سے خروج
122- مخدوم ابوالحسن الحنفی داہری نقشبندی المتوفی 1180ھ کہتے ہیں
123- موصوف کاافتراء امام بخاریؒ پر
124- حضرت عمرؓ کاحضرت عباسؓ پر توسل کی حدیث
125- حدیث "فاسئلوا الله بجاهی" سے موصوف کااستدلال
126- مذکورہ حدیث پر علامہ روح المعانی کاکلام
127- حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر نوراللہ مرقدہ کہتے ہیں

maktabatulishaat.com

تقریظ امیر جماعت اشاعة التوحید والسنة کل پاکستان

مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لا یعظم الاعمال لکثرتها الا ان تکون موافقة لسنة قال اللہ تعالیٰ لنبلوکم ایکم احسن عملاً

والصلوٰة والسلام علی من قال انا فرطکم علی الحوض ولیحتلجن رجال دونی فاقول یارب اصحابی فیقالی انك لا تدری ما احد ثوابعدك

امابعد= اس میں کوئی شک نہیں کہ اس دور پر فتن میں جب بھی باطل نے سر اٹھایا تو سر کوبی کے لئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے کمر بستہ ہو کر میدان میں چھلانگ لگائی۔

مولوی عبدالمقدس جنہوں نے اس سے پہلے بھی ایک کتاب کشف اللثام الحثیث عن وجوه بعض اهل الحدیث تصنیف کی ہے اب دوسری کتاب "رفع الحجاب عن وجه المرتاب" لکھی بندہ نے اسی کے بعض مواضع مطالعہ کئے اور جتنا مطالعہ کرتا رہا ذوق مطالعہ زیادہ ہوتا رہا لیکن جماعتی مصروفیات کی وجہ سے چند مواضع پر اکتفا کیا۔

امید کی جاتی ہے کہ یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے اور خاص طور پر علماء کے لئے بہت مفید ثابت ہو گی۔ دربار خداوند میں دعا گو ہوں کہ مولوی عبدالمقدس صاحب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور یہ تصانیف ان کے لئے ذریعہ فلاح ہوں۔

احقر محمد طیب طاہری ۱۶ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

تقریظ شیخ القرآن مولانا غلام حبیب صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی خاتم المرسلین وعلیٰ اله واصحابه اجمعین امابعد بندہ عاجز سیاہ کار کو اگرچہ کثرت مشاغل کی وجہ سے پوری کتاب کو دیکھنے کا موقع نہ ملا مگر بعض مسائل کو دیکھنے کا موقع میسر ہوا الحمد للہ مجھے انتہائی خوشی ہوئی کہ فاضل محترم مولوی عبدالمقدس سے اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا کام لیا کہ انہوں نے بہت اچھی کتاب لکھی اور فریق باطل کی پوری تردید کی۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا دستور چلا آرہا ہے کہ جس نے جس وقت بھی حق کے خلاف زبان درازی کی ہے یا قلم اٹھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سر کوبی کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا بندہ پیدا کیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس باطل کی پوری تردید کی تقریراً بیاناً و بناناً فللہ الحمد علی ذالك' پھر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ جو کہ ایسی جماعت ہے کہ جس میں بہت اچھے قابل علماء محققین مفسرین محدثین مناظرین مصنفین مؤلفین ہیں ان کا تو بس کام ہی یہی ہے کہ جس نے بھی باطل کو میدان میں لانے کی کوشش کی ہے تو انہوں نے لایخافون لومة لائم کے مصداق بن کر ان شر پسند عناصر کی پوری قوت سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے خاطر مقابلہ کیا ہے اور کرتے ہیں اور انشاء اللہ کرتے رہیں گے بتوفیق اللہ وعونه پس محترم مولوی عبدالمقدس مولف کتاب بھی اسی جماعت کے اراکین میں سے ہیں اور حلقہ 7 صوابی کے امیر بھی ہیں اور جماعت کے احباب کو ان کے اس اخلاص پر فخر بھی ہے جس نے کافی محنت اور کوشش کے ساتھ یہ کتاب لکھی اس میں بہت سے مسائل جمع کیں اور پھر حوالہ جات کتب سے آراستہ اور مزین کی اور مشرکین و متبدعین کے بے سروپا من گھڑت بزعم ان کے دلائل کا جواب بھی دیا اگرچہ ان مسائل پر ہماری جماعت کے دوستوں نے اس سے پہلے بہت کچھ لکھا ہے اور کافی شافی لکھا ہے ایک ایک مسئلہ پر پوری کی پوری کتابیں لکھیں ہیں۔ مگر محترم دوست نے بھی اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے احقاق حق کی نسبت سے اپنا فریضہ ادا کیا اور اپنا ذمہ فارغ کر دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ دین کی عمارت دو اہم بنیادوں پر کھڑی ہے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ جس کے بارے میں نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلو اماتمسکتم بهما کتاب اللہ وسنة رسوله موطا امام مالك

maktabatulishaat.com

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس سورۃ الشوریٰ آیت نمبر 10 پر حکم دیا ہے کہ وما اختلفتم فیه من شیئ فحکمه الی اللّٰه الایه۔

نیز سورۃ النساء آیت نمبر ۵۹ میں فرمایا فان تنازعتم فی شیئ فردوه الی اللّٰه والرسول الایه

قرآن وسنت کو اپنا پیشوا بناؤ اور بصورت اختلاف مسائل حق کی تلاش قرآن و سنت کی روشنی میں کریں نہ کہ اپنے خواہشات یا من گھڑت بے سند روایات یا اقوال مجاہیل وغیرہ سے اس طرح اعمال کی مقبولیت بھی دو شرطوں پر موقوف ہے ایک اخلاص اور دوسری اتباع جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرك بعبادة ربه احدا کهف 110 پس مدار نجات دو چیزوں پر موقوف ہے۔

۱= شرک نہ کریں۔

۲= اور عمل صالح کرنا یعنی شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہو۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر اپنی مایہ ناز تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

فان للعمل المتقبل شرطین احدهما ان یکون خالصاً للّٰه وحده والأخر ان یکون صواباً موافقا للشریعة فمتی کان خالصاً ولم یکن صواباً لم یتقبل ولهذا قال رسول اللّٰه ﷺ من عمل عملا لیس علیه امرنا فهور دوراه مسلم ابن کثیر صفحه 154 پس عمل مقبول کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عمل موافق ہو شریعت مطہرہ جناب نبی کریم ﷺ کے پس اگر خالس ہو لیکن شریعت کے موافق نہ ہو تو پھر بھی قبول نہیں ہوتا پس اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عمل کرے کوئی عمل جس پر ہمارا حکم موجود نہ ہو تو وہ مردود ہوگا۔ اس طرح شیخ عبد الرحمٰن بن حسن المتوفی 1285 لکھتے ہیں لان جماع الدین ان لایعبدالااللّٰه وان لایعبد الا بما شرع لا یعبد بالبدع دین کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت صرف ایک اللہ ہی کی کی جائے اور طریقہ عبات وہ جو کہ اللہ کے پیارے نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے نہ کہ اپنی خواہشات اور بدعات اور خود ساختہ طریقوں پر اس کے بعد جناب فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ سے ایک آیت کی تفسیر نقل کرتے ہیں آیت قوله تعالی لیبلوکم ایکم احسن عملا الملك آیت نمبر 3 قال اخلصه وأصوبه پھر اخلاص

اور صواب کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب اسی طرح دیا فالخالص ان یکون للّٰه والصواب ان یکون علی السنة انتهی التراث الاصلاحی صفحہ 20 اگر انہی اصولوں کو اپنایا جائے تو پھر انشاء اللہ جھگڑا ختم ہو سکتا ہے اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔ بہر تقدیر مولوی عبد المقدس صاحب نے ان دو اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے احقاق حق کا فریضہ ادا کیا اور منکر مبتدع کا منہ توڑ جواب دیا اور لکھا۔ پس میری دعا ہے کہ مولائے کریم مولف کتاب کو اجر عظیم سے نوازے۔

اور کتاب کو مفید عوام و خواص بنائے اور ذریعہ رفع درجات بنائے اور مولف صاحب کو مزید لکھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

احقر غلام حبیب غفر لہ جامعہ عربیہ جواھر القرآن ویسہ ضلع اٹک بروز اتوار ۴ اپریل ۱۹۹۹ء

maktabatulishaat.com

الحمدللّٰہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا وھو متم نورہ ولو کرہ الکفرون الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وصلی اللہ علی خیر خلقہ خاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ولاتقف مالیس لك بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئِك کان عنہ مسئولا اسراء36

سریزہ

یہ ایک فطری بات ہے کہ کسی چیز کے موجود ہونے یا معدوم ہونے کے لئے ایک محرک ہوتا ہے۔ جس سے وہ چیز یا تو موجود ہو جاتی ہے یا پھر معدوم ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے شیطان کے ملعون اور اور رجیم ہونے کا محرک حضرت آدمؑ کی باعزت پیدائش بنی جس سے وہ ابی واستکبر وکان من الکفرین 'اور وانا خیر منہ' کے مذموم درجات پر آکھڑا ہوا۔ اور 'وان علیك لعنتی الی یوم الدین' کا مستحق بنا۔ یوں دنیا میں پہلی معصیت جو کہ حسد ہے موجود ہوئی پھر یہی حسد معصوم انبیاء حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کے لئے بے شمار مصائب کا باعث بنا اور اسی حسد نے جناب افضل الرسل خاتم النبیین رحمت اللعالمین محمد الرسول ﷺ کو اپنے مبارک مولد و مسکن مکۃ المکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور اسی طرح روئے زمین پر ہر جگہ ہر دور میں باطل قوتوں نے اسی حسد کو اہل حق سے روا رکھنے کا ذمہ لیا۔ جس کا قرآن شاہد ہے۔ وکذالك ما ارسلنا من قبلك فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا وجدنا آبائنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون زخرف 23 وکذالك جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا۔ انعام 112 وھمت کل امۃ برسولھم

لیأخذوہ وجادلوا بالباطل لیدحضوا بہ الحق فاخذتھم فکیف کان عقاب مومن 5 قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر ال عمران 118 لتبلون فی اموالکم و انفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالك من عزم الامور

ال عمران 186

ایسی بغض و حسد کی کڑیوں میں سے ایک کڑی قصبہ جلبئی صوابی کے ایک عنید اور شدید حاسد مولوی المسمی بہ مشتاق احمد صدیقی المعروف بہ سوات استاد کا 1997ء میں تحریر کردہ وہ رسالہ ہے جو معنون ہے۔ "دحق تورہ" (حق کی تلوار) یہ رسالہ پشتو زبان میں ہے اور کل آٹھ مسائل پر مشتمل ہے۔ اس رسالے میں مولوی موصوف نے اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لئے جس قدر تلبیس ابلیس سے کام لیا ہے اور بالخصوص محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ پنج پیریوں اور تمام حق پرست مومنوں سے کافی بغض و حسد کا اظہار کر کے اپنے پیشرو حاسد اور باطل ساتھیوں کی گویا ایک طرح سنت تازہ کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے کہ

حسدوا الفتی اذلم ینالوا فضلہ

فالناس اعداء لہ وخصوم

لہٰذا میں سوات استاد کی اس غلط اور گمراہ کن رسالے کا رد حسبۃ للہ اور لوجہ اللہ ارادہ رکھتا ہوں تاکہ "لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون قرآن اور اس حدیث پر عمل آئے"۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ اور کہیں ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کے بارے میں ارشاد نبویؐ ہے لم یتمعر وجھہ فی ساعۃ اور یہ اس لئے کہ ہمارے یہ بھولے بھالے ناسمجھ مسلمان بھائی مولوی موصوف کی دجل و فریب میں آکر کہیں بے راہ نہ ہو جائیں رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر وبك نستعین ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم آمین وصلی اللہ علی النبی الکریم۔

مولوی موصوف اپنے رسالے کے صفحہ دوم پر یوں رقمطراز ہے "اے میرے اہل سنت و الجماعت حنفی المذہب بھائیو" (بعد میں انشاءاللہ اس کی کچھ تفصیل آئے گی کہ نہ تو موصوف اور اس کے حواری اہل سنت والجماعت ہیں اور نہ ہی صحیح مذہب حنفی کے حامل و عامل ہیں بلکہ مشرک و مبتدع ہیں) ہمارے اس وطن میں چند سال ہوئے ایک نیا دین آیا ہے جس کے ماننے والے ہمیں

maktabatulishaat.com

ہمارے اور خود اپنے سلف کو مشرکین اور مبتدعین کی نسبت کرتے ہیں۔

دیکھئے مولوی موصوف کی عیاری اور خالص افتراء کہ کس طرح وہ شرکیات بدعات اور رسم ورواج کو پرانا اور اصل دین قرار دیئے ہوئے اس کی پاسداری کے لئے کمربستہ ہو کر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا اور جو لوگ اس کے اس باطل عقیدے کا رد کرتے ہوئے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا اصل اور حقیقی دین اصحاب رسول کا صاف وشفاف عمل اور طریقہ اور اصلی شکل مذہب امام ابو حنیفہؒ پیش کرتے ہیں تو اسے نیا دین کہتے ہوئے نہیں تھکتا۔

﴿مولوی موصوف کا خالص افتراء﴾

ہم نے کبھی اپنے صالحین کو مشرکین یا مبتدعین کے نام سے یاد کیا ہے اور نہ کریں گے۔ یہ تو مولوی موصوف اور اس جیسے دیگر بدباطن اور باطل پرست مولویوں کا ہم پر خالصۃً افتراء اور بہتان ہے جو ان کی شایان شان ہے کہ ناعاقبت اندیش ہیں۔ ہم تو ببانگ دہل یہ کہتے چلے آرہے ہیں واللہ باللہ مایکون لنا ان نتکلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظیم۔ اگر تمہارے سلف اصحاب رسولؐ تابعین اور تبع تابعین ہوں تو ہم پر یہ تمہارا کھلا بہتان اور دروغ گوئی ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق تو خیر القرون سے ہے کیا ان کے خلاف کوئی مسلمان لب کشائی کر سکتا ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی ثبوت ہو تو هاتوا برهانکم ہاں اگر تم اپنے سلف ان بریلوی حضرات کو کہتے ہو جن کا اپنی کتابوں سے ماخوذ عقیدہ خیر القرون والے سلف کے عقیدے سے متصادم ہے جن کا عقیدہ ہے کہ نبیؐ غیب دان اور متصرف ہے۔ ہر جگہ حاضر وناظر ہے اولیاء اور شہداء فریادرس اور مشکل کشا ہیں اور بزعم خود یہ کہتے ہوئے ثواب دارین حاصل کرتے ہیں۔

خدا جس کو پکڑے چھڑا سکے کون
عرش پہ تھا احد فرش پہ اترا محمدؐ

توہم پنج پیری یقیناً انہیں کٹر مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں والحمد للہ علی ذالك

آگے موصوف یوں گویا ہے اور یہ بھی قیامت کی ان دس علامات میں سے ایک علامت ہے یعنی سلف کو برابھلا کہنا لیکن جیسا کہ آگے میں وضاحت کر چکا ہوں یہ ہم پر محض تہمت ہے بلکہ اس کا بالکل صحیح مصداق خود مولوی موصوف ہے۔ جس نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کو اپنے

رسالے "حق کی تلوار" نہیں بلکہ گندی اور باطل کی تلوار میں کافی برابھلا کہا ہے اور لکھا ہے شیطان اس پر وحی لاتا اور جب مر گیا تو مورخین نے حروف ابجد کے حساب "بداء هلاك الخبيث" کہا (نعوذباللہ) اس سے زیادہ برابھلا اور کیا ہو سکتا ہے؟

ـــہ غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو نظر آتا ہے
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

مولانا کو تو چاہیئے یہ تھا کہ وہ مسلم شریف کی یہ حدیث نقل کرتا جس کی روایت حضرت جابرؓ بن سمرہ نے کی ہے۔ سمعت النبیؐ یقول انّ بین یدی الساعة کذابین فاحذوهم۔ رواه مسلم مشکوة 469 باب اشراط الساعة

ترجمہ:۔ میں نے نبیؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا قیامت سے پہلے بہت جھوٹ بولنے والے ہوں گے سو ان سے ڈرو۔

مرقاۃ میں ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں قال المظفراراد منه کثرة الجهل وقلة العلم والاتیان بالموضوعات من الاحادیث وما یفترونه علی رسول اللہ ﷺ ویحتمل ان یراد به ادعاء النبوة کما کان فی زمانه و بعد زمانه وان یرادبهم جماعة یدعون اهواء فاسدة ویسندون اعتقادهم الباطل الیه ﷺ کاهل البدع کلهم حاشیة مشکواة 469 مرقاه 163 جلد 10۔

خلاصہ یہ کہ ناسمجھی اور جہالت عام ہو گی اور علم کم لوگ موضوعی احادیث پیش کر کے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کریں گے۔ یا یہ کہ نبوت کا دعویٰ کریں گے اور ایک جماعت اپنی فاسد خواہشات کا اثبات کرے گی اور اپنے غلط عقائد کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرے گی۔ جیسے تمام بدعتی یوں ہی کرتے رہتے ہیں تو اب موصوف کو ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچنا چاہیئے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

موصوف مزید کذب بیانی کر کے لکھتا ہے "یہ (پنج پیری) لوگ قرآن کی تکذیب خود قرآن ہی سے اس کی معنوی تحریف کر کے کرتے ہیں" تو اس کا سب سے آسان جواب یہ ہے "لعنة اللہ علی الکاذبین" دوم یہ کہ موصوف کو چاہیئے تھا تاکہ وہ ہماری تحریف کی کم از کم دو تین مثالیں پیش کرتا لیکن لایاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا اہال موصوف کی افتراء

maktabatulishaat.com

اور تحریف کی چند مثالیں قارئین کرام آگے ملاحظہ فرمالیں گے۔ انشاء اللہ۔

سوات استاد کی ہم پر یہود کی آیت کی چسپانگی

موصوف اپنے رسالے کی صفحہ سوم پر لکھتا ہے یہ (پنج پیری) وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں ارشاد باری ہے الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یشترون الضلالۃ ویریدون ان تضلوا السبیل موصوف اور اس کے حوارین کو ہم سے یہ شکوہ ہے کہ وہ آیات قرآنی جو یہود و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ہم ان پر چسپاں کرتے ہیں۔ لیکن یہاں تو یہ الزام خود موصوف کو جاتا ہے ورنہ دیکھئے اس آیات میں مفسرین کی وضاحت کہ یہ آیت خاص کر یہود کے بارے میں ہے تاکہ دل کی بینائی نصیب ہوجائے۔ فانھا لاتعمی الابصار ولا تعمی القلوب التی فی الصدور تم کیسے آیت کو ہم پنج پیریوں پر چپکاتے ہو؟

ہ این گنہ نیست کہ درشہر شما نیزمے شود۔

موصوف اور آیت کریمہ کا غلط ترجمہ

موصوف سے آیت مذکورہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے تاکہ اس کی علمیت اور خاص کر قرآن فہمی کا پتہ چلے۔ "ویشترون الضلالۃ" کا تو سرے سے ترجمہ ہی نہیں کیا ہے اور ویریدون ان تضلوا السبیل" کا ترجمہ یوں کرتا ہے اور ارادہ رکھتے ہیں کہ بھلا دیں مسلمانوں سے صحیح راہ" حالانکہ درست ترجمہ یہ ہے۔ "اور ارادہ رکھتے ہیں وہ تاکہ گمراہ ہو جاؤ تم صحیح راہ سے"

مولوی موصوف ایک آدھ آیت کا درست ترجمہ خود نہیں کر سکتا اور الٹا الزام ہم کو دے رہا ہے کہ اس نئے دین کے مولویوں نے اپنے ساتھ چند ناخواندہ یا نیم خواندہ لوگوں کو ملایا ہے۔ موصوف تو بزعم خود بلا کا مفسر اور علوم مروجہ کا علامہ ہے مگر اونچی دکان پھیکا پکوان کے مصداق قارئین کرام کو اس کی علمیت اور قرآن سے لگاؤ کا اندازہ آیت مذکورہ کے ترجمہ سے خوب ہوا ہوگا۔ رہی بات ہمارے ناخواندہ یا نیم خواندہ ساتھیوں کی تو جناب ہم بصد عجز و نیاز اپنی کم علمی کے مقر اور معترف ہیں اور بلند بانگ دعوے بھی نہیں کرتے کہ وفوق کل ذی علم علیم ہاں البتہ تم کو اور تمہارے حوارین اور معاونین کو اللہ کے فضل و کرم سے ہماری ناخواندگی یا نیم خواندگی کا خوب پتہ اس وقت لگ چکا ہوگا جب قصبہ والوں کے جم غفیر میں ہم تم سے ملے تھے اور ہمارے چند سوالات

کے جولات میں تم نے چپ سادھ لی تھی اور بالآخر خود تمہارے خدام اور معاونین نے بصد اداب تم سے استفسار کیا" مالکم لاتنطقون "اور یہ الزام کہ ہم نئے لوگ ایک نئے دین کا پرچار کر رہے ہیں یہ ہم پر محض افتراء اور بہتان ہے نہ تو ہم کسی نئے دین کے قائل ہیں اور نہ ہی قولاً فعلاً ہم نے کسی نئے دین کی اشاعت کی ہے۔ بلکہ ہم تو ہر وقت دست بدعا ہیں۔ رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً اور واللہ ہم اسی پرانے اور اصلی دین کے قائل اور پرچاری ہیں جو خیر القرون سے سنداً ثابت ہے ہاں یہ جو تم کو نیا لگ رہا ہے اور نئے نئے کا راگ الاپ رہے ہو یہ تم کو یا تو اشتباہ ہے یا پھر ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے انکار کرتے ہو۔

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

موصوف آگے لکھتا ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مسکن نجد کو رسول اللہ نے "قرن الشیطان" یعنی شیطان کا سینگ فرمایا ہے۔ تو اس لئے اس (محمد بن عبدالوہاب) نے اس نئے مذہب کی اشاعت کا ذمہ خود سنبھال لیا۔ اس بیان میں پھر موصوف نے بدرجہ اتم افتراء تلبیس، حسد اور دینی خیانت سے کام لیتے ہوئے اپنے باطل پرست ہونے کا پورا پورا ثبوت پیش کیا ہے۔ اگر رسول اللہ نے نجد کو قرن الشیطان کہا ہے تو اس سے محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ تھوڑے مراد ہیں یہ زعم باطل صرف موصوف یا ان جیسے دیگر دشمنان حق کا ورثہ ہو سکتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ موصوف پہلے اس حدیث کو نقل کرتا اور پھر اس کی تشریح شروح حدیث سے نقل کر لیتا تو اس خود ساختہ وضاحت کی تکلیف نہ اٹھاتا۔ مثل مشہور ہے "الٹا چور کو توال کو ڈانٹے"

حدیث نجد کی تحقیق و تشریح

یہ حدیث شریف مشکوٰۃ صفحہ 582 بخاری صفحہ 50 صفحہ 1050 جلد دوم میں درج ہے ملا علی قاریؒ اس حدیث کی تشریح پوری یوں کرتے ہیں "والنجد ماارتفع من الارض وھو اسم خاص لمادون الحجاز علی مافی النھایۃ وقال ابن الملک ھو خلاف الغور من بلاد العرب مرقاۃ صفحہ 456 جلد 11۔

نجد بالائی کی زمین یعنی سطح مرتفع کو کہتے ہیں اور حجاز کے علاوہ مخصوص جگہ کا نام ہے بنا پر تحقیق نہایہ اور ابن ملک کہتے ہیں کہ یہ (نجد) زیریں سطح زمین کی ضد یعنی بالائی سطح زمین اور ملک

maktabatulishaat.com

عرب کو کہتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ اشعۃ اللمعات صفحہ 747 جلد4 میں یوں رقمطراز ہیں ''نجد ورائے زمین حجاز راگویند'' پھر آگے یوں فرماتے ہیں ''حجاز عبارت است از مکه و مدینه و طائف و مضافات آن و حجاز را حجاز ازاں گویند گویا حاجز است میان نجد و تہامه و نجد زمینے است بلند و آن مخصوص است بما دون حجاز آنچه متصل است بعراق ضد غور که آنرا تهامه گویند کذافی القاموس اشعة اللمعات صفحه 747 ج 4۔

ترجمہ :۔ حجاز عبارت ہے مکہ 'مدینہ 'طائف اور ان کے مضافات سے حجاز کو حجاز اس لئے کہتے ہیں گویا یہ پردہ ہے نجد اور تہامہ کے مابین نیز نجد بالائی سطح زمین کو کہتے ہیں اور یہ خاص ہے ماسوائے حجاز کے جو متصل اور پیوست ہے۔ عراق سے اور مقابل ہے زیریں سطح زمین کے جو کہ تہامہ ہے۔

اور اس حدیث میں ایک لفظ یہ بھی ہے ''هنالك الزلازل'' وہاں زلزلے ہوں گے مرقاۃ لکھتا ہے۔ اے فی ناحیة نجد وهوا المعنی نحوالمشرق صفحه 456 یعنی نجد کی طرف اور یہ معنی ہے بطرف مشرق مقصد یہ کہ نجد سے مراد مشرقی طرف اور جھت ہے۔ جو اونچائی اور بلندی پر ہے اور حجاز کے علاوہ تہامہ کے مقابل عراق سے متصل ہے۔ پس نجد کسی مخصوص جگہ کا نام نہیں بلکہ تمام مشرقی علاقے کو جو کہ بلندی پر واقع ہے نجد کہتے ہیں۔ جس سے فارس 'عراق اور خراسان سب مراد ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ فرماتے ہیں کہ ''مراد به مشرق فارس یا اہل نجد است'' مراد مشرق سے فارس ہے یا اہل نجد اللمعات صفحه 747 جلد 4۔

اہل نجد کے بارے میں حاشیہ پر لکھتے ہیں بدانکه اول فتنه خوارج از اہل نجد بود بلکه اول ارتداد آنہا بعد ازاں در عراق فتن شد بعد ازاں از فارس بعد ازاں از خراساں بعد ازاں از تاتار بمه جانب مشرق اند صفحه مذکوره۔

ترجمہ :۔ ''جان لو خوارج کا پہلا فتنہ اہل نجد سے اٹھا بلکہ اول ارتداد وہیں سے شروع ہوا۔ اس کے بعد عراق میں فتنے شروع ہوئے اس کے بعد فارس سے اس کے بعد خراسان اس کے بعد تاتار سے اور یہ سارے مشرق کی طرف واقع ہیں۔''

سو قرن الشیطان کی اس حدیث سے محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ قطعاً مراد نہیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی فتنہ اٹھایا تھا ہاں ان کی شبانہ روز دینی خدمات اور توحید و سنت کی اشاعت کو کوئی مشرک

maktabatulishaat.com

بدعتی اور باطل پرست فتنے کا نام دے تو یہ الگ بات ہے۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مولانا رشید احمد گنگوھیؒ اور محمد بن عبدالوہابؒ

مولانا رشید احمد گنگوھیؒ ایک سائل کے جواب میں اس طرح لکھتے ہیں جواب اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں فتاوٰی رشیدیہ صفحہ 405 اور ایک مقام پر سائل کے دو سوالات کے جوابات مفتی صاحب یوں دیتے ہیں۔

جواب ۱ :۔ محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ اعلم۔

جواب ۲ :۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو لوگ وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی 'شافعی' مالکی 'حنبلی کا ہے۔ فتاوٰی رشیدہ صفحہ 551۔

محمد بن عبدالوہاب کا اپنا اقرار کہ میرا مسلک حنبلی ہے

شیخ الاسلام نجدیؒ کے وہ اشعار جو وہ اکثر پڑھا کرتے تھے اس پر دال ہیں کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور حنبلی المسلک تھے۔

بأی لسان اشکر الله انه — لذونعمة قدا عجرت کل شاکر
حبانی بالاسلام فضلاً و نعمةً — علی وبالقرآن نور البصائر
وبالنعمة العظمی اعتقاد ابن حنبلی — علیها اعتقادی یوم کشف السرائر

آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ احمد بن حنبل کا اعتقاد جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے یہی میرا عقیدہ روز محشر ہو گا مقدمہ کتاب التوحید صفحہ 17۔

﴿مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان اور محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کا مذہب﴾

نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنے رسالے میں اس طرح بیان کرتے ہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ مذہب محمد بن عبدالوہاب مذکور کا حنبلی تھا۔ ترجمان وہابیہ صفحہ ۴۳ ایک اور مقام پر اس طرح لکھتے ہیں۔ سو محمد بن عبدالوہاب خود مقلد مذہب حنبلی منجملہ انہیں چار مذہب کے ہے جو عامہ رائج ہیں ترجمان وہابیہ 63 اور اسی طرح کا بیان رسالہ مذکورہ کے صفحہ 10 پر بھی ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے قارئین کرام کو یہ بات عیاں ہو چکی ہو گی کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی مقلد تھے اور مذہب حنبلی رکھتے تھے۔ لیکن سوات استاد پھر بھی حسد سے کام لیتے ہوئے ان پر افتراء کرتے ہیں کہ اس (شیخ نجدیؒ) نے ایک نئے مذہب کی ترویج واشاعت کا ذمہ اپنے لیا چلو ہم ان سے گلہ نہیں کرتے کہ یہ چیز انہیں ورثے میں ملی ہے۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

موصوف اپنے رسالے کے صفحہ چار پر ہمارے متعلق لکھتا ہے کہ "تمام وطن پر چھاپے مارا کرتے تھے "باڑہ (خیبر ایجنسی) گندف (علاقہ گدون) دیگر مختلف علاقوں سمیت بیت اللہ شریف تک پہنچ گئے مگر نتیجہ سب کے سامنے اظہر من الشمس ہے کہ قسمت میں سوائے مایوسی اور شکست کے اور کچھ نہ تھا دیکھئے موصوف کی تلبیس چھاپے وغیرہ تو پولیس کا کام مگر یہ درس وتدریس قرآن باطل سے بحث و مناظرے اور اشاعت حق کو چھاپوں سے مشابہ قرار دیتا ہے تعبیر اگرچہ موصوف نے غلط کی ہے مگر یہ اقرار تو کرتا ہے کہ ہم نے ان باطل پرستوں کا پیچھا صرف ملکی سطح تک نہیں بلکہ حرم پاک تک کیا ہے۔ والفضل ماشھدت به الاعداء اور ہمارا رب العزت سے وعدہ ہے کہ

لاجاھدن عداك ما ابقيتنى
ولا جعلن قتالهم ديدان

لیکن افسوس موصوف نے ان دینی خدمات کا نتیجہ دیدہ ودانستہ طور شکست بتا کر بہت ٹھوکر کھائی ہے کیونکہ موصوف شہادت فی سبیل اللہ یا جانی ومالی تکالیف کو ناکامی وشکست قرار دیتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ اسی کو فتح وکامرانی ٹھہراتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر

maktabatulishaat.com

الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالو انا لله وانا اليه راجعون اولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة واولئك هم المهتدون بقره 155 - 157۔

لتبلون فی اموالكم وانفسكم ولتسمعن من الذين اوتواالكتاب من قبلكم ومن الذين اشركو اذى كثيرا و ان تصبروا و تتقوا فان ذالك من عزم الاموزال عمران 186

ان الله اشترى من المومنين انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة يقاتلون فی سبيل الله فيقتلون و يقتلون و عدا عليه حقا فی التوراة والانجيل والقرآن ومن اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببيعكم الذى بايعتم به وذالك هوالفوز العظيم توبه 111

ذالك بانهم لايصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة فی سبيل الله ولا يطئون موطأ يغيظ الكفار ولا ينالون من عدونيلا الاكتب لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين. ولا ينفقون نفقة صغيرةً ولا كبيرةً ولا يقطعون واديا الاكتب لهم ليجز يهم الله احسن ماكانو يعملون توبه 120-121

يايها الذين آمنوا هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم

تومنون بالله ورسوله و تجاهدون فی سبيل الله باموالكم و انفسكم ذالكم خيرلكم ان كنتم تعلمون. يغفرلكم ذنوبكم ويدخلكم جنت تجرى من تحتها الانهار ومساكن طيبة فی جنت عدن ذالك الفوز العظيم الصف 10-11-12

اور ارشاد نبویؐ ہے جابرؓ روایت کرتے ہیں قال رجل للنبی ﷺ یوم احد ارايت ان قتلت فاين انا قال فی الجنة فالقى تمرات فی يده ثم قاتل حتى قتل متفق عليه مشکوہ 342 اور حضرت حبیبؓ اپنی شہادت کے وقت بڑے شوق سے کہتے ہیں۔

لست ابالى حين اقتل مسلماً
على اى شق كان لله مصرعى
وذالك فی دين الا له وان يشاء
يبارك على اوصال شلو ممزق

اسی طرح ایک اور صحابیؓ کی چھاتی میں تیر پیوست ہے اور خون کے فوارے جاری ہیں مگر وہ

اسے یقینی کامیابی تصور کرتے ہوئے قسمیہ کہتا ہے۔"فزت و رب الکعبہ" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا۔اسی طرح کتاب الجہاد مشکواہ صفحہ 329-336 مکمل طور اسی پر لگا ہوا ہے۔

مصرات الدنیا مسرات الاخرہ حفت الجنۃ بالمکارہ۔اسے کامیابی نہ کہنا یہ عقیدہ اور شیوہ ہے منافقوں کا ارشاد باری ہے۔"وطائفة قد اهمتهم انفسهم يظنون بالله ظن الجاهلية يقولون هل لنا من الامرمن شئ قل ان الامر كله لله يخفون فى انفسهم مالا يبدون لك يقولون لو كان لنا من الامر شئ ماقتلنا ههنا الاية

ال عمران 154

اور ہمارے جن ساتھیوں نے باطل سے ٹکرا کر باڑہ (خیبر ایجنسی) میں شہادت پائی ہے دیکھئے ان کا خون کیسے رنگ لایا ہے وہاں اب ہمارے مدرسے اور قرآن کے دروس ہیں۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

ان اثارنا تدل علينا
فانظروا بعدنا الى الاثار

اور ہمارے مخالفین کا انجام کیا ہوا؟

خاکش چنان بخوردکه ازاو استخوان نماند

خود قرآن کریم حق وباطل کے انجام کی یہ شہادت دیتا ہے"فاما الزبد فيذهب جفاء واماما ينفع الناس فيمكث فى الارض كذالك يضرب الله الامثال رعد 17

مسجد حرام کا مناظرہ

موصوف مسجد حرام کے مناظرے کے بارے میں جو حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ اور مولوی حمد اللہ آف ڈاگئی کے مابین ہوا تھا کہتا ہے کہ وہاں کے شکست کی شہادت تو ہمارے قصبہ جلبئی کے حجاج کرام خصوصاً شیر آباد کے حاجی تخی صاحب دیتے ہیں چونکہ موصوف بالکل خوف خدا سے عاری ہے حالانکہ وہ عمر کی ایک ایسی حد کو پہنچ چکا ہے بس سمجھو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے مگر پھر بھی عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے ایک امی آدمی اور وہ بھی جانبدار کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سوائے اپنی علاقائی پشتو زبان کے کوئی دوسری زبان نہیں سمجھتا چہ جائیکہ عربی اور پھر اس

میں علماء کا علمی مناظرہ۔

مسجد حرام کے تاریخ ساز مناظرے اور حرمین شریفین کے فیصلے کو پیش کرنے سے پہلے میں مولوی موصوف کی خدمت میں ایک عرض کرتا ہوں۔ پہلے تو یہ کہ اس تاریخ ساز مناظرے کے گواہ ہمارے پاس بھی ہیں جو اس قصبہ جلبئی کے ہیں۔اور مزدوری کے غرض سے وہاں اس وقت حاضر تھے اور تھوڑی بہت عربی بھی جانتے ہیں اور ہمارے خاص آدمی بھی نہیں بلکہ یا تو تمہارے رشتہ دار ہیں یا جانب کے مگر ان کی گواہی تمہاری اور تمہارے آدمی کی گواہی کے برعکس ہے دوم یہ کہ موصوف کے خود اپنے فرزند اور دیگر چند رشتہ دار آج بھی سعودی عرب بلکہ خاص کر حرمین شریفین میں برسر روزگار ہیں اگر وہ قبر اور روز محشر کی پیشی پر یقین رکھتا ہو تو آج ہی اپنے ہی بیٹے یا رشتہ داروں کے ہاتھ وہاں سے فتویٰ طلب فرمائے اور اسے عوام الناس کے سامنے منظر عام پر لائے تاکہ اپنی تسلی بھی ہو اور عوام بھی متردد نہ رہیں۔ مگر ایسا کیونکر کر سکتے ہیں۔

حق جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

بیت اللہ کا مناظرہ اور علمائے حرمین شریفین کا فیصلہ

اس تاریخ ساز مناظرے سے متعلق یہاں پاکستان سے چند علماء نے خطوط کے ذریعے علمائے حرمین شریفین سے مولوی حمد اللہ کی کتاب البصائر کے حوالہ جات کی روشنی میں فتویٰ اور فیصلہ طلب کیا تو انہوں نے ذیل فتویٰ دیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

ماذكر الملا حمد الله من الاقوال المنكرة والطعن على علماء الاسلام وائمة الاسلامية منكرامن القول و زوارا يجب على كل مسلم محاربته والدفاع عن اعراض المسلمين لقول رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفرولما تضمنه من الالفاظ الشركية جدير بالتنبه على ضلالة قائله و خروجه عن الصراط المستقيم نسأل الله له الهداية والعود الى الحق آمين

مہر مدرسہ
دار الحدیث مکۃ المکرمہ

maktabatulishaat.com

ترجمہ:۔ ملا حمد اللہ نے جو منکر اقوال ذکر کئے ہیں اور طعن کیا ہے علمائے اسلام اور ائمہ دعوت اسلامیہ پر یہ باطل (برا) اور جھوٹ ہے ہر مسلمان پر اس سے جھگڑنا اور مسلمانوں کی عزتوں کا تحفظ کرنا واجب ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے جھگڑنا کفر ہے۔ اور اپنے بیان میں شرکیہ الفاظ شامل کرنے گمراہی کے قائل ہونے اور صراط مستقیم سے خارج ہونے کی وجہ سے تنبیہ کا لائق ہے ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ہدایت اور حق کو واپسی کی دعا کرتے ہیں آمین۔

علمائے مدینہ المنورہ کا فیصلہ

كتب علماء المدينة المنورة 21-12-1394 ھ قال الشيخ عمر مدير دارالحديث بالمدينة المنورة من يضلل الله فلا هادى له هذه عقائد المبتدعين والمشركين

علمائے کرام مدینہ المنورہ نے 21-12-1394 کو لکھا کہ فرمایا شیخ عمر مہتمم دارالحدیث مدینہ منورہ نے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا یہ تو مبتدعین اور مشرکین کے عقائد ہیں۔

الصارم الورودجی فی الرد علی الداجوی 213

جدوجہد 29-30

ع نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

قارئین کرام اس فیصلے سے متعلق حرمین شریفین کا عربی میں اصلی خط ملاحظہ فرمائیں تاکہ خوب تسلی ہو جائے۔

مُلا ڈاگئی حمد اللہ کے درج ذیل عقائد علمائے مکہ کے سامنے جب پیش ہوئے تو انہوں نے ذیل فتویٰ دیا

ما يقول علماء المدينة و مكة المكرمة في رجل افغاني الباكستاني يسمى محمد الله الداجوى صنف رسالة بالبصائر واشاع فيها العقائد الذيلة،

يقول ولا شك انه يحصل لذائرهم مدد روحانى ببركتهم ص١٣ ص٣١ ومثله في ص٢٢ و قد تواتر عن كثير من الاولياء انهم ينصرون اولياءهم ويدمرون اعداءهم ص١٣ ص١٦ و بالجملة الكتاب و السنة مملوان باخبار و آثار تدل على وجود علم الاموات بالدنيا و اهلها [illegible] يجيئون الى الارض و الدار ص٦ ص١٠٥ بناء القباب على القبور بدعة حسنة ص١٠٠ الامداد و الاستفادة والانتفاع و الاعانة من الاولياء المدفونين في المقابر ص٣٢ ص٨٢ علم الموتى بزوارهم و رويتهم لهم ص٣٠ فقد يجيبون و يقولون الاشعار ص٢٧ الدعاء عند السيد بهيئة الاجتماع [illegible] المعين العرس من التشتة مكروة ص١٣٣

وقال فی حق الامام ابن تیمیۃ

انه الضال المضل ص٣٥ له ميل عظيم الى اثبات الجهة و الجسمية ص٩٠ ص١٥٢ من كان على عقيدة ابن تيمية فماله و دينه حلال ص٣٣ ابن تيمية ابتدع له مذهبا ص٣٥

وقال فی حق النجدیین والشیخ محمد بن عبد الوھاب

استحوذ عليهم الشيطان ص٥٢ محمد بن عبد الوهاب من الخوارج ص٣٩ [illegible]

فاجاب علماء مكة المكرمة

[illegible]

دار الحدیث [illegible]

نقل مطابق اصل

بسم الله الرحمن الرحيم

ما ذكر الملا حمد الله من الاقوال المنكرة و الطعن على علماء الاسلام و ائمة الدعوة الاسلامية [illegible] من التقول والزور يجب على كل مسلم [illegible] و الدفاع عن اعراض المسلمين بقول رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر و لما تضمنه من الالفاظ الشركية جاير التنبيه على ضلالة قائله و خروجه عن الصراط المستقيم نسأل الله له الهداية والرد الى الحق. آمين. [illegible] ١٣٩٤/١٢/٢١

ل الشيخ عمر مدير دار الحديث بالمدينة المنورة.

من يضلل الله فلا هادى له هذه عقائد المبتدعين والمشركين

[illegible]

maktabatulishaat.com

پھر بھی اگر کوئی شخص اس مناظرے کی مکمل تفصیل کا خواہاں ہو تو مولانا عبدالحمید خویشگی (نوشہرہ) اور مولانا محمد افضل خان آف سلیم خان (صوابی کی طرف رجوع فرمائیں کہ یہ دونوں اصحاب بھی حج کے غرض سے وہاں موجود تھے بلکہ موخرالذکر تو کئی دفعہ شیخ القرآن محمد طاہر صاحب کے سفیر کے طور پر مولوی حمداللہ سے ملے تھے۔ اور انہیں یہ پیغام دیا تھا کہ تمہاری کتاب البصائر حرم کے قاضیون کو پیش کی گئی ہے اگر تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ پھر دستخط کر لو کہ میرے پاس ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہی بیان مولانا افضل خان سلیم خان کے قلم سے ہمارے رسالہ جدوجہد میں شائع بھی ہو چکا ہے۔

اس مناظرے میں شیخ الحرم جناب شیخ طٰہٰ ابن عبدالواسع البرکانی صاحب ثالث تھے لہذا انہی سے شیخ القرآن مولانا محمد افضل شاہ خانصاحب شاہ پور (سوات) اور مولانا عبدالعزیز صاحب گوجر گڑھی نے استفتاء کیا۔ تو دونوں کو خطوط کے ذریعے جواب دیا مگر شیخ القرآن صاحب شاہ پور کے خط کی تفصیل زیادہ ہے۔ اس لئے میں خوف طوالت کی وجہ سے صرف مولانا عبدالعزیز کے خط کو دلیل کے طور پیش کرتا ہوں۔

شیخ الحرم کا خط

من طه بن عبدالواسع البركانى الى فضيلة الشيخ عبدالعزيز مردانى السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد فقد تلقيت خطكم الكريم وفهمت ماجاء فيه وما ذكرتم عن مولانا الشيخ محمد طابر ومناظرته للشيخ حمد الله فقد كان ذالك في المسجد الحرام امام الجم الغفير من الناس والحمد لله فقد ظهر الحق وزهق الباطل واعترف حمد الله بان ما كتبه انما كان نقلا وكفر من كفر ابن تيمية وشيخ الاسلام محمد بن عبدالوباب وفسق من فسقهما واعترف بانهما من فضلاء الامة وامنائه على دينه والله المسئول ان يثبتناواياكم على الحق وان يستعملنا في جوار طاعته ويجعلنا ممن يجاهد فى سبيله ويتعاون فى الدعوة اليه انه سميع مجيب وارجو ابلاغ سلامنا لشيخكم ولكل عزيز۔

الداعی

۔۔ ن عبدالواسع البرکانی۔

جدوجہد 27 الصارم آلوردجی فی الرد علی الداجوی 217 اب ان شواہد اور دلائل کی روشنی میں خدا کو حاضر وناظر جان کر قارئین کرام خود ہی فیصلہ کر لیں اور موصوف کی تلبیس اور کذب بیانی کو ٹھکرا کر حق کا اتباع کریں کیونکہ اس نے تو خود کو "اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی ہے،، کا مصداق ٹھہرایا اور واختلفو من بعد ماجاء هم العلم ۔ کی ڈگری حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کی قسم کھائی ہے اس لئے ایک انصاف پسند اور حق کے متلاشی انسان کو اس کی اندھی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔

؎ اپنی ہر بات کو تول اس میں تردد کیسا
تیرے سینے میں امین دل ہے ترازو کی طرح

موصوف نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴ تا صفحہ ۱۶ افتراء سے کام لیکر جو دینی خیانت کی ہے اس کا بیان انشاء اللہ بعد میں آئے گا۔ اب ملاحظہ فرمالیجئے ان کا خاص جھوٹ۔

موصوف کی خالص دروغ گوئی

اپنے رسالے کے صفحہ ۷ پر موصوف محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے بارے میں یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔ عمر بڑی تھی اللہ نے سو سال تک مہلت دی تھی اور شیطان اس پر وحی لاتا حتی کہ اتنی زیادہ بدعت اور گمراہی ان سے پھیلی اس کی پیدائش 1121ھ اور وفات 1220ھ میں ہوئی۔

اقتباسات از فتنہ وھابیہ

موصوف کو اگرچہ اپنی علمیت پر بڑا ناز ہے مگر حال یہ ہے کہ عربی نہیں سمجھتا فتنہ وھابیہ کچھ قیمتی اور معروف کتاب بھی تو نہیں کہ اسے دلیل میں پیش کیا جائے بلکہ یہ تو ترکی سے مفت ملتی ہے مگر شاید موصوف کو اس کا سہارا لئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا تو اب لیجئے مذکورہ کتاب لانه عاش قريب مائة سنة حتى انتشرعنه ضلالهم كانت ولادته سنة الف ومائة واحدى عشرة وهلك سنة الف ومأتين . فتنه وبابيه صفحه ۱۶۶ از سید احمد بن زینی دحلان۔

ترجمہ۔ اس لئے کہ یہ تقریباً سو سال تک زندہ تھے حتی کہ ان سے بہتیرے گمراہ کرنے والے پھیلے۔ ان کی پیدائش 1111ھ اور وفات 1200ھ میں ہوئی تھی۔

موصوف نے انتشرعنه ضلالهم کا معنی غلط کیا ہے اور باقی عبارت بھی سمجھ سے باہر ہے اس لئے اس نے علامہ نجدیؒ کی عمر سو سال بتائی ہے حالانکہ ان کی اصل عمر ان کے ماخذ کے مطابق 89 بنتی

maktabatulishaat.com

ہے بقیہ گیارہ سال موصوف کا اپنا اضافہ اور جھوٹ ہے اور شیطان کی وحی والی بات بھی اصل کتاب میں نہیں یہ بھی موصوف کا بہتان ہے فیاللعجب موصوف نے کس طرح ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون سے آنکھوں پر پٹی باندھی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ موصوف خود کو صدیقی۔ ملقب کرتے ہیں حالانکہ ان کا صداقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ؂

نہ ے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم   کہ گفتار قلم باشد زرفتارے قلم پیدا

زینی دحلان کی غلطی

زینی دحلان نے بھی شیخ الاسلام کی ولادت 1111ھ بتا کر غلطی کی ہے ڈاکٹر عبداللہ الصالح ...مین لکھتے ہیں۔ وكان مولده في بلدة العينيه سنه 1115ھ ان کی پیدائش (قصبہ) عینیہ ...1115ھ کو ہوئی تھی اور پھر حاشیہ میں لکھتے ہیں بعض مصنفین نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کی جائے ...ئش اور زمانہ پیدائش میں غلطی کی ہے جن میں سے ایک زینی دحلان ہے جو شیخ کی سنہ ولادت 11..ھ بتاتا ہے الشیخ محمد بن عبدالوھاب حیاتہ وفکرہ صفحہ 27 الدکتور عبداللہ الصالح۔

...ی اور مسلم کی حدیث شریف ہے۔

...ان الكذب يهدي الى الفجور وان الفجور يهدي الى النار وان الرجل ليكذب حتى ...كتب عندالله كذابا متفق عليه۔

...وف اور زینی دحلان دونوں کو چاہیے تھا کہ وہ شیخ الاسلام کی کتابوں سے ان کی گمراہی یا بدعات ... چار نمونے پیش کر لیتے تو اچھا ہوتا عوام بھی اعتبار کر لیتے مگر ثبوت سے دونوں کی جولیاں خالی ...یں۔

ع   لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

پھر ...ھی موصوف لکھتا ہے کہ مورخین نے ان (شیخ الاسلام) کی وفات کا مادہ بدع ھلاک الخبیث۔ نکلا ہے حالانکہ نہ تو موصوف نے اور نہ ہی زینی دحلان نے ان کی کتابوں سے کوئی خباثت ثابت کی ہے لیکن۔

؂ جو تھوکے چاند پر کوئی   اسی کے منہ پہ پڑتا ہے

خود موصوف اور زینی دحلان کو سوچنا چاہیے تھا کہ لولا جاء وعليه باربعة شهداء فاذلم ياتوا بالشهداء فاولئك عندالله هم الكاذبون۔

ان کی کتابوں سے خباثت ثابت کئے بغیر انہیں خبیث کہنے والا خود خبیث ہے وہ (شیخ) نہیں کیونکہ خود وہ اور ان کی کتابیں اس سے مبراء ہیں۔ اور یہ خبث باطن رکھنے والوں کا ان پر محض الزام اور بہتان ہے کسی شخص کی خبیثیت یا طیبیت کو پرکھنے کے لئے قرآن کریم ایک کسوٹی ہے لیکن افسوس اگر موصوف یا اس کے پیش رو قرآن فہم ہوتے تو ضرور اس قرآنی ارشاد کو پیش نظر رکھتے۔

الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات والطيبات للطيبين والطيبون للطيبات اولئك مبروء ن مما يقولون لهم مغفرة ورزق كريم۔

اگر محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کوئی خبیث یا خراب انسان ہوتے تو دیوبندیوں کے سالار انہیں اچھا آدمی نہیں قرار دیتے اور نہ ان کے عقائد کو عمدہ گردانتے۔ قارئین کرام آپ نے ابھی شیخ طہٰ بن عبدالوسع البرکانی کا جوابی خط بنام مولانا عبدالعزیز مردانی ملاحظہ کیا جس میں مولوی حمد اللہ (ڈاگئی) کے اعتراف نقل اور انکار کفر و فسق کے الفاظ درج ہیں۔ اور مولوی حمد اللہ نے اعتراف کیا کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ وہ یقیناً دوسری کتابوں سے نقل ہے اور جن لوگوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کو کفر اور فسق کی نسبت کی تھی ان کو کافر اور فاسق کہا۔ اور یہ اعتراف کیا کہ دونوں (شیوخ) علماء امت اسلامیہ کے جیّد علماء تھے   الخ

جد و جہد صفحہ 27 الصارم الوردی صفحہ 217

زینی دحلان کا رسالہ اور جھوٹ میں اس کا مقام

زینی دحلان محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کی مخالفت میں بہت پیش پیش ہے۔ اس نے ایک اور رسالہ " الدرر السنية في الرد على الوهابيه،، بھی تصنیف کیا ہے۔ جس کا جواب ہندوستان کے ایک جید اور معروف عالم دین مولانا محمد بشیر سھسوانی نے صيانة الانسان عن وسوسة الشيخ دحلان،، کے نام سے ایک مکمل کتاب کے طور پر دیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے موصوف دحلان کی پوری حقیقت سے پردہ اٹھا کر حق ادا کیا ہے فجزاه الله اپنی کتاب کے صفحہ 8 پر مصنف مذکور لکھتے ہیں۔

وكان اشهر هولاء الطاعنين مفتي مكة المكرمة الشيخ احمد زيني دحلان المتوفى سنة 1304 الف رسالة في ذالك تدور مسائلها على قطبين اثنين قطب الكذب والا فتراء على الشيخ وقطب الجهل بتخطئته فيما هو مصيب فيه صيانة

maktabatulishaat.com

الانسان صفحہ 8.

اور اس عیب لگانے والوں میں سے ایک مکہ مکرمہ کے مفتی شیخ احمد زینی دحلان جو 1304ھ میں وفات ہوئے ہیں بہت مشہور تھے۔ انہوں نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جو اپنے دو مختلف محوروں سے دو اصلوں کے ساتھ گھومتا ہے پہلی اصل شیخ (نجدیؒ) پر جھوٹ اور افتراء کی ہے اور دوسری اصل اپنی جہل کی وجہ سے ان (مسائل) میں شیخ کی طرف خطا کی نسبت کرنے کی جن میں وہ (شیخ) مصیبت تھے۔ یہ ہے جناب زینی دحلان کا حال اور سوات استاد انہی سے اقتباسات کرتے ہیں۔ تو اس کا حال بھی یقیناً اپنی اصل کی طرح ہوگا جو کہ کذب وافتراء ہے۔

مولانا محمد بشیر سھستوانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ابتداء میں ہم بھی یہی باتیں سنتے اور تصدیق کرتے مگر ثم اطلعت علی اکثر کتب الشیخ محمد بن عبدالوہاب ورسائله وفتاویه وکتب اولاده واحفاده ورسائلهم ورسائل غیر هم من علماء نجدفی عهد هذه النهضة التحدیدیة فرایت انه لم یصل الیهم اعتراض ولا طعن فیهم الا واجابوا عنه فما کان کذب علیهم قالوا سبحانك هذا بهتان عظیم وماکان صحیحاً اوله اصل بینوا حقیقته وردوا علیه وقد طبعت اکثر کتبهم وعرف الالوف من الناس اصل تلك المفتریات عنهم صیانة الانسان صفحه 9

ترجمہ۔ پھر میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی اپنی کتابوں رسالوں اور فتاوی ان کی اولاد یعنی بیٹوں نواسوں کی کتابوں رسالوں سے آگاہ ہوا سو میں نے دیکھا کہ کوئی بھی اعتراض اور طعن ایسا نہیں تھا کہ انہوں نے جواب نہ دیا ہو۔ اور جو کچھ ان پر افتراء کیا گیا تھا۔ تو انہوں نے سبحانك هذا بهتان عظیم (توبہ کر) یہ تو صریح بھتان ہے کہا تھا۔ اور وہ اعتراض جو درست تھا۔ یا اس کے لئے کوئی اصل ہوتا تو اس کی انہوں نے حقیقت بیان کی تھی۔ اور اس پر رد کیا تھا۔ بے شک ان کی بہت ساری کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور ہزاروں لوگوں کو ان مفتریات کی اصل کا پتہ چل گیا ہے جو ان پر باندھی گئیں ہیں لھذا موصوف سوات استاد کو چاہئے تھا۔ کہ وہ صرف فتنہ وھابیہ،، پر اکتفا نہ کرتا بلکہ اسے حضرت شیخ کی کتابوں، رسالوں اور فتوؤں کو منگوا کر اور خوب چھان پر کھکر ان میں گمراہی اور بدعات کے چند نمونے پیش کر کے رد کرنا چاہئے تھا۔ تو بہت خوب ہوتا اور لوگ اس کی للھیت بھی مان لیتے مگر افسوس کہ موصوف اور دحلان دونوں دلیل اور ثبوت نام کی کوئی شے نہیں جانتے

اس لئے تو محمد بشیر سھسوانیؒ لکھتے ہیں۔

ومن المستبعد جدا ان یکون الشیخ احمد دحلان لم یطلع علی شئی من تلك الکتب والرسائل وهو فی مرکزه بمکة المکرمةعلی مقربة منهم فان کان قداطلع علیها ثم اصر علی ما عزاه الیهم من الکذب والبهتان ولا سیما مانفوه صریحا وتبر، وافای قیمة لنقله ولدینه وامانته؟ وهل هوالا ممن باعوا دینهم بدنیاهم ؟ صیانة الانسان صفحه 9

اور یہ بہت زیادہ بعید ہے کہ شیخ احمد دحلان انہی کتابوں اور رسالوں میں سے کسی چیز سے آگاہ نہ ہوا ہو حالانکہ وہ اس کے مرکز یعنی مکہ مکرمہ میں ان کے پاس ہیں۔ سو اگر وہ ان کتابوں اور رسالوں سے آگاہ ہوا ہو اور پھر بھی اس جھوٹ اور بھتان پر دوام رکھے جس کی نسبت وہ شیخ کو کر چکا ہے خصوصاً وہ جھوٹ جس سے وہ (شیخ) صراحتاً بیزاری کر چکے ہیں۔ یا جس کی وہ نفی کر چکے ہیں تو کیا قیمت ہے اس کے نقل کی۔ اس کے دین کی اور اس کی امانت کی اور یہ انہیں میں سے تو ہے جس نے اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچا ہو۔

﴿زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

موصوف صفحہ 8 پر لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نے مندرجہ ذیل دلائل کی رو سے تمام مسلمانوں پر شرک کے فتوے دیئے اور وہ اکثر کہا کرتے کہ ان زیارت قبر النبی ﷺ والتوسل به والا نبیاء والصالحین عندالتوسل بهم شرك یقیناً نبیؐ کی قبر کی زیادۃ کرنا آپ کو اور دیگر انبیاء اور صالحین کو وسیلے کے وقت وسیلہ کرنا شرک ہے۔

توسل کا بیان تو انشاء اللہ بعد میں آئے گا یہاں میں صرف قارئین کی خدمت میں زیارۃ قبر النبی کا تھوڑا سا بیان کر کے شیخ نجدیؒ پر موصوف اور دیگر مفترین کے افتراء کو واضح کرتا ہوں۔ حضرت شیخ اپنی مایہ ناز کتاب "کتاب التوحید،، میں اسی پر ایک باب باندھتے ہیں۔ باب ما جاء فی حمایة المصطفی ﷺ جناب التوحید وسده کل طریق یوصل الی الشرك اس باب میں انہوں نے ایک آیت کریمہ اور دو احادیث مبارکہ حضرت ابو ھریرہ اور علی بن حسینؓ سے روایت کی ہیں اور بعد میں کہتے ہیں۔ کہ "فیہ مسائل اس باب میں کچھ مسائل ہیں۔...... الرابعة نهیه عن زیارة قبره علی وجه مخصوص مع ان زیارته من افضل الاعمال کتاب

maktabatulishaat.com

التوحید صفحہ 77-78 چوتھا مسئلہ نبی کا منع کرنا ہے اپنی زیارۃ کے مخصوص طریقے (شرکیہ طریقے) سے باوجود اس کے کہ آپ کی زیارۃ افضل اعمال میں سے ہے۔

امام ابن تیمیہؒ اور زیارۃ قبر النبی ﷺ

بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ علامہ ابن تیمیہؒ بھی زیارت قبر النبیؐ کے منکر ہیں اور اس نے منع کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھی مخالفین کی افتراء ہے۔ علامہ صاحب صرف اتنا فرماتے ہیں کہ لاتشد الرحال الاالی ثلاثۃ مساجد تو یہ نہی روضۂ اطہر کو بھی شامل ہے۔ اس کے لئے رحت سفر نہیں باندھا جائے گا۔ علامہ صاحب مزید فرماتے ہیں کہ اس زیارت شریف میں کوئی صحیح حدیث صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں اس کے باوجود بھی وہ کلیتہً اس سے منکر نہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالرحمان بن حسن المتوفی 1258ھ ان سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انہ لا یصح منہا عن النبی ﷺ ولا عن احد من اصحابہ مع انہا لاتدل علی محل النزاع اذلیس فیہا الا مطلق الزیارۃ وذالك لا ینکرہ احد بدون شدالرحال فیحمل علی الزیارۃ الشرعیۃ التی لیس فیہا شرك ولا بدعۃ فتح المجید شرح کتاب التوحید صفحہ 220 حاصل معنی روضۂ اطہر کی زیارت میں کوئی صحیح حدیث نبیؐ سے منقول ہے نہ ہی صحابہ کرام سے باوجود اس کے کہ اس میں کوئی نزاع بھی نہیں کیونکہ ان احادیث میں تو صرف روضۂ اطہر کی زیارت کا بیان ہے اور رحت سفر باندھے بغیر تو اس میں کسی کو کوئی انکار نہیں۔ سو اس سے زیارت شرعی مراد ہے جو شرک اور بدعت سے خالی ہو۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

سب نے کہا ہے کہ مسجد نبویؐ میں رسول خدا پر سلام کے بعد اگر اپنے لئے دعا کا ارادہ ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرنا چاہیئے نہ کہ آپ کی قبر کی طرف ہاں سلام اور آپؐ کے لئے دعا کرتے وقت قبر شریف کی طرف منہ کرنا چاہیئے۔ یہی قول اکثر علماء مثل امام مالکؒ (فی احدی روایتین) اور شافعی احمد وغیرھم کا ہے۔ اور اصحاب ابی حنیفہؒ تو سلام کے وقت بھی قبر کی جانب رخ کرنے کو منع کرتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ سلام کے وقت حجرہ کو بائیں ہاتھ کی طرف کرے جیسا کہ ابن وھب نے مالکؒ سے روایت کیا ہے۔ اور بعض نے کہا بلکہ حجرہ کو پشت پر کرنا چاہیئے اور اس پر اس زمانے میں

maktabatulishaat.com

عمل فقہا الو سابہ صفحہ 122

ارا سو چنے جب رسول اللہ ﷺ پر سلام کہنے اور دعا کا بیان کرتے ہیں۔ تو نفس زیارت سے بالکل نہیں بلکہ شدالرحال سے منکر ہیں اور یہ علماء کے مابین اختلافی مسئلہ ہے۔

مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ کہتے ہیں

مولانا سہسوانیؒ زینی دحلان کے ایک جواب میں یوں لکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں زیارت قبر النبی کی مشروعیت میں ہمارا کوئی جھگڑا نہیں اور یہ کہ علامہ ابن تیمیہؒ زیارۃ کی مشروعیت کے قائل نہیں ان پر خالصتاً افتراء ہے۔ علامہ ابو عبداللہ بن احمد بن عبد الھادی المقدسی الحنبلیؒ "الصارم المنکی" میں لکھتے ہیں کہ معترض بحث شروع ہونے سے پہلے جان لے کہ شیخ الاسلام نے اپنی کسی بھی کتاب میں شرعی طریقے کے ساتھ زیارت قبور کو حرام کہا ہے نہ مکروہ اور نہ ہی اس سے منع کیا ہے۔ بلکہ اسے مستحب کہہ کر ترغیب دی ہے ان کی تصانیف اور مناسک میں یوں لکھا ہے۔ "باب زیارت قبر النبیؐ ... پھر (زائر) روضۂ اقدس کو جو قبر شریف کو آکر اس کی دیوار کی طرف رخ کرکے کھڑا ہو جائے گا مگر نہ اسے چھوئے گا نہ چومے گا۔ صیانۃ الانسان صفحہ 21-22

سوات استاد کا جھوٹ

سوات استاد صفحہ 3 پر ہمارے متعلق کوڑھ مغزی یا بے خوفیٔ خدا کی وجہ سے جھوٹ لکھتا ہے کہ انہوں (پنج پیروں) نے اس نئے مذہب (مذہب محمد بن عبدالوہابؒ) کی اشاعت کا ذمہ اپنے سر لیا۔ ہم کہتے ہیں یہ موصوف کی کذب بیانی ہے جس طرح اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں بھی کی ہے۔ ہم حنفی المسلک ہیں آیئے زیارۃ قبر النبیؐ کے بارے احناف علمائے کرام کی توضیحات بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ بناوٹی حنفیوں جو کہ قبر پرست زیادہ اور خدا پرست کم ہیں کی حقیقت اور ان کے بے جا اعتراضات کا خوب حال معلوم ہو جائے۔

۱۔ عبدالرحمان الجزیریؒ کہتے ہیں "اما زیارۃ قبر النبیؐ فھی من اعظم القرب"، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ صفحہ 540۔ جلد ۱

۲۔ حسن بن عمار بن علی الشہیر شرنبلالی الحنفیؒ کہتے ہیں اگر اس شخص پر حج فرض ہو تو پھر حج کو نبیؐ کی زیارت پر مقدم کرے گا۔ اگر فرض نہ ہو تو پھر اسے اختیار ہے (یعنی جو بھی عمل پہلے کرے)

مراقی الفلاح صفحہ 405

۳۔ مفتی رشید احمد گنگوھیؒ لکھتے ہیں "علماء کے نزدیک حج سے فراغت کے بعد اقاقار سول اللہ کی قبر کی زیارت مسنون ہے۔ حاشیہ الکواکب الدری شرح الترمذی صفحہ 156ج1

۴۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں.......... پس حدیث حسن اور جید الاسناد ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ایک جماعت پر جو اس پوری (حدیث) سے آنکھیں چھپا کر زیارت قبر النبیؐ کی مشروعیت سے انکار کر کے اعلیٰ فضیلت سے محروم ہوئی اور یہ جماعت کہتی ہے کہ زائر کی نیت صرف مسجد نبویؐ کی ہوگی۔ اور سمجھتے نہیں کہ اس مسجد کو فضیلت بھی نبی کریمؐ ہی کی وجہ سے حاصل ہے سو جواز نیت مسجد بطریقہ اولیٰ تقاضا کرتی ہے جواز نیت زیارۃ رسولؐ اللہ کی۔ سو اللہ انہیں ہدایت دے اور ان کی حالت درست کرے ہم کو اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو آپؐ کی قبر کی زیارت کی وجہ سے آپؐ کی رفاقت کی فضیلت نصیب فرمائے اور ہمارا حشر آپؐ کے ساتھ فرمائے جیسا کہ ہم ان دیکھے آپؐ پر ایمان لا چکے ہیں،، اعلاء السنن صفحہ 334ج1 اور علامہ قسطلانیؒ نے کہا ہے "جو کوئی اس کے علاوہ عقیدہ رکھے تو وہ حلقہ اسلام سے خارج ہے اور مخالف ہے اللہ کے اس کے رسول کے اور جماعت علمائے اسلام کے.......... احسن الفتاوی صفحہ 550 تا..... 554 جلد 4

۵۔ مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ ایک سائل کو جواب میں یوں لکھتے ہیں۔

سوال۔ جو شخص حج کو مکہ شریف جائے اور مدینہ منورہ نہ جاوے اس خیال سے کہ مدینہ شریف جانا کوئی فرض واجب نہیں ہے بلکہ ایک کار خیر ہے ناحق میں ایسے راستہ خوفناک پر جاؤں کہ جابجا راستے میں قافلے لٹ رہے ہیں۔ اور خوف جان و مال کا ہے اور اس قدر روپیہ بھی خرچ ہوگا۔ اس سے کیا فائدہ تو یہ کچھ گنہگار ہوگا۔ یا نہیں؟

جواب۔ مدینہ نہ جانا اس وہم سے کمی محبت فخر عالم علیہ السلام کا نشان ہے ایسے وہم سے کوئی دنیا کا کام ترک نہیں ہوتا۔ زیارت ترک کرنا کیوں ہوئی اور راہ ہر روز نہیں لٹتی اتفاقی بات ہے یہ کوئی حجت نہیں۔ مگر ہاں واجب بھی نہیں۔ بعض کے نزدیک بہر حال رفع یدین و آمین بجھر سے زیادہ موجب ثواب و برکت کا ہے اس کو تو باجود فساد اور خوف آبرو کے بھی ترک نہ کریں۔ اور زیارت کو احتمال وہم سے بھی ترک کروا دیں اس کو بھی تأمل کر کے دیکھ لیویں کہ کونسا حصہ کمال ایمان کا ہے روپیہ خیرات میں صرف ہونا سعادت ہے مکہ سے مدینہ تک پچاس روپیہ اعلی درجہ کا صرف ہے جس نے پچاس روپیہ کا خیال کیا اور حضورؐ

maktabatulishaat.com

کے مرقد مبارک کا خیال نہ کیا۔ اس کا ایمان و محبت لاریب ناقص گو گنہگار نہ ہو مگر اصل جہالت میں سہی کمی ایمان کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم فتاوی رشیدیہ 166-167

۶۔ علامہ محمد ابوالحسنؒ کہتے ہیں "لیکن جمہور آئمہ اربعہ و سلف صالحین و صحابہ و تابعین کے نزدیک حضورؐ کے قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا اعلی قربات میں سے ہے۔ تنظیم الاشتات 265-264

۷۔ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ لکھتے ہیں۔ جو علامہ آلوسیؒ سے تفسیر روح المعانی میں نقل ہے "اور دعا مانگنا گنبد حضراء مکرمہ میں اور روضہ معظمہ میں ایک مشروع کام ہے اصحاب کرامؓ نے یہاں قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگی ہے۔ اور کسی نے ان سے یہ روایت نہیں کی ہے کہ دعا کے وقت انہوں نے قبر شریف کی طرف رخ کیا ہو۔ باوجود اس کے یہ قبر شریف عرش سے بہتر ہے۔

اور امت نے قبر شریف کی طرف رخ کر کے سلام کہنے میں اختلاف کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قبر شریف کی طرف رخ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ قبر کو پس پشت کر کے قبلہ کی طرف رخ کرنا چاہیئے اور بعض نے کہا ہے کہ سلام کے وقت قبر کی طرف رخ کرنا چاہیئے۔ اور دعا کے وقت قبر کو پس پشت رکھ کر قبلے کی طرف رخ کرنا چاہیئے اور صحیح اور معتمد قول بھی یہی ہے کہ وقت سلام قبر شریف کو رخ کرنا چاہیئے اور وقت دعا قبلے کی طرف رخ قبر مکرم کو یا تو دائیں جانب رکھے یا بائیں جانب پس جب یہ مشروع طریقہ ہے سید المخلوقاتؐ کی زیارت کے لئے تو اوروں (دیگر اہل قبور) کی زیارت کا کیا درجہ ہے۔ بنسبت زیارت رسولؐ کے کہ ان (اہل قبور) سے زیارت کے وقت وہ کچھ مانگا اور طلب کیا جاتا ہے جو نہ تو ان (مردوں) کا حصہ ہے اور نہ ہی ان کے بس میں ہے البصائر للمتوسلین باھل لمقابر صفحہ 119

قارئین کرام یہ سات حوالے برائے اختصار دیدئے اب آپ ہی خدا کے لئے فیصلہ کر لیں کہ موصوف اپنی بات میں کتنا جھوٹا ہے لیکن اللہ کے فضل و کرم سے اس قسم کے جھوٹ و افتراء سے وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

البتہ موصوف کی خدمت میں یہ ایک نصیحت پیش کرتا ہوں کہ اب نہ صرف یہ کہ سفید

ریش ہو بلکہ بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ کر قبر میں پاؤں لگائے بیٹھے ہو۔ اب تو خوف خدا کر کے اس قسم کی کذب بیانی سے توبہ کر کے اپنی آخرت سنوار و ورنہ

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
تم منتوں سے کہو چپ رہو خدا کے لئے

زینی دحلان اور سوات استاد کا افتراء

دونوں کہتے ہیں۔ کہ " ان من اسند شيئا لغير الله ولو على سبيل المجاز العقلي يكون شركافتنه وهابيه ص 67دحق توره ص8

اگر کسی نے غیر اللہ کے لئے کسی چیز کا اسناد کیا خواہ بطریق مجاز عقلی کیوں نہ ہو تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

پہلا جواب۔ یہ موصوف اور زینی دحلان دونوں کا شیخ الاسلام پر خالص بہتان ہے ورنہ وہ ان کی کتابوں اور رسالوں سے اس کی دو چار مثالیں پیش کر کے یہ ثابت کر دیتے کہ دیکھو یہاں نجدی صاحب نے غیر اللہ کے لئے اسناد مجازی کرنے والے کو مشرک کہا ہے۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين زینی صاحب تو مدت ہوئی محبوس فی التراب ہیں اس لئے اب صرف سوات استاد اور اس کے حوارئین کی خدمت میں درخواست ہے کہ نبئونی بعلم ان كنتم صادقين هل عند كم من علم فتخرجوه لنا فان لم تفعلو اولن تفعلوا فاتقوا النار آلتي وقود هاالناس والحجارة

ع
ظلمت شب ہی نہیں صبح کی تنویر بھی ہے۔

دوسرا جواب۔ اگر یہ تاویل درست مان لی جائے۔ تو پھر تو کسی کو بھی مرتد مشرک اور کافر کہا نہیں جا سکتا ہر شخص کے قول میں تاویل ہو سکتی ہے۔ مثلاً کوئی کہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی" میری مدد کیجئے۔ یا کوئی شخص ذبح کے وقت کہے باسم اللات والعزى تو یہ اقوال بھی قابل تاویل ہیں اور مراد ان سے یہ ہے کہ یا رب شیخ عبدالقادر جیلانی میری مدد کیجئے یا بسم رب اللات والعزى یا کوئی کہے کہ معین الدین اجمیری زمین و آسمان تیرے تو اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ اے رب معین الدین اجمیری زمین و آسمان تیرے یا جو یہ کہتے

maktabatulishaat.com

ہوئے تھکتے نہیں بلکہ ہم سے لڑتے جھگڑتے ہیں کہ

به گرداب بلا افتاد کشتی	مدد کن یا معین الدین چشتی
امداد کن امداد کن	از بند غم آزاد کن
دردین ودنیا شاد کن	یا شیخ عبدالقادر
یا رسول الله نظر حالنا	یارسول الله اسمع قالنا
اننی فی بحر غم مغرق	استغث سهل لنا اثقالنا

یا علی مدد وغیرہ ان سب اقوال میں بر حذف مضاف جو کہ "رب،، ہے۔ اسناد مجازی مان لی جائے تو کیا ان کا قائل مسلمان کہلا سکتا ہے؟ یا ان تاویلات کی طرف سلف صالحین میں سے کسی نے التفات کیا ہے؟ حاشا و کلا اور شائد اس قسم کی تاویل کے بارے میں کہا گیا ہے۔

زمن برملا وصوفی سلامے	کہ پیغام خداوند مارا
ولیکن تاویل ایشان در حیرت انداخت	خدا و جبرئیل و مصطفی را

یہ تو اقوال ہیں اگر افعال میں کوئی بندہ غیر اللہ کو سجدہ کرے۔ یا غیر اللہ کی نذر مانے اور یہ کہے کہ میرا سجدہ اور نذر وغیرہ تو حقیقت میں اللہ کے لئے ہے یہ تو صرف اسناد مجازی ہے۔ تو کیا یہ بندہ مشرک یا مرتد ہو گا کہ نہیں

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ کہتے ہیں

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اس اعتراض کے پانچ جوابات دئے ہیں میں صرف چار نقل کرتا ہوں۔

اعتراض۔ پس مسلمان کا قول جب وہ مردے سے مدد طلب کرے مجاز عقلی سے ہے جیسا کہ قول کرتے ہیں امیر صاحب نے شہر تعمیر کیا۔

(مجاز عقلی سے ہے؟)

جواب۔ اول اگر اس تاویل کو درست مان لیا جائے تو پھر کسی بھی فرد پر کفر و شرک کا حکم نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر ایک قائل کا قول ہے کہ الرسول خالق السموات والارض رسول ﷺ آسمانوں اور زمین کا خالق ہے اور مراد یہ ہو گا کہ "رب رسول کریم آسمانوں اور زمین کا خالق ہے بر حذف مضاف اسی طرح فرعون کے قول "انا ربکم

الاعلی ،، سے بر تقدیر قول مراد یہ ہو گی انا اقول ربکم الاعلی میں کہتا ہوں تمہارا رب بہت اعلی ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص اصنام سے مدد چاہے اور ان کے سامنے تضرع اور عاجزی کرے تو مطلب یہ ہو گا کہ یہ شخص اصل میں امداد اللہ سے طلب کر رہا ہے اور اس کی عاجزی بھی اسی کو ہے جو ان اصنام کا حقیقی مالک ہے مگر اعتقادیات میں کسی بھی مسلمان کا قول اس قسم کی فاسد تاویلات میں ذکر نہیں۔

دوسرا جواب۔ قبر پرستوں میں سے اکثریت کو مجاز عقلی کا علم ہے نہ اس مسئلے کا۔

تیسرا جواب۔ یہ کہ یہ لوگ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ ان اہل قبور کو اختیار دیا گیا ہے اور حاجت برداری کر سکتے ہیں۔ اور یہ (مشرک) لوگ نہیں سمجھتے مگر صرف اتنا کہ ان (اہل قبور) کو دینے اور ایجاد کا اختیار ہے اور یہ قطب ہیں۔

چوتھا جواب۔ جب یہ لوگ ان اصحاب مزارت کی کوئی نذر و نیاز مان کر ڈھیل کر لیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے انہیں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو یہ لوگ ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں پیر صاحب (صاحب مزار) نے ہمیں یہ تکلیف پہنچائی کہ ہم نے اس کی منت دینے میں دیر کی تھی۔ البصائر للمتوسلین باھل المقابر 118

حضرت شیخ مرحوم نور اللہ مرقدہ کی عبارت اپنے مقصد میں بالکل واضح ہے اگر اس قسم کی تاویلات کو دین اسلام میں جگہ دی گئی تو پھر تمام شرکیات جائز قرار پا جائیں گے اور صریح شرک میں مبتلا انسان بھی بنابر مجاز عقلی دنیا میں مشرک تصور نہیں ہو گا۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ آج جو لوگ ان شرکیات میں مبتلا ہیں انہیں سرے سے مجاز عقلی کا پتہ ہی نہیں شائد موصوف کو اپنی بڑی عمر اور ایسے عوام سے واسطہ کی وجہ سے خوب معلوم ہو گا کہ عوام مجاز عقلی نہیں سمجھتے ورنہ ان سے پوچھ کر تسلی کر لے۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ؎

حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں
ضد ہے جناب شیخ تقدس مآب میں

مولانا محمد بشیر سھسوانی رحمہ اللہ کا جواب

زینی وحلان کہتا ہے۔ کہ جب تم نے کہا "اغثنی یا اللّٰہ یا اللہ میری مدد فرما تو تمہار ارادہ ہے اسناد حقیقی کا باعتبار خلق و ایجاد کے (اللہ اس امداد کا خالق اور موجد ہے۔) اور جب تم نے کہا

maktabatulishaat.com

"اغثنی یا رسول اللّٰہ ،، اے اللہ کے رسول ہماری مدد فرما تو تمہار ارادہ ہے اسناد مجازی کا باعتبار سببیت اور بکسب واسطہ شفاعت (یعنی اس امداد کا سبب اور واسطہ رسول اللہ کی شفاعت ہے بلکہ یہ امداد باعتبار کسب رسول اللہ کرتے ہیں نہ کہ باعتبار خلق و ایجاد کے عبدالمقدس) تو اس کا جواب محمد بشیر سھسوانی رحمہ اللہ یوں دیتے ہیں بالکل اسی طرح زمانہ جاہلیت کے مشرک بھی تھے جو صلحاء اور انبیاء کو اللہ کے ہاں سفارش اور شفاعت کے لئے بلاتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔ ویعبدون من دون اللّٰہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھولاء شفعائنا عنداللّٰہ ۔ اور یہ (مشرک) لوگ ماسوائے اللہ کے ان کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے ہیں یہ (معبود اللہ) میاں کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اسی طرح ایک اور ارشاد ہے مانعبدھم الا لیقربو نا الی اللّٰہ زلفی۔ ہم تو ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے ہاں قرب اور مرتبوں سے نوازیں۔

اور یہ قول کہ امداد میں اللہ کے لئے اسناد حقیقی ہے کیونکہ وہ اس کا خالق اور موجد ہے۔ اور صلحاء و انبیاء کے لئے مجازی ہے باعتبار سبب اور کسب کے چند وجوہ سے صریح باطل ہے۔

اول۔ اگر اسناد حقیقی کا دارومدار باعتبار خلق و ایجاد مان لیا جائے جیسا کہ صاحب رسالہ (زینی صاحب) نے تو ہم کیا ہے تو پھر بندگان خدا کے تمام افعال کا اسناد حقیقتاً اللہ کے لئے ثابت ہوتا ہے اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ اللہ بندوں کے افعال کا خالق ہے (پس اگر اسناد مجازی معتبر نہ ہو بلکہ اسناد حقیقی معتبر ہو اور دارومدار بھی اسی پر ہو۔ عبدالمقدس) تو پھر یہ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالی بھی ایمان، نماز، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ جیسے عمدہ اعمال اور شرک، کفر، فسق و فجور وغیرہ جیسے قبیح اعمال سے موصوف ہو جائے العیاذ باللّٰہ ۔ کیونکہ وہ تمام حسنہ و سیئہ افعال کا خالق و موجد ہے مگر اس کا التزام بے وقوف اور بے دینوں کا کام ہے اس لئے کہ اس سے اللہ تبارک و تعالی کے لئے اوصاف نقصانیہ، حدوثیہ اور متناقضہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ اس سے اللہ کی ذات میں متضاد اوصاف کی اجتماع لازم آتا ہے۔

دوم۔ اگر اسناد مجازی کا دارومدار سببیت اور کسب پر ہو جیسے ان کا خیال ہے تو پھر یہ لازم آتا ہے کہ ایک انسان بھی حقیقتاً نہ مومن ہو سکتا ہے نہ کافر۔ نہ نیک نہ نافرمان۔ نہ نمازی، صائم، حاجی، غازی اور نہ قاتل، زانی، راشی اور چور بلکہ اس سے جزاء و سزا، حساب و کتاب، جنت و دوزخ کا عقیدہ باطل ہوتا ہے اور مسلمانوں میں سے کسی کا قول اس میں موجود نہیں۔

سوم۔ یہ دعویٰ کہ انبیاء و صلحاء سے امداد طلب کرنا باعتبار سبب و کسب درست ہے دلیل کو محتاج ہے ورنہ بغیر دلیل کے یہ ناقابل تسلیم ہے العرض یہ ایک باطل شبہ اور زائل ہونے والا وسوسہ ہے جو اپنے صاحب کی از حد بے وقوفی اور جہالت پر دال ہے۔ (صيانة الانسان صفحہ 222)
حاصل یہ ہے کہ اللہ کی توحید کے مقابلے میں اس قسم کی شبہات نکالنا اور اپنے غلط موقف اور شرک کے اثبات کے لئے حقیقی و مجازی کی نسبت پیدا کرنا علماء کرام کا شان نہیں اور نہ ہی تلبیس الحق بالباطل کے خطرات سے خالی ہے یہ کام وسواس کا ہے۔ الذيي يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس۔

افتراء۔ اہل توحید پر فتوؤں کا

سوات استاد صفحہ 9 پر لکھتے ہیں اور (شیخ نے) کچھ رسالے تصنیف کیے جن میں اہل توحید پر شرک کے فتوے دیئے۔

جواب۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ ان مفترین (زینی دحلان اور موصوف) کو حضرت شیخ کی کتابوں سے ایک آدھ حوالہ ضرور پیش کرنا چاہئے تھا مگر ثبوت ندارد۔ اور بغیر ثبوت کے ایک بات کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے یہ تو صرف موصوف ہے جسے نکیل ڈال کر دحلان اور دیگر نے اپنی راہ پر لگایا ہے۔

عبارت نہ سمجھنا اور غلط معنی کرنا

سوات استاد لکھتا ہے۔ محمد کا ظہور 1121ھ میں ہوا یعنی اپنی پیدائش کے تئیس سال بعد گمراہی کا پیامبر بنا۔ صفحہ 9 (نعوذ بالله بن ذالك...... عبدالمقدس) فتنہ وھابیہ کی اصل عبارت جس سے موصوف نے نقل کی ہے یہ ہے "وكان ابتداء ظهور امره سنة الف ومائة وثلاث واربعين صفحہ 47

ترجمہ:۔ ان کے کام کی ابتداء 1143ھ میں ہوئی یہ تو موصوف کی قابلیت ہے جو عربی کے ایک جملے کے درست معنی نہیں کر سکتا اور تینتالیس سے اکیس بناتا ہے شاید ایسی غلطی مفید الطالبین اور نفحة العرب کے طالب علم سے بھی سرزد نہ ہو اور اس ظہور سے

شیخ الاسلام کی پیدائش مراد نہیں بلکہ دعوت مراد ہے جو اس عبارت سے صاف ظاہر ہے مگر بفرض محال اس سے اگر پیدائش مراد لی جائے جیسا کہ موصوف نے صفحہ 7 پر 1121ھ ذکر کیا ہے پھر بھی بہرحال قول زینی دحلان غلط ہے کہ وہ 1111ھ بتاتا ہے اور دحلان کا یہ قول بھی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا غلط ہے۔

برین عقل ودانش بیاید گریست

محمد بن سعود اور موصوف

موصوف محمد بن سعود کے بارے میں لکھتا ہے "یہ بنی حنیفہ میں مسیلمۃ الکذاب کے گھرانے میں سے تھے،، صفحہ 9

قارئین کرام محمد بن سعود ایک صالح انسان تھے اور ایک صالح کا تعلق خواہ کسی بھی گھرانے سے ہو چاہے وہ قوم کافر کیوں نہ ہو اس سے اس بندے کی صالحیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا دیکھئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے نبی آذر جیسے بت گر کافر انسان سے پیدا ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسے جلیل القدر صحابی ابی طالب جیسے مشرک باپ سے پیدا ہوئے تھے اور حضرت عکرمہؓ کا تعلق اس امت کے فرعون ابو جہل لعین کے گھرانے سے تھا یہی نہیں بلکہ اکثر صحابہ کرام ایسے تھے جن کے والدین کا خاتمہ کفر و شرک پر ہوا ہے قرآن کریم اسے یوں اشارہ کرتا ہے۔ ما كان للنبي والذين امنو ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى الايه توبه 113 يا ايها الذين آمنو عليكم انفسكم لا يضركم من ضل اذا اهتديتم الايه مائده 105 لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت الاية بقره 286 من عمل صالحا فلنفسه و من ساء فعليها الايه حم سجده 46 من كفر فعليه كفره ومن عمل صالحا فلانفسهم يمهدون الروم 44 من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعليها ثم الى ربكم ترجعون جاثيه 45 ولا تكسب كل نفس الا عليها ولا تزرو وازرة وزراخرى الايه انعام 164، ومن ضل فانما يضل عليها ولا تزر وازرة وزر اخرى بنى اسرائيل 15، تلك امة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم الايه بقره 131,134 موصوف اگر خوف خدا سے عاری نہ ہو قبر اور میدان محشر کی سختیوں سے منکر بھی نہ ہو تو اتق الله حيث ما كنت پر عمل کر کے مذکورہ بالا آیات کو اپنا وظیفہ بنائے اور غور و فکر سے کام لے تو انشاء اللہ پھر ایسی لایعنی باتیں نہیں کرے گا کیا آج

maktabatulishaat.com

اگر ایک بندہ کفر و شرک سے توبہ کر کے مسلمان ہو جائے یا کسی ایسے مسلمان کے گھر پیدا ہو جائے جو مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی اولاد ہو قابل طعن ہو سکتا ہے؟ کیا اسے معیوب سمجھنا جائز ہے؟ فما هو جوابكم فهو جوابنا.

سوات استاد کی ایک بڑی نا سمجھی

موصوف لکھتا ہے جو آیات قرآنی مشرکین اور اصنام کے حق میں نازل ہوئی تھیں انہیں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کے کھاتے میں ڈال دیا جیسے 'ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيامة وهم عن دعاء هم غافلون اور والذين يدعون من دون الله لا يستجيب لهم الى يوم القيامه وغیرہ صفحہ 9

اس عبارت سے موصوف نے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنے کے مترادف اپنی نا سمجھی کا پورا پورا ثبوت پیش کیا ہے اس لئے کہ قرآن کریم جیسی سدا بہار کتاب اور مکمل ضابطہ حیات کو کسی زمانے 'علاقے یا کچھ لوگوں سے خاص کرنا صرف نا سمجھی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم غلطی بھی ہے جس طرح جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں اسی طرح یہ امت مرحومہ بھی آخری امت ہے ارشاد نبوی ہے لا نبی بعدی ولا امة بعد کم یا ارشاد ربانی ہے "قل يا ايهاالناس انى رسول الله اليكم جميعا الاية اعراف 158، ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين الاية احزاب 41 اسی طرح تا قیام قیامت یہی قرآن ہی اس امت کے لئے مشعل راہ ہوگا لہذا اس قرآن کو کسی زمانے 'علاقے یا قوم تک مخصوص و محدود کرنا اس کی عالمگیریت سے انکار کے مترادف ہے باوجود اس کے کہ بعض آیات کسی خاص شخص یا واقعے کی مناسبت سے نازل ہوئی ہونگیں مگر حکم عام ہوگا جیسے 'یہ آیات

والذين يرمون ازواجهم ولم يكن لهم شهداء الاانفسهم الايه نور 6.....9 ہلال بن امیہ اور ان کی زوجہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں لباب النقول فی اسباب النزول 52 یا آیت" يا ايها لاذين آمنوا اذا ضربتم فى سبيل الله فتبينوا و لا تقولوا لمن القى اليكم السلم لست مومنا الايه نساء 94

حضرت مقدادؓ اور یا اسامہ بن زیدؓ اور مرداس کے بارے میں اتری ہے لباب النقول فی اسباب النزول 77-78 یا آیت انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون فى

الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا الايه مائده 33 ان عرنیین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے شتربان کو قتل کر کے اونٹوں کو روانہ کر رکھا تھا اور اسلام سے مرتد ہوئے تھے لباب النقول فی اسباب النزول صفحہ 91 اسی طرح آیت انا انزلنا اليك الكتاب بالحق لتحكم بين الناس بما اراك الله الايه نساء 105 طعمۃ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئیں جس نے چوری کا مال یہودی کے گھر رکھا تھا انوار التبیان 159 اب مذکورہ بالا آیات پر سوچیے کہ ان کا نزول اگر چہ خاص افراد کے بارے میں ہے پھر بھی ان کا حکم عام ہے اور انہیں اپنے۔ تک مودد اور مخصوص نہیں کیا جائے گا اس طرح سوائے چند آیات کے تمام قرآن کریم عام ہے حکم میں اگر آج کوئی شخص اس فعل کا مرتکب ہوا جو آیت سے مراد ہو تو اس کے لئے جزا و سزا کا وہی حکم ہے جو دور رسالت ﷺ میں تھا البتہ اگر قرآن نے تخصیص کی ہو تو پھر وہ آیت اپنے مورد تک خاص ہوگی اور حکم میں عمومیت پیدا نہیں کی جائے گی۔ جیسے،

يا أيها النبى انا احللنا لك ازواجك التى اتيت اجورهن وما ملكت يمينك مما افاء الله عليك وبنات عمك وبنات عماتك وبنات خالك وبنات خالاتك التى هاجرن معك وامرة مومنة ان وهبت نفسها للنبى ان اراد النبى ان يستنكحها خالصة لك من دون المومنين الايه الاحزاب 50 یا اليوم احل لكم الطيبات و طعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب من قبلكم الايه مائده 5 اور یا آیت واذ تاذن ربك ليبعثن عليهم الى يوم القيامة من يسومهم سوء العذاب الايه اعراف 127 وغیرہ آیات کا حکم مخصوص ہے اپنے مورد تک اور انہیں عمومیت نہیں دی جائے گی۔

قابل احترام قارئین۔ آپ ہی سوچیے اگر قرآن کریم کی وہ آیات جن میں یہود و نصاری' مشرکین و منافقین کا ذکر ہے زمانہ نزول تک کے لوگوں تک مخصوص کی جائیں تو پھر لازم ہے کہ وہ آیات جن میں يا ايها الذين امنو کا خطاب ہے انہیں بھی صرف صحابہ کرام تک ہی خاص کیا جائے مگر یہ لوگ ایسا نہیں کرتے بلکہ نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج وغیرہ افعال سے خود کو مومن تصور کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جو اوصاف حسنہ یا سیئہ اور عقیدہ اس زمانے کے لوگ رکھتے تھے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے آج ہی نہیں تا قیام قیامت جس کسی میں آئیں وہی قرآن کا مخاطب ہے اور ان کے لئے بھی وہی جزا و سزا ہے جو اس زمانے کے لوگوں کے لئے تھی قارئین کرام آپ نے دیکھیں

maktabatulishaat.com

کہ اس امت مرحومہ کے جید فقہاء کرام وعلمائے عظام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ الفوز الکبیر میں یوں رقم طراز ہیں۔وان کنت متوقفا فی تصویر حال المشرکین وعقائدھم واعمالھم فانظر الی حال العوام والجھلاء من اھل الزمان خصوصا من سکن منھم باطراف دارالاسلام کیف یظنون الولایة ؟ وما ذایخیل الیھم منھا ؟ وما انھم یعترفون بولایة الاولیاء المتقدمین یعدون وجود الاولیاء فی ھذا الزمان من قبیل المحال ویذھبون الی القبور والأثار ویرتکبون انواعا من الشرك وکیف تطرق الیھم التشبیه والتحریف وبحکم الحدیث الصحیح لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو النعل بالنعل وما من آفت من ھذه الافات الاوقوم من ھذا الزمان واقعون فی ارتکابھا معتقدون مثلھا عافانا اللہ سبحانه من ذالك الفوز الکبیر صفحہ10

ترجمہ :اگر تمہیں مشرکین کے حال عقائد اور اعمال کی تصویر میں توقف ہو تو اس زمانے کے عوام اور جہلاء خصوصاً جو لوگ دار اسلام کے اطراف میں رہ رہے ہیں کے حال کو دیکھئے کہ انہیں ولایت سے کیا گمان گزرتا ہے ؟اور اس سے انہیں کیا تخیل اور تصور ملتا ہے ؟جو متقدمین کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں وہ اس زمانے میں اولیاء اللہ کا وجود نا ممکن بلکہ محال سمجھتے ہیں اولیاء کے قبور و آثار کو جاتے ہیں تو طرح طرح کے شرکیات کا ارتکاب کرتے ہیں ان میں کیسی تشبیہ اور تحریف پائی جاتی ہے اور بحکم حدیث صحیح " تم ضرور ان لوگوں کے غلط طریقوں کا برابر اتباع کرو گے جو تم سے پہلے گزرے ہیں۔ پہلے والوں کی آفات میں سے کوئی آفت ایسی نہیں جس میں اس زمانے کی ایک قوم بسبب ارتکاب فعل واقع نہ ہو گی اور ایسے جیسے عقیدہ نہ رکھے گی اللہ سبحانہ ہمیں اس سے بچائے (آمین)

حضرت شاہ صاحب نے تو سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے اور اس عبارت کا ایک ایک لفظ قابل تشریح ہے مگر کہتے ہیں "العاقل تکفیه الاشارة،، عاقل کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔ میں بغرض اختصار تبصرہ نہیں کرتا اور مزید عبارت کے صرف ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

ترجمہ :اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہو تو اس وقت کے دنیا پرست علماء سوء کو دیکھو جو نصوص قرآن و سنت سے اعراض کر کے کبراء کی تقلید کرتے ہیں ان کی دلیل عالم کی بڑائی سختی اور استحسان ہے جو فرمان نبوی ﷺ سے اعراض کر کے موضوع احادیث اور فاسد

تاویلوں سے دلیل پیش کرتے ہیں گویا یہ بھی وہ یہود ہیں الفوز الکبیر صفحہ 18 آگے حجت الامت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ منافقین کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔

ترجمہ :اگر تم منافقوں کا نمونہ دیکھنا پسند کرو تو امراء و سلاطین کی مجالس دیکھتے جاؤ کہ کس طرح ان کے ساتھی ان کی خوشی و رضا کو مقدم سمجھتے ہیں شارع کی رضا پر صفحہ 25 کتاب مذکور۔ آگے لکھتے ہیں۔

اگر تم نصاریٰ کا حال جاننا چاہو تو اس دور میں اولیاء و صوفیائے کرام کی اولاد کا مشاہدہ کر لو کہ اپنے بزرگوں پر وہ کیا اعتقاد رکھتے ہیں ؟الفوز الکبیر صفحہ 22 قارئین کرام آپ نے دیکھا حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کس طرح قرآن کو ہر زمانے اور ہر طبقے سے لگا رہے ہیں۔ مگر پھر بھی موصوف جیسا ناواقف قرآن عالم قرآن کو چند لوگوں تک مخصوص کر کے اپنے غلط عقیدے اور عمل کو تقویت دے رہا ہے۔اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے تو خود قرآن کی منشاء اور لذت میں فرق آتا ہے مگر

ع "اندھا کیا جانے بسنت کی بہار،،

اور ذالنون مصریؒ نے کیا خوب کہا ہے۔کہ " ابی اللہ ان یکرم قلوب البطالین بمکنون حکمة القرآن مدارك علی الخازن ۔140ج2

۔اللہ تعالی باطل پرستوں کے دلوں کو حکمة قرآن کے موتیوں سے بھرنا نہیں چاہتا اور ارشاد ربانی ہے لا یمسه المطھرون الواقعه 79 اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبدالماجد دریابادی صاحب لکھتے ہیں "صوفیائے کرام عارفین نے کہا ہے کہ اسرار و دقائق قرآن تک بھی وہی پہنچ سکتے ہیں جو ہوائے نفس کی آلودگیوں سے پاک اور طاہر ہوں۔ تفسیر ماجدی 1072ج 2 حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداءؓ سے یہ قول نقل کیا ہے قال لا یکون احد فقیھا حتی یحمل الایة الواحدة علی محامل متعددة الفوز الکبیر 50 جب تک ایک آدمی قرآن پاک کی ایک آیت کی مطابقت کئی مقامات سے پیدا نہ کرے فقیہہ نہیں ہو سکتا۔

اور جب قرآن پاک کو حصے بخرے کر کے سابقین (یہود' نصاریٰ' مشرکین اور منافقین) سے مخصوص کیا جائے تو یہ آیات کا متعدد محامل پر حمل نہیں ہوا نیز اس سے قرآن کی اصلی اور دائمی لذت بھی جاتی رہے گی۔

فان کنت لاتدری فذالك مصیبة
وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

maktabatulishaat.com

العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب

تمام علمائے تفسیر واصول تفسیر لکھتے ہیں کہ اعتبار الفاظ کے عموم کو ہے خصوص سبب کو نہیں۔ مراد یہ کہ اگرچہ بعض آیات کسی خاص واقعہ یا قوم سے متعلق نازل ہوئی ہوں مگر الفاظ کے عموم کی وجہ سے حکم بھی عام ہوگا خاص نہیں مثلاً آیت سورۃ حشر۔ وما اتاکم الرسول فخذوه وما نھکم عنه فانتھوا الایه۔ تمہیں رسول ﷺ جو کچھ دیں اسے لو اور جس سے منع کریں اس سے منع ہو جاؤ۔ یہ آیت اگرچہ مال غنیمت کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر مفسرین کے نزدیک اس کا حکم عام ہے۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں

وھذا نازل فی اموال الفئی وھو عام فی کل ما امربه النبی ﷺ اونھی عنه من قول او عمل من واجب اومندوب او مستحب اونھی عن محرم فیدخل فیه الفئی وغیره ۔ خازن 247ج4

علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی لکھتے ہیں

والاجود ان یکون عامافی کل ماأتی به رسول اللہ ﷺ ونھی عنه وامر الفئی داخل فی عمومه ۔ مدارک علی الخازن 248ج4

ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشریؒ

علامہ جار اللہ زمخشری نے بھی بعینہ یہی الفاظ لکھے ہیں۔ الکشاف 82ج4۔ اور سید محمود الآلوسی بغدادی نے بھی تفسیر کشاف سے نقل کی ہے۔ روح المعانی۔ صفحہ 50ج14

محمد بن احمد بن جزی الکلبی کہتے ہیں

آیت کا سبب نزول مال غنیمت ہے۔ ولفظ الأية مع ذالك عام فی اوامر رسول اللہ او نواھیه ۔ تسھیل 108

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کہتے ہیں

وھذا نازل فی الفیء و ھو عام فی کل ما امربه النبی ﷺ ونھی عنه ۔ تفسیر مظھری 239ج10

علامہ عبد الماجد دریابادیؒ کہتے ہیں

ما عام ہے ما اتاکم ہر امر کو اور ما نھاکم عنه ہر نہی کو شامل ہے۔ اس لئے جمہور محققین کا مسلک ہے کہ گو نزول آیت عطاء مال فیء میں ہوا ہے اور حضرت رسالت کے جملہ اوامر واحکام واجب القبول ہیں۔ وھو عام فی کل ما امر به النبی ﷺ ونھی عنه (معالم) تفسیر ماجدی 1092ج2

علامہ عبد الرحمان بن علی بن محمد الجوزیؒ کہتے ہیں

وھذا نزل فی امر الفیء، وھو عام فی کل ما امر به ونھی عنه ۔ زاد المسیر 23ج8.

اسی طرح صاحب جواہر القرآن وصاحب معارف القرآن بھی اس آیت کے حکم کو عام قرار دیتے ہیں اس لئے تو عبداللہ بن مسعودؓ اس آیت سے استدلال کر کے محرم کے لئے سلے کپڑوں اور عورتوں کے خال اور دانتوں میں جدائی پیدا کرنے کو ممنوع قرار دیتے تھے اور یہ درست بھی تھا کہ العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب ۔

علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشیؒ نے کہا ہے

فصل خصوص السبب وعموم الصیغة ۔ وقد یکون السبب خاص والصیغة عامة لینبه علی ان العبرة بعموم اللفظ وقال الزمخشری فی نفس سورة الھمزة یجوز ان یکون السبب خاصا والوعید عاما لیتناول کل من باشر ذالك القبیح ولیکون جاریا مجری التعریض بالوارد فیه فان ذالك از جر له اونکی فیه ۔ البرھان فی علوم القرآن 32ج1

ترجمہ: یہ فصل ہے سبب کی خصوصیت اور صیغہ کی عمومیت میں کبھی سبب خاص

maktabatulishaat.com

اور صیغہ عام ہوتا ہے تاکہ اگاہی حاصل ہو کہ اعتبار لفظ کی عمومیت کو حاصل ہے اور زمحشری نے سورۃ الھمزہ میں کہا ہے کہ یہ جائز ہے کہ سبب خاص ہو اور وعید عام تاکہ یہ وعید ہر اس فرد کو شامل ہوجائے جو اس قبیح فعل کا ارتکاب کرے اور اس کے لئے وعید کی یہ عمومیت تعریض کا قائم مقام بنے سو یقیناً اس کے ملئے یہ بہت بڑی زجر ہے اور اس کے لئے اس میں بہت سختی ہے۔

علامہ ابولفداء اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقیؒ کہتے ہیں

علامہ صاحب سورۃ المائدہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شکار کسی شکاری جانور کے منہ میں زخمی ہوئے بغیر مرجائے تو یہ حلال ہے یا حرام ہے اس میں ایک حدیث پاک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ وھذا وان کان وارداعلی سبب خاص فالعبرة بعموم اللفظ عند جمہور من العلماء فی الاصول والفروع۔ ابن کثیر 9ج2

یہ حدیث اگرچہ خاص سبب سے ذکر ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک اصول اور فروغ میں اعتبار لفظ کے عموم کو حاصل ہے۔

علامہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطیؒ کہتے ہیں

علامہ صاحب الاتقان فی علوم القرآن میں ایک جگہ یوں لکھتے ہیں (المسئلہ الثانیہ) علمائے اصول نے اختلاف کیا ہے کہ اعتبار لفظ کے عموم کو حاصل ہے یا خصوص سبب کو ہم پہلی بات کو صحیح سمجھتے ہیں کہ بہت ساری آیات مختلف اسباب میں نازل ہوئیں ہیں مگر پھر بھی انہوں نے ان کے حکم کو متعدی کرنے پر اتفاق کیا ہے جیسے آیت ظہار سلمہ بن صخرؓ آیت لعان ھلال ابن امیہ اور آیت حد قذف حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں مگر ان کا حکم غیر کو بھی متعدی ہے اس کے بعد علامہ زمحشری کا قول جو پہلے ذکر ہوا کو نقل کر کے لکھتے ہیں (یہ بات کہ اعتبار لفظ کے عموم کو ہے۔) کہ دلائل میں بعض ایسے ہیں جن سے صحابہؓ اور غیر نے بھی استدلال کیا ہے جو شائع اور کثیر ہیں۔

علامہ شہاب الدین محمود الآلوسی بغدادیؒ

آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی ۔ الایہ ۔ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت کاتمین حق (یہود و نصاریٰ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر کہا گیا ہے کہ یہ آیت ہر اس شخص کو شامل ہے جو دین کے احکام چھپانے کہ الفاظ میں عموم ہے۔ امام بخاریؒ اور ابن ماجہ رو غیرہ نے ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے اگر کتاب اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں کسی کو دین کا کوئی بھی مسئلہ بیان نہ کرتا پھر اس آیت کو تلاوت فرما لیتے اور اصح یہ ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر حکم اس کا عام ہے کئی احادیث اس پر دال ہیں اس لئے سبب نزول کا تقاضا یہ نہیں کہ اسے یہود تک خاص کیا جائے بلکہ اعتبار تو الفاظ کے عموم کو ہے اور موصول (الذین) استغراق کے لئے ہے لہٰذا یہ شامل ہے یہود کو پہلے۔ روح المعانی 26-27ج2

قارئین کرام اگر میں اس طرح عبارات نقل کرتا چلوں تو مسئلہ بہت طول پکڑ لے گا لہٰذا میں بنابر اختصار (تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا) بقیہ صرف حوالہ جات پر اکتفار کرتا ہوں۔

ع شاید کسی کے دل میں اتر جائے میری بات۔

تفسیر مظہری صفحہ 4 3 1ج 3صفحہ 3 5ج 4.صفحہ 1 5 4ج 4. صفحہ 1 6 1ج اروح المعانی صفحہ 3 6 3ج 1. صفحہ 1 5 7ج 1 0. القرطبی صفحہ77ج2تفسیرات احمدیہ صفحہ 427مدارك علی الخارن صفحہ 18ج1. الخازن صفحہ 82ج1. جواھر القرآن صفحہ 783ج2. الکشاف صفحہ306ج 1. الھام الرحمان صفحہ 3 3تفسیر ماجدی صفحہ 4 5ج 1. معارف القرآن صفحہ 299ج 1. احسن الفتاوی صفحہ 135ج 3. فتح الملھم شرح مسلم صفحہ 14ج2. احسن الکلام فی ترك القرآۃ خلف الامام صفحہ 133ج 1. الکلام المفید فی اثبات التقلید۔صفحہ 226تقلید کی شرعی حیثیت صفحہ 21-20

قرآن کریم سے نہایت غفلت

موصوف سوات استاد کا عقیدہ ہے کہ مشرکین صرف بت پرست تھے لہٰذا قرآن کریم کی آیت اسی پر منحصر ہیں اور چونکہ مسلمانوں میں آج کوئی بت پرست ہے ہی نہیں لہٰذا ان آیات کی ان پر

maktabatulishaat.com

چسپا نگی درست نہیں مگر ہم کہتے ہیں یہ موصوف کی خام خیالی ہی نہیں بلکہ دیدہ دانستہ طور پر حق سے انحراف کیا ہے آج اگر کوئی شخص وہی بت والا معاملہ اولیاء کرام کے مزارات سے روا رکھے ان کی نذرونیاز مانے ان پر چڑھاوے چڑھائے انہیں غیب دان اور مشکل کشا سمجھ کر ان سے حاجات طلب کرے اور جو اس سے منع کرتے ہیں انہیں وہابی کافر اور بے دین سمجھ کر ان سے لڑائی جھگڑے کو دین اور کار ثواب سمجھے پھر بھی یہ آیات اس کو شامل نہیں اور نہ وہ مشرک ہے ؟

بقول مولانا الطاف حسین حالیؔ۔

مگر مومنوں پر کشادا ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

قرآن کریم سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں شرک کی ابتداء اولیائے کرام کی عبادت سے ہی ہوئی ہے حضرت نوحؑ جب شرک کی رد کرتے ہیں تو قوم جواب میں کیا کہتی ہے قرآن کے پیرائے میں ملاحظہ فرمایئے۔وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا۔ نوح23۔اور انہوں نے قوم سے کہا اپنے معبودوں (بالخصوص) ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر کو نہ چھوڑو۔

قارئین کرام یہ پانچوں اولیائے کرام تھے امام بخاریؒ اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں میں لکھتے ہیں باب ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا. حدثنا ابراہیم بن موسى قال اخبرنا هشام عن ابن جريج وقال عطاء عن ابن عباسؓ صارت الاوثان التى كانت فى قوم نوح فى العرب بعد اما ودا كانت لكلب بدومة الجندل واما سواع كانت لهذيل واما يغوث فكانت لمرادثم لبنى عطيف بالجوف عند سبا واما يغوث فكانت لهمد ان واما نسر فكانت لحمير لأل ذى الكلاع ونسرا اسماء رجال صالحين من قوم نوحؑ فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبو الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذاهلك اولئك وتنسخ العلم عبدت بخارى صفحه 732ج2

......ابن عباسؓ فرماتے ہیں قوم نوحؑ میں جو بت تھے وہ بعد میں عرب میں تھے ود دومة الجندل میں بنی کلب کے لئے تھا اور سواع بنی هذیل کے لئے تھا یغوث پہلے بنی مراد اور پھر سبا کے نزدیک جوف مقام میں بنی عطیف کے لئے تھا یعوق بنی همدان کے لئے اور نسر بنی حمیر

maktabatulishaat.com

کے لئے تھا۔ یہ قوم نوحؑ میں نیک بندوں کے نام تھے جب یہ (صالحین) وفات ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کو کہا کہ جہاں کہیں یہ بندے بیٹھ چکے ہیں وہیں ان کی تصاویر (بت) کھڑی کر دو اور ان (شکلوں) کو ان کے ہی نام رکھدو سو انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن ان کی عبادت نہ ہوئی جب یہ (معتقدین) لوگ مر گئے اور علم اٹھ گیا تو ان (بتوں) کی عبادت شروع ہوئی۔

اور امام بخاریؒ آیت سورة النجم . افرأيتم اللات والعزى کے ذیل میں لکھتے ہیں' اللات كان رجلاً يلت السويق الحاج بخارى 270-721ج 2 لات ایک نیک بندہ تھا جو ستو پیس کر حاجیوں کو کھلاتا تھا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ بیہقی وقت آیت سورۂ نجم کی تفسیر میں یوں کہتے ہیں "لانه صورة رجل كان يلت السويق بالسمن يطعم الحاج فلما مات كانوا عكوفا على قبره ثم كانوا يعبدونه تفسير مظهرى صفحه116ج9

یہ ایک نیک بندے کی تصویر تھی جو روغن ملا ستو حاجیوں کو کھلاتا تھا۔ جب وفات ہوا تو انہوں نے ان کی قبر پر ڈیرہ ڈال کر عبادت شروع کی۔

علامہ اسماعیل بن کثیر القرشی الدمشقیؒ لکھتے ہیں۔ "وفسروه بانه كان رجلا يلت حجيج فى الجاهلية السويق فلما مات عكفوا على قبره فعبدوه ابن كثير 253ج4

علامہ عبدالرحمن بن علی محمد الجوزیؒ کہتے ہیں عن ابن عباسؓ ومجاهد ان رجلا كان يلت السويق للحاج فلما مات عكفوا على قبره فعبدوه زاد المسير 279ج 7

میں بخوف طوالت مفسرین و محدثین کی مزید عبارات نقل نہیں کر سکتا اس لئے اگر کوئی مزید تفصیل چاہے تو آیت نمبر 1 کی تشریح کے لئے ابن کثیر صفحه 427ج4مظهرى صفحه 76-77ج10۔ زارالمسير صفحه 127ج8 تسهيل صفحه 151ج4تفسير الخازن صفحه 314ج 4مدارك التنزيل على الخازن صفحه 313ج 4معارف القرآن صفحه566ج8جوابر القرآن صفحه 1305ج3كشاف صفحه 124ج4از علامه زمحشرى تفسير حقانى صفحه 67ج4 تفسير عثمانى صفحه 741تفسير حسينى اردو صفحه 578ج2الهام الرحمان صفحه 605-606البرهان (شاه منصور بابا) صفحه 542تفسير كبير صفحه143-144ج3 القرطبى صفحه 307-308ج18روح المعانى صفحه 88-89ج29تفسير عزيزى اردو 225-227

جلد تبارک " البدایه والنهایة ،، صفحه98ج انشر المرجان لمولانا محمد افضل خان صفحه 645اغاثة اللهفان صفحه 205ج2عمدة القاری شرح بخاری 262-263ج19 ملاحظہ فرمائے توانشاءاللہ خوب تسلی ہو جائے گی الاالذین ظلموا منهم

اور دنیا میں عبادت محض بتوں کی نہیں ہوئی ہے نصاریٰ نے عیسیٰ اور ان کی والدہ ماجدہ مریم کو اللہ کے شریک ٹھہرائے تھے۔ فرمان الٰہی ہے۔واذ قال الله یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الهین من دون الله الایة مائده 116 مولوی پیر صلحاء کو اللہ کے شرکاء ٹھہرایا گیا تھا۔ فرمان الٰہی ہے۔ قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا الله ولانشرك به شیأ ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون الله الایة ال عمران 64

اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح بن مریم وما امروا الا لیعبدوا الها واحدا الایه توبه 31

جن لوگوں نے جنات اور ملائکہ کو خدا کے شریک ٹھہرایا تھا۔ ان کے بارے میں قرآنی ارشاد ہے۔ویوم یحشرهم جمیعاً ثم یقول للملائکة اهولاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانك انت ولینامن دونهم بل کانوا یعبدون الجن اکثرهم بهم مومنون ۔ سبا 40-41

وانه کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا الجن 6

قارئین کرام مذکورہ آیات سے آپ کو خوب اندازہ ہوا ہو گا کہ یہ صرف بتوں کے بارے میں نہیں اور نہ ہی مشرکوں نے صرف بتوں کو اللہ کے شریک مانا تھا۔ ہاں البتہ یہ درست ہے کہ مشرکوں نے انبیائے کرام' صلحاء فرشتوں' سورج' تاروں اور دیگر اشیاء کے مجسمے بنائے تھے اور اس عقیدے اور خیال سے **انکی** عبادت اور تعظیم کرتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت کرتے ہیں تو ان کی ارواح ہم سے خوش ہو کر اللہ کے ہاں ہماری سفارشی بنتی ہیں ماضی اور حال کے مشرکوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اولیاء کے مجسموں کی تعظیم کرتے ان کی نذر و نیاز دیتے اور ان سے حاجات طلب کرتے تھے۔ اور یہ اولیائے کرام کے مزارات سے وہی سلوک کرتے ہیں جو مجسموں سے کیا جاتا تھا۔

امام رازیؒ صاحب تفسیر کبیر میں کہتے ہیں

امام رازیؒ آیت ویعبدون من دون الله ما لا یضرهم ولاینفعهم ویقولون هولاء شفعاء نا عندالله الایة کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ جان لو بعض نے ان کافروں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ہم جو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں یہ اللہ کی بہت بڑی تعظیم ہے اس کی بلاواسطہ عبادت کرنے سے اور ہم اس کے قابل نہیں کہ اللہ کی بلاواسطہ عبادت میں مشغول رہیں بلکہ ہم ان ہی اصنام کی عبادت کریں گے اور یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہوں گے تفسیر کبیر 59-60ج7۔ پھر امام رازیؒ نے ان کے اس اختلاف میں چھ اقوال ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے چوتھا قول یہ ہے۔انهم وضعوا هذه الاصنام والاوثان علی صور انبیائهم واکابرهم وزعموا انهم متی اشتغلوا بعبادة هذه التماثیل فان اولئك الاکابر تکونوا شفعاء لهم عندالله تعالی الکبیر60ج7

ان نے یہ بت اپنے انبیاء اور اکابرین کی شکلوں پر تراشے تھے اور یہ کہتے تھے جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ تو یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد امام رازیؒ ایک اور قیمتی بات لکھتے ہیں۔ ونظیره فی هذا الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انهم اذا عظموا قبورهم فانهم یکونون شفعاء لهم عندالله تفسیر الکبیر60ج7

اس کی نظیر اس زمانہ میں یہ ہے کہ بہت سے لوگ اپنے اکابرین کی قبروں کی تعظیم میں مشغول ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ جب ہم ان اکابرین کے مزارات کی تعظیم کرتے ہیں تو یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی بن کر سفارش کرتے ہیں۔

علامہ ابوالسعود الحنفیؒ کہتے ہیں

انهم وضعوا هذه الا صنام علی صور انبیائهم و اکابرهم وزعمو انهم متی اشتغلوا بعبادة هذه التماثیل فان اولئك الاکابر یشفعون لهم عندالله تفسیر ابوالسعود 807ج4

maktabatulishaat.com

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب کہتے ہیں

مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آج کل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے آج کل بہت سارے لوگ قبروں کی عبادت اور تعظیم بجالاتے ہیں قبروں کو سجدے کرتے ہیں ان پر نذریں منتیں چڑھاتے ہیں اس سے ان کا مقصود قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہو کر اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ جواہر القرآن 70ج2

شاہ عبد القادرؒ صاحب کہتے ہیں

شاہ صاحب آیت والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیأ وهم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون نحل 20-21 کے ذیل میں لکھتے ہیں "ف یہ ان کو فرمایا جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ موضح القرآن صفحہ 324

علامہ شہاب الدین محمود الآلوسی بغدادیؒ کہتے ہیں

علامہ صاحب سورۃ یونس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وضعو ها علی صور رجال صالحین ذوی خطر عندهم وزعموا انهم متی اشتغلوا بعبادتها فان اولئك الرجال یشفعون لهم روح لمعانی 88-89ج11

قارئین کرام! کوئی یہ زعم نہ کرے کہ دینا میں محض بتوں کی عبادت مشرکین کرتے تھے نہیں نہیں بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ ہم جن شکلوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی ارواح ہم سے خوش ہو کر ہم سے روٹھے ہوئے اللہ کو راضی کر کے ہماری حاجات پوری کراتی ہیں۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر دنیا میں ایسا بے وقوف کون ہو سکتا ہے جو اپنے ہاتھ سے لکڑی یا پتھر کے تراشے ہوئے ٹکڑے کو کارساز نفع و نقصان کا مالک اور ذی تصرف مانے اور اسے اپنا معبود قرار دے دے۔

محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد الشہر ستانیؒ کہتے ہیں

جان لو! وہ اقسام جن کے مذاہب ہم نے ذکر کئے آخر بتوں کی عبادت پر ختم ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا یہ ایک دائمی طریقہ تھا کہ ایک ذات ایسی ہو جسے وہ ہر وقت دیکھ سکتے ہوں اور اس پر

احوال کرتے ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ مشرکین بالملائکہ اور مشرکین بالکواکب نے فرشتوں اور ستاروں کے بت بنا رکھے تھے اور یہ خیال تھا کہ یہ بت ان فرشتوں اور ستاروں کی شبیہیں ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں۔ وبالجملة وضع الا صنام حیث ما قدروه انما هو علی معبود غائب حتی یکون صنم المعمول علی صورته وشکله وهیئته نائباً منابه وقائما مقامه والا فنعلم قطعاً ان عاقلا لا ینحت جسماً بیده ویصوره صورة ثم یعتقد انه الهه وخالقه واله الكل وخالق الكل اذ كان وجوده مسبوقا بوجود صانعه وشکله یحدث بصنعة ناحته ۔ الملل والنحل 259ج2

حاصل یہ ہے وہ اپنے اندازے کے مطابق ایک معبود غائب کے بت تراشتے تھے حتی کہ یہ تراشا ہوا بت شکل و صورت اور ہیئت میں بالکل اس غائب معبود اور مددگار کی طرح ہوتا تھا۔ اور اسی کا جانشین قائم مقام اور نائب تصور ہوتا تھا۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر جیسا کہ ہم کو علم ہے کون ایسا ذی عقل ہے جو اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی شکل پر یہ اعتقاد رکھے کہ یہ (شکل) اس کا خالق و الٰہ بلکہ سب کا خالق ہے اگر یہ تسلیم کیا جائے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ دنیا میں اس (معبود و خالق) کا وجود اپنے بنانے والے کے وجود سے بعد کا ہے اور اس کی شکل تو موجود ہے اپنے بنانے والے کی وجہ سے۔

قارئین کرام شہر ستانی صاحب کی عبارت کتنی عجیب اور قیمتی ہے مگر بشرط تدبر و انصاف تقریباً اس طرح کا بیان علامہ ابن قیمؒ نے بھی اغاثة اللهفان 224ج 2 میں کیا ہے۔

دو آیات، موصوف اور زینی دحلان

زینی صاحب اور موصوف سوات استاد نے مشرکین اور بت کی آیتوں کی اولیاء کرام اور مومنین پر ہماری چسپانگی کی مثال میں دو آیتیں پیش کی ہیں ایک ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون اور دوم " والذين یدعون من دون الله لا یستجیب لهم الی یوم القیامة یہ دوم تو سرے سے قرآن کریم کی آیت ہے ہی نہیں ورنہ سوات استاد اس کی سورۃ و نمبر بتائے۔ یہ ان کا گویا اللہ کی ذات پر افتراء ہے اور اس آیت کریمہ کے حکم سے ان کی بے خوفی ہے۔ فمن اظلم ممن افترى على الله كذباً او کذب بأیاته انه لا یفلح المجرمون یونس 17

اور یہ پہلی آیت خالص بتوں سے منسوب کرنا کم فہمی اور بد فہمی نہیں تو اور کیا ہے۔ آیت عام

maktabatulishaat.com

ہے البتہ جن مفسرین نے اسے بتوں سے لگایا ہے وہ بھی اس وجہ سے کہ یہ بھی تو انبیاء صلحاء کی مورتیاں تھیں۔ اور بعض نے اسے عیسیٰؑ اور ملائکہ وغیرہ سے لگایا ہے۔ "من" اور "الذین" کے الفاظ میں عموم ہے اس طرح "من" "هم" اور واو۔ نون سے بننے والی جمع کے الفاظ ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ غیر ذوی العقول کے لئے نہیں۔ دیکھئے مثال جب خالص بتوں کا ذکر ہو رہا ہے تو یہ الفاظ نہیں ہوتے جیسا کہ واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا واجنبني وبني ان نعبد الاصنام رب انهن اضللن كثيرا من الناس الايه ابراہیم 35-36 اور اگر کہیں ذوی العقول کے الفاظ آئیں اور کوئی مفسر انہیں بت پر حمل کرے تو پھر کہتا کہ یہاں ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر ترجیح دی ہے یا یہ کہتا کہ لا نهم يعاملونها معاملة من يعقل اگر مفسرین کی اس توجیہ کو بنظر غائر دیکھ لیا جائے تو بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ کہ دنیا میں محض بتوں کی عبادت نہیں ہوئی ہے انبیاء اولیاء، فرشتوں جنات وغیرہ سب ذوی العقول مخلوق کی عبادت ہوئی ہے۔

امام رازیؒ کہتے ہیں

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں وقال بعضهم بل المزاد عبدة الملائكة وعيسى فانهم في يوم القيامة يظهرون عداوة هولاء العابدين تفسير الكبير صفحه 6ج28

اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد فرشتوں اور عیسیٰ کے عبادت کرنے والے ہیں جو روز قیامت اپنے اپنے عبادت کرنے والوں سے دشمنی ظاہر کرلیں گے۔ اس عبارت کے بعد امام رازیؒ اس اعتراض کے جوابات دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (اعتراض اس آیت میں بیان بتوں کا ہے اور الفاظ ذوی العقول سے متعلق ہیں)

جواب: وايضاً يجوز ان يريد كل معبود من دون اللهمن الملائكة و عيسى وعزير والاصنام الا انه غلب غير الاوثان على الاوثان حوالہ سابقہ اور اسی طرح یہ جائز ہے کہ اس سے ماسوائے اللہ کے ملائکہ عیسیٰؑ عزیزؑ اور بتوں میں سے ہر معبود مراد ہو مگر غیر بتوں کو بتوں پر غلبہ دیکر الفاظ ذوی العقول کے استعمال کئے ہوں۔

علامہ آلوسی شہاب الدین سید محمودؒ

علامہ صاحب اس آیت کی ایک بہترین تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا يسمعون و لا يدرون اما ان كان المدعو جمادا فظابر واما ان كان من ذوى العقول فان كان من المقبولين المقربين عندالله تعالى فلا شتغاله عن ذالك بما هو فيه من الخير او كونه في محل ليس من شأن الذى فيه ان يسمع دعاء الداعى للبعد كعيسى عليه السلام اليوم او لأن الله يصون سمعه عن سماع ذالك لانه لكونه مما لا يرضى الله تعالى يوء لمه لو سمعه وان كان من اعداء الله تعالى كشياطين الجن والانس الذين عبدوا من دون الله تعالى فان كان ميتا فلا شتغاله بما هو فيه من الشرو قيل لان الميت ليس من شانه السماع ولا يتحقق منه السماع الامعجزة كسماع اهل القليب..... روح المعانى صفحه7جلد26

ترجمہ: (وہ) نہ سنتے ہیں۔ نہ سمجھتے ہیں اب اگر یہ مدعو غیر ذوی العقول اور جمادات میں سے ہو تو یہ (انکا نہ سننا اور نہ جاننا) تو ظاہر ہے اور اگر ذوی العقول ہو تو اب اگر یہ اللہ کے مقرب مقبول بندوں میں سے ہو تو یہ (جنتی) سرور اور خوشیوں میں مشغولیت کی وجہ سے نہیں سنتا اور یا اس وجہ سے کہ یہ مقبول بندہ ایک ایسے مقام میں ہے جہاں بوجہ بعد کے سننا اس کا شایان شان نہیں۔ جیسے کہ آج عیسیٰؑ ہے اور یا اس وجہ سے نہیں سنتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس مقبول بندے کو وہ بات سنانا پسند نہیں فرماتا جس کے سننے سے اسے درد و تکلیف پہنچتی ہو۔ اور اگر یہ (مدعو) اللہ کے دشمنوں میں سے ہو جیسے شیاطین جن وانس جن کی ماسوائے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے۔ اب اگر مرا ہو تو اس لئے نہیں سنتا کہ عذاب میں مبتلا ہے اور کہا گیا ہے کہ اس لئے نہیں سنتا کہ سننا مردے کی شان نہیں اور بغیر معجزے کے اس کا سننا ثابت نہیں جیسے قلیب بدر والے۔

قلیب بدر والوں کو اللہ نے اپنے پیغمبر کے لئے معجزے کے طور پر زندہ کیا تھا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ احياهم الله تعالى لنبيه (عبدالمقدس)

maktabatulishaat.com

حضرت محمدؐ اور دیگر انبیاء علیہم السلام وصالحین سے مدد مانگنا، شفاعت طلب کرنا اور نداء کرنا۔ اور محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ

سوات استاد نے صفحہ 11،10 پر محمد بن عبدالوہاب کا قول نقل کیا ہے کہ جس نے نبیؐ یا دیگر انبیاء اور صالحین کی قبروں پر جاکر ان سے سفارش اور مدد طلب کی یا انہیں نداء کیا تو یہ بھی اسی طرح شرک ہوا۔

جواب: كذالك يضل الله من يشاء ويهدى من يشاء

خود موصوف پہلے ان مسائل کا قائل تھا جب وہ قصبہ جلبئی میں عظیم اللہ بابا کی مسجد میں پیش امام تھا۔ لیکن انما الاعتبار للخواتیم۔ اور رہا محمد بن عبدالوہابؒ تو انہوں نے سو فیصد درست بات کی ہے اور ہم بالکل ان سے متفق ہیں۔ کہ محمدؐ، انبیاءؑ اور صالحین سے غائبانہ امداد اور شفاعت طلب کرنا شرک ہے۔ پہلے والوں کی طرح وہ بھی مشرک ہے۔
آیئے پہلے قرآن سے فتوی طلب کریں۔

1۔ اياك نعبد واياك نستعين الفاتحه (2) ومن يدع مع الله الها آخر لا برهان له به فانما حسابه عندد ربه انه لا يفلح الكفرون ۔ مومنون 117 (3) ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيامة وهم عن دعائهم غافلون احقاف 5 (4) ولا تدع من دون الله مالا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين ۔ يونس 106 (5) قل لااملك لنفسى ضرا ولا نفعا الا ماشاء الله الاية يونس 49 (6) قل انما ادعوا ربى ولا اشرك به احد اقل انى لا املك لكم ضرا ولا رشدا قل انى لن يجيرنى من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا۔ الجن 20-21-22 (7) رب المشرق والمغرب لا اله الا هو فاتخذه وكيلا ۔ المزمل 9 (8) افحسب الذين كفروا ان يتخذوا عبادى من دونى اولياء انا اعتدنا جهنم للكافرين نزلا ۔ كهف 102 (9) قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى انما الهكم اله واحد فمن كان يرجوا لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احد كهف 110 (10) وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يمسسك بخير فهو على كلى شئى قدير انعام 17 (11) قل لا اقول لكم عندى خزائن الله ولا اعلم

الغيب الاية انعام 50 (12) قل لو ان عندى ماتستعجلون به لقضى الامر بينى وبينكم الاية انعام 58 (13) قل من ينجيكم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعا وخفية لئن انجانا من هذه لنكونن من الشاكرين قل الله ينجيكم منها ومن كل كرب الاية انعام 63-64 (13) ولا تدع مع الله الها آخر لا اله الا هو الاية قصص 88 (15) وربك يخلق مايشاء ويختار ماكان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون قصص 68 (16) والذين تدعون من دونه ما يملكون من قطمير ان تدعوهم لا يسمعوا دعاءكم ولو سمعوا ما ستجابوا لكم ويوم القيامة يكفرون بشرككم الاية فاطر 13-14 (17) قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة فى السموات ولا فى الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير ولا تنفع الشفاعة الا لمن اذن له سبا 22-23 (18) و توكل على الحى الذى لا يموت الاية فرقان 58 (19) الرحمان فسئل به خبيرا الفرقان 59 (20) قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويل اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه الاية بنى اسرائيل 56-57 (21) اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم انى ممدكم بالف من الملائكة مردفين انفال 9 (22) استعينوا بالله واصبروا الايه اعراف 128 (23) يايها الذين امنوا استعينوا بالصبر والصلوة ان الله مع الصابرين ۔ بقره 153 (24) واستعينوا بالصبر والصلوة الاية بقره 45 (25) وربنا الرحمن المستعان على ماتصفون حج 112 (26) والله المستعان على ما تصفون يوسف 18 (27) رب انى لما انزلت الى من خير فقير قصص 24 (28) فدعا ربه انى مغلوب فانتصر قمر 10 (29) لا اله انت سبحانك انى كنت من الظالمين انبياء 78 (30) انهم كانوا يسارعون فى الخيرات ويدعوننا رغبا ورهبا وكانوا لنا خاشعين انبياء 90 (31) يا يهاالناس انتم الفقراء الى الله والله هو الغنى الحميد الفاطر 15 (32) ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه الها لقد قلنا اذا شططا كهف 14 (33) له غيب السموات والارض ابصر به واسمع مالهم من دونه من ولى ولا يشرك فى حكمه احدًا كهف 26

maktabatulishaat.com

قارئین کرام! اس کے علاوہ بھی بہت ساری قرآنی آیات ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب امداد طلب کرنا صریح شرک ہے خواہ وہ افضل الرسل ہو یا دیگر انبیاءؑ وصالحین یا جن وملائکہ خود افضل الرسلؐ ابن عباسؓ کو فرماتا ہے۔

واذا سألت فسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله الحديث مشکوه . 453ترمذی 78جلد2روح المعانی 91ج1ابن کثیر380ج4فتاوی دیوبندمختصر 68ج1 فتاوی دیوبند107.84ج1کفایت المفتی صفحه79ج1

ترجمہ: جب تم کچھ مانگنا چاہو تو اللہ سے مانگو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے طلب کرو ملا علی قاری اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے سوال نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ کے سوا کوئی دینے یا نہ دینے ضرر دفع کرنے یا فائدہ پہنچانے پر قادر نہیں۔ نہ اپنے لئے نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ نہ زندگی اور موت یا دوبارہ جی اٹھنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور حدیث کے آخری ٹکڑے "واذا استعنت،، کی تشریح یوں کرتے ہیں۔ جب طاعت اور دنیا و آخرت کے دیگر امور میں امداد طلب کرنے کا تمہارا ارادہ ہو تو امداد اللہ سے مانگو بے شک اسی سے مدد طلب کی گئی ہے اور اسی پر ہر زمان ومکان میں بھروسہ وتوکل کیا گیا ہے۔

مرقاه شرح مشكوة 54ج10

وحاشیہ مشکوۃ 453ج2جناب رسول اللہ ﷺ ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں "احرص على ماينفعك واستعن بالله الحديث مشكوة 452ج2

جس چیز سے تجھے فائدہ پہنچے اس کا حریص بن اور امداد اللہ تعالیٰ (ہی) سے طلب کر۔

ایاك نعبد وایاك نستعین کی تفسیر

عبداللہ بن احمد بن محمود النسفیؒ لکھتے ہیں نخصك بطلب المعونة ہم امداد طلب کرنے میں تجھے ہی خاص کرتے ہیں مدارک علی الخازن صفحہ 18ج1 قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں وایاك نستعین فی الامور کلها وهذا هوا لصراط المستقيم اور خاص تجھ ہی سے سب امور میں مداد طلب کرتے ہیں کہ بس یہی صراط مستقیم ہے۔ انوار التبیان صفحہ 79 شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ نہ اور کسی کی اور تجھ ہی

سے مدد مانگتے ہیں نہ اور کسی سے تفسیر حقانی 155ج1 مولانا عبدالماجد دریابادیؒ یوں رقم طراز ہیں (نہ کسی اور سے اسے حاجت روا سمجھ کر اے اللہ) آیت کے جز واول میں بیزاری اور تبری ہے شرک سے اس آخری جز میں بندہ کی زبان سے بے بساطی بے قدرتی کا اور اقرار ہے اپنے کو حفاظت اور نصرت کے لئے ہر طرح اللہ کے ہاتھ میں سپرد کر دینے کا فالاول تبراء من الشرك و الثانى تبراء من الحول والقوة والتفو يض الى الله عزو جل (ابن كثير) نعبد کے معا بعد نستعين لانا گویا بندوں کی زبان سے یہ کہلانا ہے ہم عبادت تک میں تیری ہی توفیق تیری ہی اعانت تیری ہی دستگیری کے محتاج ہیں۔ ایاك کی تکرار توحید اور رد شرک کی اہمیت کو اور دوبالا کر رہی ہے کرر للا هتمام والحصر (ابن كثير) كرر الضمير للتنصيص على انه المستعان به لاغير (بيضاوى) آیت نے جڑ کاٹ دی ہے ہر قسم کی مظہر پرستی اور مخلوق پرستی کی شرک کی خفی سے خفی بھی راہیں بند کر دی ہیں۔ اور کوئی خفیف سی بھی گنجائش پیر پرستی پیغمبر پرستی فرشتہ پرستی وغیرہ کی باقی نہیں چھوڑی ہے۔ تفسیر ماجدی صفحہ 4ج 1

بقول علامہ دریابادی صاحب آیت نے ہر قسم کی شرک کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مگر موصوف ہر نماز میں مذکورہ آیت کی بار بار تلاوت کر کے بھی نداء لغیر الله اور استعانت بغير الله مافوق الاسباب کا قائل ہو کر صریح شرک میں مبتلا ہے۔ ... اسفاوالى الله المشتكى

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو انبیاء سے

علامہ محمد بن احمد بن جزی الکلبیؒ کہتے ہیں واقتضى قوله واياك نستعين اعترافا بالعجز والفقر وانا لانستعين الا بالله وحده ..... اے نطلب العون منك على العبادة وعلى جميع امورنا تسهيل صفحه33ج1

اس (بندے) کا قول (وایاك نستعين) اس کی عجز و احتیاج کے اقرار کا تقاضا کرتا ہے۔ یعنی ہم اللہ کے علاوہ کسی سے مدد نہیں مانگیں گے ہم تجھ ہی سے عبادت اور دیگر امور میں مدد مانگتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صاحب تفسیر نعیم الدین کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "معمولی،، گرامر سے واقفیت اور عربی کا مبتدی طالب علم بھی یہ جانتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں نستعين کا مفعول و معمول ایک ضمیر منفصل کی صورت میں محض اس لئے مقدم کیا گیا ہے کہ حصر کا

maktabatulishaat.com

فائدہ دے۔ اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہی کے ساتھ مختص ہو جائے۔
تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین صفحہ 32

کس لئے نماز میں باربار ہمیں ایاك نعبد وایاك نستعین پڑھنے کا حکم ہوا ہے؟ اس کی وضاحت میں حجت الامت شاہ ولی اللہ صاحب یوں گوہر افشاں ہیں "بعض وجوہ میں ایک وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اپنی حاجات مثلاً شفائے مریض اور تمول فقیر میں غیر اللہ سے امداد طلب کرتے ان کی نذر و نیاز دیکر یہ امید رکھتے کہ حاجات پوری ہو جائیں گی اور ان کے ناموں کا ورد کرتے تاکہ برکت حاصل ہو پس اللہ نے نمازوں میں ایاك نعبد وایاك نستعین پڑھنا ان لوگوں پر واجب کیا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلا تدعوا مع الله احدا کسی کو اللہ کے ساتھ مت پکارا کرو۔ اور مراد دعا سے عبادت نہیں بلکہ طلب امداد ہے اللہ کے اس قول کی وجہ سے بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الایۃ بلکہ تم خاص اسی (اللہ) کو مدد کے لئے پکارتے ہو۔ سو جس تکلیف کے لئے پکارتے ہو تو یہ اسے ہٹا دیتا ہے۔ حجۃ اللہ البالغۃ 62ج1

علامہ سید آلوسی لکھتے ہیں جو کوئی مشکل وراحت میں غیر اللہ سے مدد طلب کرے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو پھلے ہوئے (ورم زدہ) شخص کو فربہ (لحیم شحیم) سمجھے۔ اور آگ یا چنگاری کے بجائے راکھ میں پھونکے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے امداد طلب نہیں کر سکتا حالانکہ وہ بہت بڑا اور لاپرواہ ہے۔ وھوا لغنی الکبیر۔ غیر اللہ سے کس طرح مدد مانگی جا سکتی ہے۔ کہ وہ سب کے سب اسی کے محتاج ہیں۔ والکل الیہ فقیر خصوصاً میرے خیال میں کسی محتاج کا محتاج سے سوال کرنا اس کی رائے کی ناسمجھی اور عقل کی گمشدگی ہے۔ روح المعانی صفحہ 91ج1

غیر اللہ سے مدد مانگنا مفتیان عظام کی نظر میں

مولانا عبدالحئی صاحبؒ باب الشرک والبدعات میں اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کے عنوان میں ایک سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔

سوال نمبر 51 : عوام کی عادت ہے کہ مصیبت کے وقت انبیاء کرام علیھم السلام اور اولیاء کرام کو مدد کے لئے پکارا کرتے ہیں۔ اور اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ یہ حضرات ہر وقت لوگوں کی آواز پر مطلع ہو کر ان کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے دعا کرتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کی کیا رائے ہے۔ بینوا توجروا

جواب : یہ صورت مذکورہ حرام بلکہ صریح شرک ہے کیونکہ یہ صورت غیر اللہ کے لئے علم غیب کے ثبوت کو متضمن ہے اور اعتقاد مذکورہ صریح شرک ہے شرک کی حقیقت یہ ہے کہ باری تعالیٰ کی ذات یا اسی کی مخصوص صفات اور عبادات میں کسی غیر کو شریک کرنا اور صورت مذکورہ میں باری تعالیٰ کی صفت مخصوصہ علم غیب میں دوسرے کو شریک کیا گیا اس لئے اعتقاد مذکورہ شرک ہے ...... انتھی الی موضع الضرورۃ مجموعہ الفتاوی اردو مترجم صفحہ 87-88

2 : ایک اور مقام میں عبدالحئی صاحب (موت کے بعد کسی نبی یا ولی کی اعانت شرعاً ثابت نہیں) کے عنوان کے ذیل میں ایک طویل سوال کا جواب اس طرح کرتے ہیں

جواب : مذکورہ بالا صورت کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں یہ بات بالکل لغو ہے اور ایسے امور کا قائل واہی ہے۔ جس کا قول سننے کے قابل نہیں مجموعۃ الفتاوی اردو مترجم صفحہ 94

3 : غوث اعظم کا ہر مقام سے نداء سننا۔

اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ غوث اعظمؒ ہر مقام سے نداء دینے والے کی آواز سن لیتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے ؟

جواب : یہ عقیدہ اہل اسلام کے مخالف بلکہ شرک کے مترادف اور برابر ہے۔ ہر شخص کی نداء ہر جگہ سے اور ہر وقت سننا یہ صرف پروردگار عالم کے ساتھ خاص ہے۔ اور کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں واللہ اعلم ابوالحسنات محمد عبدالحئی مجموعۃ الفتاوی صفحہ 95

4 : مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

انبیائے اولیائے کو حاضر ناظر سمجھنا کفر ہے اور چند دوسرے عقائد کا حکم۔

سوال : انبیائے کرام اور اولیائے کرام کو حاضر و ناظر سمجھنا اور بوقت مصیبت ان کو پکارنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ جس وقت ان کو پکارا جاتا ہے فوراً کاربر آری کر دیتے ہیں۔ ایسا اعتقاد کفر ہے یا نہیں۔

الجواب : یہ اعتقاد کفر ہے۔ نصوص صریحہ کے خلاف ہے کلام پاک میں ہے۔ وھو الله فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ماسوائے خدا کے تمام جگہ کوئی حاضر و ناظر نہیں اور مصیبت

maktabatulishaat.com

کے وقت اور ہر وقت خدا تعالی سے مدد مانگنی چاہئے۔ قال رسول الله ﷺ لا بن عباسؓ اذا استعنت فاستعن بالله جب مدد کی ضرورت ہو خدا سے مانگو غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔ فتاوی دار العلوم دیوبند مختصر کتاب الایمان والعقائد 68 ج 1

5 : ہر وقت یا رسول اللہ یا علی مدد یا خواجہ وغیرہ کہنا درست نہیں۔

سوال نمبر 38 : ہر وقت یا رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں اگر ناجائز ہے تو کیا شرک کے درجہ پر پہنچتا ہے یا نہیں اور یا علی یا خواجہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یا نہیں ؟

الجواب : ایسا کہنا درست نہیں ہے جیسا کہ ایاك نعبد وایاك نستعين خاص اس طرف مشیر ہے۔ کہ سوائے حق تعالی کے کسی سے استعانت نہ چاہئے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ واذا استعنت فاستعن بالله اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے چاہ العرض غیر اللہ سے اعانت طلب کرنا اور ان کو قضائے حاجت کے لئے پکارنا ناجائز اور شرک ہے۔ اور بلا اس نیت کے بھی خوب نہیں ۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمان عفی عنہ فتاوی دار العلوم دیوبند مختصر کتاب الایمان والعقائد

6 : (اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا بدعت اور شرک ہے۔)

الجواب : قادر متصرف على الاطلاق حقيقة حق تعالی ہے اور کسی کے لئے اولیاء اللہ میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے آیات واحادیث اس معنی میں بکثرت ہیں بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جو کچھ مانگیں اللہ سے مانگیں اور مدد چاہیں۔ تو اللہ سے چاہیں اگر دعا کریں تو اللہ سے کریں۔ حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن بالله اور سورة الفاتحه میں خود ارشاد ہے۔ ایاك نعبد وایاك نعبد نستعين اور فرمایا ادعونی استجب لكم پس اولياء الله سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دام شیطان ہے اور بدعت ہے شرک ہے۔ فتاوی دیوبند 107 ج 1

7 : اسی طرح مفتی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ ایک سائل کو جواب دیتے ہیں۔ زیارت بزرگوں کی درست ہے مگر بطریق سنت جائے اور مدد مانگنا اولیاء سے حرام ہے۔ مدد حق تعالی سے مانگنی چاہئے سوائے حق تعالی کے کوئی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سو غیر اللہ سے مدد مانگنا۔ اگرچہ نبی ہو یا ولی شرک ہے۔ انتهى الى موضع الضرورة ، فتاوی رشیدیه 250-251

قارئین کرام آپ نے خوب ملاحظہ کر لیا ہو گا کہ قرآن کریم ایسے شخص کو مشرک و کافر قرار دیتا ہے۔ جو غیر اللہ کے لئے علم غیب تصرف اور حاجت روائی ثابت کرے۔ یہی حکم احادیث صحیحہ بھی دیتے ہیں اور مقتیان عظام خصوصاً دیوبندیوں کا بھی یہی فتوی ہے۔ مگر افسوس کہ موصوف سوات استاد کو شکوہ صرف عبدالوہاب نجدیؒ سے ہے۔

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ہم بڑی ہمدردی سے عوام اور خواص دونوں سے التماس کرتے ہیں۔ جو اس غلط عقیدے میں مبتلا ہیں کہ خدارا آج وقت ہے توبہ کرنے کا ورنہ کل پچھتاؤ گے۔ کیونکہ آج خداوند کریم وغفور سے توبہ کی عام دعوت مل رہی ہے۔

يايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا الاية تحريم 8 قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفرالذنوب جميعا انه هوالغفور الرحيم ۔ زمر 53 الم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده الايه توبه 104 اور جس نے اس قسم کے عقیدے سے توبہ نہ کیا۔ تو وہ ابدی سزائے جہنم کا مستوجب ٹھہرتا ہے۔ اعاذنا الله منها آمين ۔ ان الله لا يغفران يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء الايه نساء 48-116 انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة ومأواه النار وما للظالمين من انصار مائده 72

﴿ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول﴾

علامہ سید محمود آلوسیؒ نے ابو یزید بسطامیؒ قدس سرہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مخلوق کا مخلوق سے مدد طلب کرنا کسی جیلی کا جیلی سے مدد طلب کرنے کے مترادف ہے۔ روح المعانی 128 ج 4

﴿انما يستغاث بالله تعالى﴾

علامہ روح المعانیؒ صاحب آیت وسیلہ کے ذیل میں اس طرح لکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ بعض لوگ ماسوائے اللہ اولیاء کرام یا مردوں کو زیادہ پکارتے ہیں جیسے "اے میرے فلاں سید! میری مدد کرے"، تو یہ وسیلہ جائز نہیں اور کسی مومن کا شایان شان نہیں بعض علمائے کرام نے اسے شرک وسیلہ قرار دیا ہے گو فی الواقع نہ ہو مگر قریب ضرور ہے میں دیکھتا ہوں کوئی شخص کسی زندہ غائب یا مردے کو بغیر اس عقیدے کے نہیں پکارتا کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور میری آواز سنتا ہے۔ اور

maktabatulishaat.com

بالذات یابالواسطہ نفع و نقصان پر قادر ہے۔ جیسے آج کے مشرک اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی کسی کو اس قسم کے شرکیہ الفاظ کے ساتھ نہ پکارتا اور نہ اس پر لب کشائی کرتا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی آزمائش ہے۔ ھوشیاری اس سے بچنا اور غیر اللہ سے نہ مانگنا ہے بلکہ غیر اللہ کی بجائے اس اللہ سے مانگنا چاہئے جو بہت زبردست لاپرواہ اور اپنے ارادوں کو پورا کرنے والا ہے اور جو اس راز پر مطلع ہو چکا ہو جسے امام طبرانیؒ نے اپنی معجم میں روایت کیا ہے۔ کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں ایک منافق مومنوں کو نہایت تنگ کرتا تھا۔ ایک دفعہ ابوبکر صدیقؓ نے ساتھیوں سے کہا آؤ کہ اس کے بر خلاف امداد میں رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ بنائیں سو وہ اللہ کے نبی کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ امداد میں مجھے وسیلہ نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ یقیناً امداد میں اللہ کی ذات کو وسیلہ بنانا چاہئے۔ (تو جو اس راز کو جانتا ہو) وہ شک نہیں کرے گا اہل قبور کی امداد میں یا تو وہ نیک ہو گا جس کی وجہ سے وہ اپنی خوشی و سرور اور جنت کے سیر سپاٹے میں مشغول ہو کر دنیا سے بے رغبت ہو گا یا پھر اپنی بدبختی کی وجہ سے عذاب النار میں مبتلا ہو کر اپنے بلانے والے کی آواز اور بلاوے سے غافل ہو گا۔ سو اس کام سے بچنا واجب ہے۔ اور عقلمندوں کی یہ شان نہیں روح المعانی 129-128 ج ۶۔

محترم قارئین! دیکھا آپ نے کہ مفسرین قرآن صوفیائے کرام اور مفتیان عظام سبھی اسے شرک کہتے ہیں۔ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ نصاریٰ عیسیٰؑ کو کارساز جان کر مددگار سمجھتے ہیں تو وہ مشرک ہیں یہود عزیز علیہ السلام کو نفع و نقصان کا مالک سمجھ کر مشرک ہیں۔ مگر جو لوگ جناب محمد رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیائے کرام کو کارساز حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر اپنی حاجات میں پکارتے ہیں وہ مشرک نہیں بلکہ مسلمان ہیں اور صرف مسلمان ہی نہیں محبان رسول اور جنت کے ٹھیکیدار ہیں۔ مولانا حالی نے اس نکتے کو کیا خوب انداز میں بیان کیا ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر

جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پر دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
(مسدس حالی)

اور شیخ عطارؒ اس پر فتویٰ دیتے ہیں۔

ھر کہ خواند غیر حق را اے پسر
نیست در عالم از او گمراہ تر

مسئلہ شفاعت

ہماری جماعت اشاعت التوحید والسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ شفاعت اذنیہ حق ہے۔ قیامت کے دن اللہ بعض جہنمیوں کو رسول پاکؐ، حفاظ کرام، شہداء اور معصوم اولاد کی سفارش پر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کریں گے۔ حضرت عمران ابن حصینؓ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قوم میری ایسی شفاعت پر جہنم سے نکلے گی جسے جہنمی کہا جائے گا مشکوۃ ترمذی ابن ماجہ اسی طرح اور نیک بندوں کے علاوہ بعض نیک اعمال بھی شفاعت کریں گے۔ شفاعت سے بعض بدعتی خوارج، معتزلہ اور شیعوں کی ایک جماعت منکر ہیں فلعنھم اللہ۔

نوٹ: بعض ناعاقبت اندیش بغض و حسد کی وجہ سے ہمیں خوارج اور معتزلہ کہتے ہیں۔ انہیں خدا سے خوف کرنا چاہئے ورنہ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

قارئین کرام! شفاعت کی دو قسمیں ہیں۔ 1: شفاعت قہریہ اور 2: شفاعت اذنیہ اوّل الذکر نہایت قبیح ہے اور قرآن کریم نے اس پر سخت رد کیا ہے۔ جبکہ مؤخر الذکر مقبول اور مشروع ہے اور قرآن و سنت سے ثابت ہے شفاعت قہریہ یہ ہے کہ بغیر اذن خداوندی کوئی شخص کسی مجرم کے لئے سفارش کرے اور اسے چھڑائے۔ یہ عند اللہ مذموم ناجائز اور غیر ثابت ہے ارشاد ربانی ہے۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیا ولا یقبل منھا عدل ولا

maktabatulishaat.com

تنفعها شفاعة ولا هم ينصرون بقره123واتقوا يوماًتجزى نفس عن نفس شيا، ولا يقبل منها شفاعة ولا يوخذ منها عدل ولا هم ينصرون بقره آیت 48يايها الذين آمنوا انفقوا مما رزقناكم من قبل ان يأتى يوم لا بيع فيه ولا خلة شفاعة والكافرون هم الظالمون بقرہ252 میں صرف ان آیات پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ حضرت شیخ پیر رحمہ اللہ نے تقریباً25 سور تیں ایسی بتائیں ہیں۔ جو شفاعت قہریہ کی نفی کرتی ہیں۔

دوم شفاعت اذنیہ ہے۔ جو روز محشر میں انبیاء اولیاء حفاظ اور صلحاء کے لئے ثابت ہے شرط یہ ہے۔ جس بندے کے لئے سفارش کی جاری ہے اس کا عقیدہ شرک و کفر سے پاک ہو۔ اور کسی اور جرم میں جہنم کا مستوجب ہو چکا ہو۔ یہ شفاعت سب سے پہلے جناب محمد رسول اللہ ﷺ شروع کریں گے ارشاد نبوی ہے انا اول من يشفع ایک اور ارشاد ہے۔ ارفع رأسك وسئل تعط واشفع تشفع ایک اور ارشاد نبویؐ ہے۔ شفاعتى لا هل الكبائر اس طرح قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔ ولا يملكون الشفاعةالامن اتخذ عندالرحمان عهدا مريم 87 "عہدا،، کا معنی جلالین نے یہ کیا ہے۔ اے شهادة ان لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله یعنی یہ شفاعت موحدین کے لئے ہو گی۔ یا یہ شفاعت موحدین کریں گے بنا بر توجیه استثناء از شافعين يا از مشفوعين۔ولا يشفعون الا لمن ارتضى وهم من خشيته مشفقون انبياء 28يومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمان ورضى له قولا طه 100ولا يملك الذين يدعون من دونه الشفاعة الامن شهد بالحق وهم يعلمون زخرف 86وكم من ملك فى السموت لا تغنى شفاعتهم شيئاً الا من بعد ان يأذن الله لمن يشاء ويرضى نجم 26

شفاعت مشرکوں اور کافروں کے حق میں لغو اور بیکار ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ فما تنفعهم شفاعة الشافعين مدثر 48ماللظالمين من حميم ولا شفيع يطاع مومن18

قارئین! یہ تھی تفصیل شفاعت اخروی کی دو قسمیں 1 :قهريه 2:اذنيه کی اب شفاعت دینوی کی تین قسمیں ملاحظہ فرمائیے۔

1 :زندہ کی زندہ کے لئے سفارش اور شفاعت

2 :زندہ کی مردہ کے لئے شفاعت

3 :مردہ کی زندہ کے لئے شفاعت

maktabatulishaat.com

اول الذکر دونوں اقسام جائز ہیں۔ پہلی قسم کے لئے دلیل "قالوا ادع لنا ربك الاية بقره 28 اور عکاشہ بن محصن رسول اللہ سے کہتے ہیں "ادع الله ان يجعلنى منهم دوسری قسم کے لئے دلیل "والذين جاء و من بعد هم يقولون ربنااغفرلنا ولا خواننا الذين سبقونا بالايمان ۔ الاية حشر 10 یا نماز جنازہ جو زندوں کا مردے کے لئے سفارش ہے۔

تیسری اور آخری قسم جو ناجائز اور قبیح بدعت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی زندہ کسی مردے کو سفارشی بنائے جیسے آج کل لوگ اولیاء کی قبور پر حاضری دیکر انہیں سفارشی اور وسیلہ کرتے ہیں۔ قرآن نے اس کا رد یوں کیا ہے۔ ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هولاء شفعاء نا عندالله الاية يونس18 حضرت اخون درویزہ باباؒ فوائد شریعت میں لکھتے ہیں ترجمہ مصباح میں یہی تین اقسام کی زیارت ہے جو جائز اور مستحب ہے۔ اس کے علاوہ زیارت کی تمام اقسام بدعت میں شامل ہیں جن میں کبھی کبھار کفر کا خدشہ ہوتا ہے جب قبر کو سجدہ کرے یا مردے سے مدد مانگے فوائد شریعت174

﴿تلبیس الحق بالباطل﴾

سوات استاد آگے لکھتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے مشرک اس لئے مشرک تھے جو بتوں کو پوجتے تھے اور مسلمان تو لااله الا الله کے قائل ہیں اور انبیاء کرام اور اولیاء کی عبادت نہیں کرتے اور نہ انہیں معبود مانتے ہیں

جواب صرف لاالا الله کا زبانی اقرار مسلمان ہونے کیلئے کافی نہیں جبکہ اس کے دل کی تصدیق نہ ہو جیسا کہ ایمان مجمل میں مذکور ہے اقرار باللسان وتصديق بالقلب اور حدیث پاک میں آتا ہے مامن احد يشهد ان الااله اللهوان محمد ارسول اللهصدقا من قلبه الا حرمه اللهعلى النار مشكوة ص 14كتاب الايمان۔

تو جناب معلوم ہوا کہ ایمان کے شرائط میں تصدیق قلب ایک اہم چیز اور رکن ہے جس کے بغیر کوئی شخص صرف زبانی اقرار سے مومن خالص نہیں ہو سکتا اور اب جو لوگ اولیائے کرام کو مافوق الاسباب غائبانہ پکارتے ہیں ان کی نذر و نیاز مانتے ہیں تو یہ شخص بوجوہ چند کافر و مشرک ٹھہرتا ہے۔

اول جب کوئی شخص یہاں پاکستان سے شیخ عبد القادر جیلانیؒ جو بغداد میں مدفون ہیں کو نداء کرتا ان

سے مدد مانگتا ہے تو اس قدر بعید مسافت سے نداء سننایہ رب العزت (جو سمیع بصیر ہے) کی صفت خاصہ ہے لیکن نا سمجھ مسلمان نے اپنے عمل سے اسے شیخ کے لئے ثابت کر دیا ہے جو شرک ہے۔

دوم جب کوئی شخص پیران پیرؒ کو سینکڑوں ہزاروں میل دور سے پکارتا ہے تو اس کا یقیناً یہ عقیدہ ہو گا کہ اسے (شیخ کو) علم ہے کہ فلاں ملک میں فلاں علاقے سے فلاں شخص نے مجھے اپنی فلاں تکلیف کے لئے آواز دی ہے تو اس شخص نے شیخ کے لئے علم غیب کا اثبات کر لیا جو علیم بذات الصدور رب کی خاص صفت ہے لہذا اس عقیدے پر مذکور شخص مشرک ہوتا ہے چاہے لاکھ دفعہ وہ لا اله الا الله کا زبانی اقرار کرے اور زبان سے اولیاء کرام کو معبود نہ کہے عملاً تو وہ انہیں معبود سمجھتا ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا اپنا فتویٰ

قارئین کرام! مناسب ہے کہ اس موقع کی مناسبت سے حضرت شیخؒ کا اپنا فتویٰ نقل کیا جائے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب لکھتے ہیں حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتویٰ جو شخص کسی نبی یا ولی فرشتہ اور جن یا کسی پیر فقیر کو کارساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے انہیں مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے ہیں اور جانتے ہیں اور ہمارے کام کروا لیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبد القادر جیلانیؒ کا فتویٰ ہے کہ وہ کافر اور مشرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جسکا حضور ﷺ کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جانتے ہیں وہ بھی کافر ہے۔ من يعتقد ان محمد ا صلى عليه وسلم يعلم الغيب فهو كافر لان علم الغيب صفة مختصة بالله سبحانه مرآة الحقيقة صفحه 18 سطر 7 مطبوعه مصر) مقدمه جواہر القرآن صفحه 41 ج ا۔

سوم یہ کہ اس شخص کا عقیدہ بے شک یہ ہو گا کہ حضرت شیخ میری مدد کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں خدا کی طرف سے یہ اختیار ملا ہے تو یہ تصرف ہے اور متصرف صرف ذات باری تعالیٰ ہے لہذا اس عقیدے کی وجہ سے یہ شخص مشرک ہوتا ہے گو کلمہ گو ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن میں ارشاد ہے۔

قل من ينجيكم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعاً وخفيه لئن انجانا من هذه لنكونن من الشاكرين قل الله ينجيكم منها ومن كل كرب ثم انتم تشركون

انعام 64.63 امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوء ويجعلكم خلفاء الارض أاله مع الله قليلاً ما تذكرون نمل 62

علامہ ابن نجیم ابو حنیفہؒ ثانی کہتے ہیں۔

علامہ صاحب نے نذر لغیر اللہ کی تحریم کے وجوہ میں تیسری وجہ یہ بیان کی ہے ان ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالى واعتقاده ذالك كفر بحر الرائق 298 ج 2 اس کا گمان ہے کہ مردے بھی اللہ کے علاوہ اختیار اور تصرف رکھتے ہیں اس کا یہ عقیدہ کفر ہے یہی بیان علامہ شامی کا بھی ہے۔ صفحہ 139 ج 2۔

چوتھی وجہ۔ جب یہ نا سمجھ مسلمان انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے مدد طلب کرتا ہے تو ان کی نذر و نیاز بھی دیتا ہے اور نذر عبادت ہے اور مخلوق کی عبادت کفر و شرک ہے ارشادات قرانیہ ہیں۔ انی نذرت للرحمان صوماً الايه ۔ مریم 26 وما انفقتم من نفقته او نذرتم من نذر فان الله يعلمه الايه بقره 270 رب انی نذرت لك مافى بطنى محررا الايه آل عمران 30 وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق حج 29

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کا بیان

علامہ صاحب لکھتے ہیں کہ غیر اللہ کی نذر بوجوہ چند باطل و حرام ہے۔ ایک یہ ہے "انه نذر مخلوقِ والنذر للمخلوق لا يجوز لا نه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق بحر الرائق 298 ج 2 اس کے قریب قریب بیان شامی نے بھی لکھا ہے۔ صفحہ 139 ج 2

دوسرے یہ کہ اللہ کو مافوق الاسباب پکارنا عبادت ہے۔ اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہو سکتا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هوالحى لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الايه مومن 65 فادعوا الله مخلصين له الدين مومن 171 وادعوه مخلصين له الدين الايه اعراف 29 مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب اپنی تفسیر ماجدی میں آیات مذکورہ کا تحت اللفظ ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ سو تم لوگ اللہ کو پکارو ماجدی 937 ج 2 سو تم اسی کو پکارا کرو۔ اور اسے (یعنی اللہ کو) پکارا کرو۔ ماجدی 329 ج 1

اللہ تعالیٰ مشرکین کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ جب انہیں کوئی سخت مشکل پیش آتی ہے تو

maktabatulishaat.com

پھر خالص اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللّٰه مخلصین له الدین فلما نجاهم الی البرا ذاهم یشرکون عنکبوت 65

اس آیت میں غیر اللہ کی پکار کو شرک کہا گیا ہے۔ کیونکہ نداء اور پکار بھی عبادت ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین مومن 60

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے پکارو تا کہ تمہاری دعا منظور کروں۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے خود کو بڑا سمجھتے ہیں وہ جلد جہنم میں ذلیل داخل ہو جائیں گے۔

محترم قارئین صاحبان! آپ نے ملاحظہ کیا جو برائے نام مسلمان اپنی نا سمجھی اور جہل سے انبیاء علیھم السلام اولیاء کرام کو غائبانہ نداء کر کے ان سے مدد مانگتے ہیں۔ تو وہ مذکورہ بالا وجوہ سے کافر و مشرک بنتے ہیں۔ خصوصاً چوتھی وجہ سے تو وہ مرتکب ہوتے ہیں غیر اللہ کی عبادت کے جو نذر ہے۔ اور آپ نے پڑھ لیا کہ والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون للمخلوق۔ اب چاہے کوئی نا سمجھ انبیاء و اولیاء کو معبود سمجھے یا نہ سمجھے اس کے اس عمل سے وہ معبود ٹھہرتے ہیں اور اس عمل کے آگے لا اله الا اللّٰه کی لسانی اقرار ہیچ ہے۔ جب تک اس کے دلی تصدیق نہ ہو جس کا اقرار ایمان مجمل میں مسلمان کرتا ہے۔ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب۔

شیخ عبد القادر جیلانیؒ صاحب کہتے ہیں

کل ماتعتمد علیه فهوا لهك کل شئی تخاف منه وترجوه فهو الهك قلبك لا یوافق لسانك فعلك لا یوافق قولك قل اللّٰه اکبر الف مرة بقلبك ومرة بلسانك ما تستحی ان تقول لا اله الا اللّٰه ولك الف معبود غیره الفتح الربانی 78.

ترجمہ: ہر وہ چیز جس پر (مافوق الاسباب) تیرا اعتماد ہو تجھے اس سے امید ہو یا ڈر لگتا ہو تو وہ تیرا معبود ہے۔ تیرا دل تیری زبان سے موافق نہیں اور نہ ہی تیرے قول و فعل میں موافقت ہے اللہ اکبر دل میں ہزار بار کہہ اور زبان سے ایک بار کہہ تجھے لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ حالانکہ اللہ کے سوا تیرے ہزار معبود ہیں۔

ایمان کے ساتھ شرک نتیجہ اخس وارذل کا تابع۔

فرمان الٰہی ہے۔ وما یومن اکثر هم باللّٰه الا وهم مشرکون یوسف 106 ایمان کے مدعی ہوتے ہوئے بھی مشرک ہیں علامہ روح المعانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس میں وہ سب داخل ہیں جو اللہ کی خالقیت کا اقرار تو کرتے ہیں مگر جو چیز شرک سمجھی جاتی ہو اس کا ارتکاب بھی کرتے ہیں جیسا بھی ہو۔ انہی کے جنس میں سے قبروں کی عبادت کرنے والے بھی ہیں جو قبروں کی نیاز مانتے ہیں جو اہل قبور (جن کی حالت قبروں میں صرف اللہ جانتا ہے) سے نفع وضرر کی امید کرتے ہیں ایسے لوگ آج کل کیڑوں مکوڑوں سے بھی زیادہ ہیں۔ روح المعانی صفحہ 67 ج 12۔

شیخ القرآن آف راولپنڈی لکھتے ہیں

اور ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شرک یہ نہیں کہ اللہ کو یا اس کی بعض صفات کو نہ مانا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہوئے غیر اللہ کو اس کی صفتوں میں شریک کیا جائے اللہ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں (ملائکہ علیھم السلام اور اولیاء کرام) کو بھی عالم الغیب حاضر و ناظر کارساز متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز مانا جائے اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ جواہر القرآن صفحہ 542 ج 2

مولانا اشرف علی صاحب مسائل السلوک میں لکھتے ہیں

اس میں قبر پرستی ونذر لغیر الله اور غیر الله کے نافع وضار ہونے کا اعتقاد بھی آگیا۔ بیان القرآن 492 ج 1

مولانا عبد الماجد دریابادی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ مشرکوں اور جاہل مشرکوں کا جو انجام ہوتا ہے اسے چھوڑیئے خود ہماری قوم کے "اہل قبور ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ کہ مزارات و مقابر سے بالکل تعبد کا معاملہ رکھنا ان پر چادریں چڑھانا ان پر نذریں ماننا نفع ونقصان انہیں سے وابستہ جاننا یہ سب کہیں ان کو اس آیت کی زد میں تو نہیں لے آتا ماجدی 508 ج 1

maktabatulishaat.com

﴿مسئله وسیله﴾

محترم قارئین! قبل اس کے کہ میں موصوف سوات استاد کی گالیوں، سخت سست کہنے اور
بے جااور کمزور دلائل کا جواب دوں چند باتیں بطور تمہید ذکر کرنا چاہتا ہوں جو ماسیاتی بیان میں انشا
اللہ مفید ہوں گی۔ 1: وسیلہ سے انکار قرآن سے انکار ہے ایاك نعبدوایاك نستعین الفاتحہ
یایها الذین آمنوا استعینوا بالصبروالصلوة الایة بقره 103 واستعینوا بالصبر
والصلوة الایة بقره45 رب قد آتیتنی من الملك وعلمتنی من تآویل الاحادیث
فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلماً والحقنی
بالصالحین یوسف ۔101ایسی کئی آیات ہیں جو توسل پر دلالت کرتی ہیں اور 2: قرآن کریم
کہتا ہے۔یا یها الذین آمنو ا تقوالله وابتغو الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم
تفلحون مائده 35 خداوند تعالیٰ نے صلحاء کا ذکر بھی کیا ہے جو اللہ کے لئے وسیلہ ڈھونڈتے رہتے
ہیں۔اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته
بنی اسرائیل 357۔وسیلہ کیا ہے؟ آیئے مفسرین سے اس کا معنی اور مفہوم سیکھیں تمام
مفسرین نے ان کا معنی یہ بتایا ہے کہ یہ انسان کا اپنا نیک عمل ہے۔اے تقربوا الیه بطاعته
والعمل بما یرضیه ابن کثیر 52ج2 اطلبو الیه القرب فی الدرجات بالا عمال
الصالحة تفسیر ابن عباس صفحه 74. حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔اے تقربوا الیه
بطاعته والعمل بما یرضیه ۔خدا کی نزدیکی حاصل کرو اس کی فرمانبرداری اور پسندیدہ عمل
کے ذریعے سے عثمانی صفحہ 150 طاعتوں کے ذریعے سے ماجدی صفحہ 201ج اے مایتوسل
به یتقرب به الیه من الاعمال الصالحة والدعاء وغیر ذالك تسهیل 176ج 1 من
فعل الطاعات وترك السیأت مدارك علی الخازن 491ج 1 یعنی اطلبو الیه القرب
بطاعته والعمل بما یرضی خازن 491ج 1 وسیلے سے مراد طاعت (فرمانبرداری) کے
ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے اس سے کسی کی ذات اقدس قطعاً مراد نہیں وضاحت
القرآن 293ج 1 المراد طلب الوسیلة الیه فی تحصیل مرضاته وذالك بالعبادات
والطاعات ۔کبیر صفحه 220ج 11 اور جامع بات اس باب میں یہ ہے کہ جناب الٰہی میں
تقرب حاصل کرنے کو اوامر ونواھی کا لحاظ رکھنا وسیلہ کلی ہے۔تفسیر حسینی اردو 224ج 1

الوسیلة کل مایتوسل به اے یتقرب من قرابة او صنیعة او غیر ذالك فاستعیرت
لما یتوسل به الی الله تعالیٰ من فعل الطاعات وترك المعاصی ۔ الکشاف 610ج1
اور طاعات کے ذریعہ سے خدا کا قرب ڈھونڈو بیان القرآن 235ج1 الوسیلة ما یتوسل به الی
الله تعالی من فعل الطاعات وترك المعاصی (ابو السعود) بحواله نشرالمرجان
276وحقیقة الوسیلة الی الله تعالی مراعاة سبیله بالعلم والعبادة و تحری مکارم
الشریعة مفردات القرآن 545. وهی فعیلة بمعنی ما یتوسل به ویتقرب الی الله
عزو جل من فعل الطاعات وترك المعاصی روح المعانی 124ج6 اور اس سے مراد ہر وہ
نیکی یا عبادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔وحیدی صفحہ 136 مشہور صوفی مشرب مفسر
شیخ اسماعیل صاحب روح البیان لکھتے ہیں۔اے اطلبوا لانفسکم الی ثوابه والزلفی منه
القربة بالاعمال الصالحة قاموس القرآن از قاضی زین العابدین 637. ما یقربکم
الیه من طاعة جلالین 99وهی العبادة لله تعالی من الایمان والجهاد وغیرها
وفی اصطلاح المفسرین هی ذریعة قرب الله تعالی وعبادته کما فی هذا المقام هی
الجهاد والایمان وغیرها ۔ تفسیر البرهان شا منصور بابا صفحه118من فعل
الطاعات وترك المعاصی بیضاویؒ 128 حاصل یہ ہے۔کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل ہے خواہ وہ
عمل صالح کی بجا آوری ہو یا گناہ کا ترک ہو ۔جواہر القرآن 276ج1 ..... آگے لئے سلف صالحین
صحابہ و تابعین نے اس آیت میں وسیلہ کی تفسیر طاعت و قربت اور ایمان و عمل صالح سے کی ہے
معارف القرآن 127ج3 حضرت شیخ القرآن محمد طاہر پنج پیری رحمہ اللہ نے البصائر صفحہ 99.....
104 اور مولانا عبدالجبار باجوڑی صاحب نے الهام الرحمٰن فی حل المشکلات القرآن
128 ..... 132 میں مزید شرح وبسط اور تفاسیر کے حوالہ جات کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے
فمن شاء فلیرا جع

4۔وسیلے کی دو قسمیں ہیں 1. شرعیه 2. غیر شرعیه اور بدعیه
شرعیہ وسیلہ کی اثبات کے لئے میں صرف اختصاراً آیات کے نمبر مع سور درج کرتا ہوں۔
فرقہ 2 ..... 5۔177۔83انفال 3.2 مومنون 2 ..... 11الفرقان 63 ..... 74معارج 22 35
اعراف 199۔ 200۔204 توبہ 111۔ 112 آل عمران 191 ..... 195۔132۔200 نحل
99 91

maktabatulishaat.com

دوم۔ وسیلہ غیر شرعیہ اور بدعیہ

غیر شرعیہ اور بدعیہ وسیلہ یہ ہے کہ ایک شخص انبیائے کرام یا اولیائے کرام کے قبور کے پاس آکر انہیں مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میری فلاں حاجت ہے اس لئے تم اللہ سے میرے لئے سوال کرو یا انہیں تو مخاطب نہیں کرتا مگر یہ اس عقیدے کے ساتھ درگاہوں پر حاضری دیتا ہے کہ یہاں اللہ سوال رد نہیں کرتا یہ وسیلہ غیر شرعیہ ہے اور سلف سے منقول نہیں اور جو چند روایات بعض لوگ ذکر کرتے ہیں ان کی تفصیل انشاء اللہ بقدر ضرورت ضرور آئے گی۔

محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں

سھسوانی صاحب نے توسل کی بارہ اقسام ذکر کی ہیں آٹھویں اور نویں قسموں کی توسل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں آٹھویں قسم۔ دعا اور سوال اللہ سے کرتا ہے مگر صلحاء کی مزارات کے پاس اس عقیدے پر اللہ سے سوال کرتا ہے کہ یہاں کی دعا مستجاب ہے اور نویں قسم یہ کہ کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر کہتا ہے اے میرے فلاں معزز میرے لئے اللہ سے سوال کر یا اس کے مانند دیگر الفاظ کہے تو ان دونوں قسم توسل کے بارے میں کسی بھی عالم کو شک نہیں کہ یہ ناجائز (بشرطیکہ یہ کہ وہ اضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصر غشاوة نہ ہو) اور یہ ان بدعات میں سے ہے جو سلف سے منقول نہیں اگرچہ اہل قبور کو سلام جائز ہے۔ صيانة الانسان صفحه 606

علامہ سید محمود آلوسی البغدادی الحنفیؒ کہتے ہیں

موصوف سوات استاد اپنے رسالے کی صفحہ اول پر فخریہ انداز میں لکھتے ہیں "والحنفی مذهباً،، یعنی میں مذہب کے لحاظ سے حنفی ہوں۔ اگر اپنے دعوی میں سچا ہو تو پھر حنفی المذہب مفسر کا حوالہ ضرور تسلیم کرے گا۔ ورنہ

نه مے باشد مخالف قول وفعل راستان باہم
که گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا

آلوسی صاحب لکھتے ہیں واما اذا كان المطلوب منه ميتا او غائبافلا يستريب عالم انه غير جائز وانه من البدع التى لم يفعلها احد من السلف روح المعانی

125ج6 اور جب مطالبہ اور سوال کسی مردے یا غائب سے ہو تو پھر کسی بھی عالم کو اس کے ناجائز ہونے میں شک نہیں۔ اور یہ ان بدعات میں سے ہے کہ سلف میں کسی سے بھی منقول نہیں۔

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں

كل من ذهب الى بلدة اجمير اوالى قبر سالار مسعود او ماضاهاها لا حل حاجة يطلبها فانه اثم اثما اكبر من القتل والزنا تفهيمات الهيه 49ج2 ہر وہ شخص جو کسی حاجت کی طلبی کے لئے اجمیر گاؤں یا سالار مسعود کی قبر یا دیگر قبور کو جائے تو وہ قتل اور زنا کرنے سے بھی زیادہ گناہگار ہے۔ ایک اور مقام پر شاہ صاحب لکھتے ہیں۔

والبدعات امور كانت من تحاريف الناس بعد الانبياء احسبوها عبادة او اتخذوها عادة مسلوكة ومن اعظم البدع ما اخترعوه فى امرا لقبور واتخذوها عيدا. تفهيمات الهية صفحه 74ج2 بدعات وہ امور ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے بعد لوگوں نے دین میں تحریف کرکے نکالی ہوں اور اسے عبادت سمجھتے ہوں اور یا انہیں اپنی ایسی عادات میں شامل کیے ہوں۔ جن پر عمل کیا جاتا ہو۔ اور بڑی بڑی بدعتیں تو وہ ہیں۔ جو لوگوں نے قبروں سے متعلق گھڑی ہیں اور ان قبروں کو عرس اور میلوں کے مقام ٹھہرائے ہیں۔

5 : سورہ مائدہ کی آیت الوسیلہ وابتغوا اليه الوسيلة پر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پورا پورا عمل کیا ہے۔

6 : جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بقیہ ذوات فاضلہ سے مراتب لا تعدو لا تحصى افضل ہے۔

7 : صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی کے جیتے جاگتے نمونے تھے كل عبادة لم يتعبدها اصحاب رسول الله ﷺ فلا تتعبدوها فان الاول لم يترك للآخر مقالا.

موصوف کا خدا تعالی اور قرآن کریم پر افتراء

موصوف نے اپنے رسالے میں بہت بکواس اور واہی باتیں لکھی ہیں لھذا ایسی واہیات کا جواب کوئی مفید نہیں اس لئے میں صرف چند اہم اعتراضات کے جوابات ضرور دوں گا۔ انشاء اللہ

maktabatulishaat.com

صفحہ 14 پر موصوف لکھتا ہے۔ (اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہے) جب تک تم اس زمین پر موجود ہو۔ انس وجن ہوں یا نباتات وجمادات اور دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے جب تم ان میں موجود ہوں میں۔ کبھی انہیں عذاب نہیں دوں گا۔

موصوف نے جو دوسرے مقام کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم الآیۃ انفال 33 لیکن یہ پہلے والا حوالہ جب تک تم اس زمین پر موجود ہو انس و جن ہو یا نباتات وجمادات یہ سوات استاد کا کتاب اللہ اور خود اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے ایسی کوئی آیت قرآن میں موجود نہیں قرآن میں دو اور آیات ہیں مگر ان میں بھی انس وجن اور نباتات وجمادات کے الفاظ نہیں ہیں آیات ملاحظہ فرمائیں۔ وکیف تکفرون وانت تتلی علیکم آیات اللہ وفیکم رسولہ الآیۃ ال عمران 101 اور دوسری آیت واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوہ الآیۃ نساء 102 افسوس موصوف ایک آدھ رسالے کا مصنف بننے میں افتراء کی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے موصوف اپنی طرف سے آیات گھڑنے سے بھی منہ نہیں موڑتا۔ حالانکہ ارشاد ربانی ہے۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او کذب بأیاتہ انہ لا یفلح المجرمون یونس 17 اور رسول اللہ ﷺ تو اب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ آپ کو موت آچکی ہے۔ ارشادات ربانی ہیں انک میت وانھم میتون الزمر 30 وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم الآیۃ ال عمران 144 وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فھم الخالدون انبیاء 34

ملا علی قاریؒ مرقاۃ میں ایک جگہ لکھتے ہیں

ولو کان فی الدنیا بقاء لساکن
لکان رسول اللہ فیھا مخلدا

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وہ خطبہ جو انہوں نے رسول اللہ کی وفات کے فوراً بعد دیا تھا کون نہیں جانتا اما بعد من کان منکم یعبد محمد افان محمدا قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ابن کثیر 409 ج 1

تم میں سے جو محمدؐ کی عبادت کرتے تھے تو بے شک محمدؐ وفات ہوئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے تو وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آتی۔

اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ زندہ ہیں ہم میں موجود ہیں حاضر و ناظر ہیں جیسے بریلوی حضرات کا اعتقاد ہے تو یہ باطل ہے۔

موصوف کا رسول اللہ ﷺ پر افتراء

موصوف کی عبارت "اس لئے تو نبی علیہ السلام نے ان کے (امتیوں کے) ساتھ تا قیامت زمین میں رہنے کو پسند فرمایا۔ صفحہ 14 یہ موصوف کا خالص جھوٹ ہے اور رسولؐ کا ارشاد ہے ان کذبا علی لیس ککذب علی احد فمن کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار الصحیح مسلم صفحہ 7 ج 1

مجھ پر افتراء دوسروں پر افتراء کی مانند نہیں جس نے قصداً مجھ پر افتراء کیا تو اس نے اپنے لئے جہنم میں ٹھکانا تیار کیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کسے درد
ملیش اندر طعنۂ پاکاں برد

سوات استاد کا یہ باطل زعم ہے کہ نبی پاکؐ امت کے ساتھ تا قیامت دنیا میں رہ رہے ہیں۔ اس لئے یہ معذب نہیں ہوتے۔ لیکن ایک تو یہ مشاہدہ سے بھی خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ امت مسلمہ گوں ناگوں پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ افغانستان، سوڈان، کشمیر، بوسینیا، البانیہ اور دیگر کئی ایسے مقامات ہیں جہاں مسلمانوں پر کیا کچھ نہیں بیتا۔ یہ عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ عذاب صرف سنگباری اور آتش باری کا نام تو نہیں علامہ ابن کثیرؒ آیت سورہ انفال کے ذیل میں ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں "وان اللہ جعل فی ھذہ الامۃ امانین لا یزالون معصومین مجارین من قوارع العذاب ما داما بین اظھر ھم فامان قبضہ اللہ الیہ وامان بقی فیکم ابن کثیر 305 ج 2 بے شک اللہ نے اس امت کو دو امن کی چیزیں دے رکھی ہیں۔ جب تک یہ ان میں موجود ہوں گی تب تک کے لئے یہ ہمیشہ کھڑ کھڑانے والے عذابوں سے محفوظ رہیں گے۔ سو ایک امن کی چیز (ذات اقدس رسولؐ) تو اللہ نے قبض کرلی اور ایک امان (استغفار) تم میں باقی ہے۔

علامہ ابن کثیر صاحب پھر امام ترمذیؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ انزل اللہ علی امانین لامتی وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون فاذا مضیت ترکت فیھم الاستغفار الی یوم القیامۃ ابن

maktabatulishaat.com

کثیر 305ج2

ترجمہ : رسول اللہ فرماتے ہیں اللہ نے مجھے میری امت کے لئے دو امن کی چیزیں دی
ایک "جب تک تم (اے نبی) ان میں موجود ہوں اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا اور ج
تک یہ استغفار کرتے ہوں۔ اللہ انہیں عذاب نہیں دے گے،، سو جب میں رخصت ہو
گا تو ان کے لئے تا قیام قیامت استغفار چھوڑوں گا انتھی۔ مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے ا
جانے سے امت کے ہاتھوں ایک امان (ذات رسول اللہ) نکل جائے گا۔ جبکہ دوسرا امان
استغفار ہے تا قیام قیامت انہیں میسر ہو گا۔

متذکرہ بالا دو حوالا جات سے پہلے ابن کثیرؒ ابن عباسؓ سے یہ نقل کرتے ہیں "قال ا
عباس کان فیهم اما نان النبی ﷺ والا ستغفار فذهب النبی ﷺ وبق
الاستغفار ابن کثیر 305ج1

ترجمہ : ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ان (مومنوں) میں دو امن کی چیزیں تھیں۔ ایک رسو
اللہ اور دوم استغفار۔ پس رسول اللہ تو رخصت ہوئے۔ اور استغفار باقی ہے۔ اسی طر
بیان تفسیر کبیر صفحہ 158-159ج15 اور تفسیر مظہری صفحہ 61ج4 میں مذکور ہے۔

امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں محمد ابن ایوب عن ابی موسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں۔
امانان کانا علی عهد رسول اللّه ﷺ رفع احد هما وبقی الأخر (ماک
اللّه الایة) التاریخ الکبیر 32ج1 بحوالہ الھام الرحمان صفحہ 222 رسول اللہ کے عہد مبارک
دو امن کی چیزیں تھیں۔ ان میں سے ایک اٹھالی گئی اور دوم باقی ہے

اب موصوف ہوش کے ناخن لے اور فکر آخرت کو مد نظر رکھ کر اپنے مضمون پر نظر
کرلے اور علی الاعلان حق پر تمسک کرلے لان الحق احق ان یرجع الیه۔ ورنہ

چراغ راکه ایزدبر فروزد
کسے کوتف زندریشش بسوزد

موصوف کی بد زبانی اور افتراء

قارئین کرام! اب تک کی بحث و تمحیص سے آپ کو موصوف کے جھوٹ اور افتراء کا
اندازہ ہوا ہو گا۔ اس کے تمام تر اعتراضات جھوٹ یا وہم پر مبنی ہیں آئے ذیل میں اس کی

اور مثال ملاحظہ فرمایئے تاکہ پتہ چلے کہ وہ نہ صرف جھوٹ میں اعلیٰ سند یافتہ ہے بلکہ ایک پرلے
درجے کا دریدہ دھن اور بد زبان بھی ہے۔

لکھتے ہیں اے متبدع! تم جو انبیاء علیھم السلام اولیائے کرام اور شھداء کو جمادؔ کہتے ہو۔
انہیں بھی عوام الناس کی طرح سمجھتے ہو۔ تو اگر اب تک تم سے لمبی دم والا بندر اور بدبودار خنزیر
نہیں بنا تو یہ بھی حضور ﷺ کا وسیلہ اور برکت ہے...... اور اے بے حیا! تم کس دلیل سے مومنوں کو
اس طرح کے مشرک اور انبیاء اور صالح العباد کے روضوں کو اصنام سے تشبیہ دیتے ہو؟! افسوس!
کہ اللہ تعالی کے پیاروں سے بھی نہیں شرماتے۔

بے حیاباش وهرچه خوابی کن
اذافاتك الحیاء فافعل ماشئت

صفحہ 15.14

لطیفہ: ایک عورت تھی جس کی اپنی انگلی ٹٹی سے خراب ہوئی تھی وہی خراب انگلی ناک پر
رکھے ہوئے رات کے وقت چاند سے متعلق دوسری عورت سے باتیں کر رہی تھی تو بولی بہن! پتہ
نہیں کیا وجہ ہے؟ آج تو مجھے اس چاند سے بڑی بدبو آرہی ہے۔،،

اسی طرح موصوف سر تا پا شرکیات و بدعات میں مستغرق خود اور او متبدع! سے مخاطب
دوسروں کو کر رہا ہے اپنی گمراہی اور بد عقیدگی کی وجہ سے گویا اذا اخرج یده لم یکد یراها ومن
لم یجعل اللّه اله نورا فماله من نور کا مصداق ہے اور الزام دوسروں کو دے رہا ہے مگر چلو یہ
بھی ایک حقیقت ہے جب ایک آدمی سر کے بل چلے تو اسے تمام دنیا الٹی دکھائی دیتی ہے اور یہ بات کہ
ہم انبیاء صلحاء اور شھداء کو جماد کہتے ہیں سراسر جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ فلعنة اللّه علی
الکاذبین مایکون لنا ان نتکلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظیم هذا افك مبین.

رہا جواب موصوف کی بد کلامی اور گالم گلوچ کا تو وہ ہم یوں دیتے ہیں جیسے قرآن سے مرشح ہے
واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما . الفرقان 63 واذا مروا باللغو مروا
کراما الفرقان 72.

خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین اعراف 199 سلام علیکم لا
نبتغی الجاهلین قصص 55 قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم
اکبر آل عمران 118 لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا

maktabatulishaat.com

الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذالك من عزم الامور آل عمران 182 الخبیثات للخبیثین الخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات اولئك مبرء ون مما یقولون لهم مغفرة ورزق کریم نور 26.

لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی ترمذی ریاض الصالحین 638.

آیئے انبیائے کرام اور صالح العباد سے متعلق ہم اشاعت والوں کا عقیدہ سنیئے۔ جناب محمد رسول ﷺ نہ صرف تمام مخلوق سے بلکہ کل انبیاءؑ سے افضل ہیں۔ تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض الایةبقرہ 253 ماکان محمدً ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الایة احزاب 35 انا سیدولدآدم الحدیث۔ اس کے بعد مخلوق سے انبیاء علیهم السلام افضل ہیں۔ وانهم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ وکل من الاخیار ص 38.37 انهم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغباورهباوکانوا لناخاشعین انبیاء 90 اس کے بعد درجہ میں اعلیٰ وارفع اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار ..... مغفرة واجرا عظیماً الفتح 29 اولئك هم الراشدون حجرات 7 پھر اس امت مرحومہ کے شہداء اور اولیاء بہتر ہیں۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہاموات بل احیاء ولکن لا تشعرون بقرہ 36.26 ہے

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریك زمرہ لا یحزنون کر

اور آخر میں یہ ساری امت مسلمہ بحیثیت مجموعی افضل ہے۔کنتم خیرامة اخرجت للناس.الایة آل عمران 110 وکذالك جعلناکم امة وسطا الایة بقرہ 143.

بتوں کو خدا کہنا

سوات استاد لکھتا ہے خلاصہ خوارج (اشاعت والے) کہتے ہیں مشرکین بتوں کو بالکل خدا نہیں سمجھتے تھے ۔ تو کیا سورۃ انبیاء میں اللہ نے نہیں فرمایا۔من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظالمین انبیاء.

جواب۔ مشرکین بتوں کو مجازاً خدا سمجھتے تھے۔کہ یہ ان کے خداؤں اور معبودوں کے عکس اور تصویریں تھیں اس کی مثال یوں لیجئے کسی شخص کے پاس اپنے کسی عزیز یا دوست کی تصویر اور فوٹو ہے۔ کوئی اس سے پوچھتا ہے یہ کون ہے ؟وہ جواب دیتا ہے یہ میرا بھائی ،یہ میرا دوست ہے۔ حالانکہ یہ تو تصویر ہے۔ بھائی یا دوست بذات خود اس کی جیب میں سمویا نہیں ہوتا لیکن تصویر کو بھائی یا دوست کہنا مجازاً ہوتا ہے کہ یہ بھی تو اس خاص شخص کا عکس ہوتا ہے۔

اسی طرح مشرکین کے اپنے بتوں کو الٰہ اور خدا سمجھنا ہے کہ یہ بھی ان کے خاص معبودوں کی تصویریں تھیں اور اس طرح عبادت کے لئے حقیقت اور مجاز کا ایک علاقہ انہوں نے قائم کیا تھا۔ ورنہ دنیا میں ایسا کون عاقل ہے جو اپنے ہاتھ سے تراشیدہ اور تیار شدہ تصویر بت کو اپنا خدا اور الٰہ سمجھے بقول علامہ شہرستانیؒ وبالجملة وضع الاصنام حیث ماقدروہ انما هو علی معبودغائب حتی یکون الصنم العمعول علی صورته وشکله وهیئته نائبا منابه وقائما مقامه والا فنعلم قطعا ان عاقلا مالا ینحت جسماً بیدہ ویصورہ صورة ثم یعتقد انه الهه وخالقه واله الکل وخالق الکل اذکان وجودہ مسبوقا بوجود صانعه وشکله یحدث بصنعة ناحته الملل والنحل 259 ج 2.

خوارج کے وصف میں ابن عمر کی روایت

موصوف لکھتا ہے۔ جو آیات خاص مشرکین اور بتوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں وہ ان خوارج (اشاعت والوں) نے مومنوں اور اولیاء اللہ کے مزارات سے وابسطہ کر لیں۔ امام بخاریؒ ابن عمرؓ سے خوارج کے وصف میں روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ لوگ کفار والی آیتیں مومنین پر چسپائیں گے حاصل مطلب صفحہ 16۔

اس اعتراض کا جواب بفضلہ تعالیٰ میں تفصیل سے پہلے دے چکا ہوں کہ ہم مومنوں کو خواہ مخواہ مشرک نہیں کہتے اور نہ ان پر ایسی آیات چسپاں کرتے ہیں جو کافروں اور مشرکوں کی ہوں البتہ ہم مشرکوں کا عقیدہ ڈھنگ رنگ وغیرہ قرآنی ثبوت سے پیش کرتے ہیں پس یہی ہمارا قصور ہے اور یہ الگ بات ہے کہ موصوف کو بوجہ عدم بصیرت دینی مشرک نظر آتا ہے نہ شرک کہ فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ اور مفسرین نے جو آیات بتوں سے

maktabatulishaat.com

لگائی ہیں وہی انہوں نے انبیاء علیہم السلام اور صالح العباد سے بھی لگائیں ہیں۔ صرف ایک مثال بطور نمونہ قارئین کی پیش خدمت ہو۔

ویوم یحشرھم وما یعبدون من دون اللہ فیقول اانتم اضللتم عبادی ھولاء ام ھم ضلوا السبیل الفرقان 17 اس آیت کی تفسیر میں امام سیوطیؒ لکھتے ہیں اے غیرہ من الملائکۃ وعیسیٰؑ وعزیزؑ وجن جلالین 362۔ یعنی ماسوا اس اللہ کے ملائکہ عیسیٰؑ اور عزیزؑ اور جنات سے۔

قاضی شمس الدینؒ اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔ من الانبیاء والا ولیاء والصالحین انوارالتبیان 378۔ مزید تفصیل اور تسکین کے لے درج ذیل تفاسیر کے حوالے نوٹ فرمائیں۔

ابن کثیر 312ج3 تسہیل 76ج3۔ خازن 368ج3۔مدارك علی الخازن 368ج3۔ مظہری 16ج 7. جواہر القرآن 799 ج 2.بحر 488ج 6. بحواله جواہر القرآن۔ الکشاف 84ج3. القرطبی 10 ج 13 زادالمسیر 8ج6. ماجدی 732 ج 2. اغاثة اللهفان 239 ج2. وضاحت القرآن 164ج 2. الهام الرحمان 426.427. تفسیر کبیر 61 ج 24. حاشیه تفسیر وحیدی 432 جامع البیان علی حاشیه جلالین 304۔ تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی 136ج2 وغیرہ۔

اب قارئین! مندرجہ بالا حوالہ جات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ آپ ہی کرلیں کیا ابن عمرؓ کی خوارج والی روایت ہم اشاعۃ التوحید والسنۃ والوں پر صادق آتی ہے؟ کیا خوارج ہم ہیں یا یہ تمام مفسرین بھی موصوف کے نزدیک خوارج ہیں؟ کیا ان کی کوئی علامت ہم میں پائی جاتی ہے؟ اگر ایسا نہیں تو پھر اس ظلم اور بہتان کے لئے جوابدہ کل کو اللہ کے سامنے موصوف ہی ہوگا۔ ع

عجب مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

آئیں قارئین! خوارج کی کچھ نشانیاں آپ بھی جان لیں اور موصوف بھی سربہ گریباں ہوکر اللہ قہار و جبار سے ڈر کر سوچئے کہ ع۔

سفینہ لے چلا ہے کس مخالف سمت کو ظالم؟

maktabatulishaat.com

خوارج کا مذہب

خوارج کے نزدیک مرتکب گناہ کبیرہ جیسے زنا، بہتان وغیرہ، بلکہ صغیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی کافر اور ہمیشہ جہنمی کہتا ہے۔ بحوالہ شرح العقائد، خلافا للخوارج فانھم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضاً کافروانہ لا واسطۃ بین الایمان والکفر شرح العقائد النسفینۃ صفحہ 83.

علامہ عینیؒ کہتے ہیں

علامہ عینیؒ ان کی بعض علامات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وقیل ھم طائفۃ من المبتدعۃ لھم مقالات خاصۃ مثل تکفیر العبد بالکبیرۃ ...... عمدۃ القاری صفحہ 84ج 24.

کہا گیا ہے یہ مبتدعین کا ایک گروہ ہے جن کی خاص باتیں ہیں جیسے بندہ کو گناہ کبیرہ پر کفر کی نسبت کرنا۔ خوارج کے بزرگوں میں اشعث بن قیس الکندی، مسعر بن فدکی التمیمی اور زید بن حصین الطائی نامی گرامی لوگ ہیں انہوں نے پہلے پہل امیر المومنین علیؓ کے خلاف خروج کیا تھا۔ جب آپؓ نے فیصلے کا اختیار ثالثوں کو دیا تو انہوں نے کہا کہ۔ لم حکمت الرجال لا حکم الا للہ الملل والنحل 115ج 1 فیصلہ تو فقط اللہ کے اختیار میں ہے تم نے ثالث کیوں مقرر کئے؟۔

خوارج کے کچھ آٹھ فرقے ہیں مگر سب کے سب بقول عبدالکریم شہرستانیؒ ان باتوں پر متفق ہیں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے بیزاری کو یہ لوگ تمام طاعتوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور بن بیزاری کے اپنے نکاح درست نہیں سمجھتے۔ کبائر کے مرتکب کو کافر سمجھتے ہیں۔ امام جب سنت کی مخالفت کرے تو اس کے خلاف نکلنا واجب سمجھتے ہیں۔ الملل والنحل صفحہ 115ج1۔

شہرستانیؒ کا بیان

علامہ عبدالکریم الشہرستانیؒ خوارج کے ایک فرقے ازارقہ کے بارے میں لکھتے ہیں (یہ حضرت عثمان، طلحہ، زبیر، عائشہ صدیقہ، عبداللہ بن عباسؓ اور جملہ مسلمانوں کو کفر کی نسبت کرتے ہیں اور جہنم میں ان کے ہمیشہ رہنے کا عقیدہ رکھتے ہیں) الملل والنحل 121ج1 اور اس کے قریب قریب عبارۃ الادیان والفرق والمذاہب المعاصرہ صفحہ 104 عبدالقادر

شیبة الحمد کی بھی ہے۔ وھکذا فی انجاح الحاجة علی ابن ماجه صفحه 15۔

خوارج کا عقیدہ

علامہ شیخ ابوالقاسم هبة اللهبن الحسن بن منصور الطبری اللالکائیؒ کہتے ہیں۔
...... ومن ثم اصبحت الخوارج تحکم علی کل مرتکب الکبیرة بانه کافر یحل دمه وماله شرح اصول اعتقاد اهل السنته والجماعة 22ج 1اوراس وجہ سے خوارج کے فرقہ کا فیصلہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا مال وجان (خون ضائع کرنا) حلال ہے۔

خوارج شفاعت سے منکر ہیں۔

خوارج شفاعت سے انکار کرتے ہیں اور ان آیات سے استدلال کرتے ہیں ۔ فماتنفعهم شفاعة الشافعین مدثر 48 ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع مومن 18. وغیرہ ان کا مذہب یہ ہے جب ایک دفعہ کوئی جہنم میں داخل ہو تو اس کے لئے خروج نہیں بلکہ خلود ہے کیونکہ قرآن میں خالدا اور خالدین وارد ہوتے ہیں۔ جیسے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاء ه جهنم خالدا فیها الایة نساء 93 مومنوں کے بارے میں یہ لوگ کہا کرتے تھے۔ ومن الناس من یعجبك قوله فی الحیاة الدنیا ویشهدالله علی ما فی قلبه وهو الدالخصام بقره 204 ومن لم یحکم بما انزل اللهفاولئك هم الکافرون مائده 44. ومن لم یحکم بما انزل اللهفاولئك هم الفاسقون مائده 47۔ مومنوں کے بارے میں خوارج کا اپنی بے بصیرتی کی وجہ سے یہ باطل زعم تھا حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ نہروان میں جہاد کیا تو ان میں دس سے بھی کم آدمی زندہ بچ نکلے تھے اور خدا کی شان دیکھو مومنوں میں بھی شہداء کی تعداد دس سے کم تھی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہے۔

اشاعت والوں کو خوارج کہنا ظلم عظیم ہے

خوارج کا عقیدہ بیان ہو چکا جو کفار کی آیتیں مسلمانوں خصوصا علیؓ اور دیگر صحابہ کرام پر چسپاں کرتے تھے جیسے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللهفاولئك هم الکافرون مائده 44.

maktabatulishaat.com

ومن یعص اللهورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا خالدا فیها ۔ الایة نساء 93فاتقوا النارالتی اعدت للکفرین بقره 24 ولهم عذاب الیم بما کانوا یکذبون بقره 10.

ہمارا عقیدہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں یہ ہے کہ وہ کامل مومن بلکہ حق وایمان کے معیار تھے فان آمنوا بمثل ما آمنتم به فقد اهتدوا الایة بقره 137 ومن یشاقق الرسول من بعدماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصله جهنم وسأت مصیرا ۔ نساء 115وہ نجوم ھدایت اور پیغمبر خدا کے دکھ درد کے پکے ساتھی اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ اللہ نے ایمان ان کے دلوں میں اپنے دست قدرت سے لکھا تھا۔

اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیم الحدیث الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم عرضاً من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فبغضی ابغضهم ۔ الحدیث۔ اولئك هم المومنون حقا ۔قدافلح المومنون الذین۔ یرثون الفردوس۔ اولئك کتب فی قلوبهم الایمان ۔ القرآن۔

اگر مذکورہ آیات سے مراد موصوف کے وہ آیات ہوں جن میں من دون اللهوغیرہ کے الفاظ آتے ہوں جو رد شرک کرتی ہوں ایسی آیات اگر بعض مفسرین بتوں سے وابسطہ کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ من دون الله یا من دونه سے مراد بس اصنام ہی ہیں۔ نہیں یہی مفسرین بلکہ اکثر مفسرین انہی آیات کو انبیاء اور اولیائے کرام سے بھی لگاتے ہیں تو کیا یہ جملہ مفسرین خوارج ہیں ؟

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

ہم اشاعت والے شفاعت رسولؐ کے بھی قائل ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ہے ۔شفاعتی لاهل الکبائر من امتی ۔ مشکواة 492 ترمذی 70ج 2 ابوداؤد 304 ج 2 ابن ماجه 329 اللهم ارزقنا شفاعة آمین ۔اس حدیث کی تشریح میں قاضی شمس الدینؒ لکھتے ہیں "فیه رد علی الخوارج والمعتزله ،، اس میں خوارج اور معتزلہ پر رد ہے۔ اس کے علاوہ بھی شفاعت میں کئی احادیث ہیں جو سب ہم نہ صرف مانتے ہیں بلکہ جو شفاعت رسول ﷺ کا منکر ہو ہم اسے زندیق ملحد اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ جیسے علامہ عبدالحئ صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں ۔ جواب ! جو شخص نبیؐ کے شفیع ہونے میں شک ڈالتا ہے وہ معاند وملحد اور زندیق

ہے۔اورآیات قرانیه کامنکر ہے ۔ مجموعة الفتاوی اردو28۔ کتاب الایمان والکفر

﴿خوارج کی ایک واضح علامت﴾

عزیز قارئین ! موصوف کو بڑا شوق ہے اوراس کی دیرینہ خواہش ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح
سے ہم اشاعت والوں پر خوارج کالیبل لگا کر ہمیں رسوا کریں۔ اس لئے میں ایک دو احادیث مبارکہ
اس سلسلے میں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن میں خوارج کی ایک ظاہری علامت ذکر کی گئی ہے۔
تا کہ خوارج کے پہچاننے میں کسی کو زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

مشکوٰة باب قتل اهل الردة والسعاة بالفساد میں دو روایتیں ہیں۔ ایک صحابہ
کرامؓ استفسار کرتے ہیں یارسول الله ما سیماهم قال التحلیق اور دوسری روایت ہے۔"
سیما هم التّحلیق ۔ مشکوٰة 308-309نسائی 174ج2۔ ابوداود 308ج2باب فی قتل
الخوارج۔

۔ صحابہ پوچھتے ہیں یارسول اللہ ان (خوارج) کی کیا نشانی ہے۔ ؟ آپؐ نے فرمایا سر بہت
منڈواتے ہیں۔ اب "چور مچائے شور ،، یاچور پکارے چور چور ،، کے مصداق موصوف اوراس کے
حواری سوچیں کہ کہیں خوارج کی یہ علامت ان میں تو نہیں پائی جاتی ؟ خدارا یہ خوراج خوارج کی
رٹ اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آئیں ورنہ کل محشر میں روسیاہ ہوں گے۔

﴿دروغ گورا حافظه نه باشد﴾

موصوف لکھتا ہے۔ جو کام بطور توسل مومن کرتے ہیں اگر یہ بدعت اور شرک ہوتا تو
طحطاوی کی یہ حدیث نہ ہوتی جو ثقہ ہے صفحہ 18

قارئین ! وسیلے کی کچھ تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کی جاچکی اور کچھ انشاءاللہ آئے گی
بھی موصوف جس وسیلے کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ یا تو شرک ہے۔ یا بدعت وناجائز مگر پھر بھی وہ اس
کے اثبات میں جنون کی حدود چھو کر جھوٹ اور کذب بیانی سے دریغ نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کا
حافظہ ساتھ دیتا ہے۔ ورنہ طحطاوی کی حدیث ذکر کئے بغیر فوراً یہ نہ کہتا کہ ثقہ ہے۔،، جب حدیث
موجود نہیں تو ثقہ اور غیر ثقہ کی بحث کی کیا حیثیت مگر یچ ہے۔

دروغ گورا حافظه نه باشد . وغرهم فی دینهم ما كانوا یفترون

﴿صاوی کی عبارت اوراس سے استدلال﴾

موصوف نے صاوی کی عبارت نقل کر کے اس سے اپنی غلط توسل ثابت کرنے کی
کوشش کی ہے۔ جس کا حاصل مطلب یہ ہے۔ کہ جلالین نے "من دون الله اولیاء ،، سے مراد
بت واصنام اس لئے لیے ہیں تا کہ اولیاء اللہ اس سے خارج ہو جائیں کیونکہ ان کے ذریعے تبرک
حاصل کی جاتی ہے اوراس کا حکم بھی دیا گیا ہے اور یہ اسباب عادیہ ہیں اور ایسا ہر گز نہیں جسے جاہل اور
کینہ پرور ان کی تبرک کو شرک کہتے ہیں۔ (حاصل صفحہ 18-19)

محترم قارئین ! قبل اس کے کہ میں صاوی کی عبارت کے جواب میں کچھ لکھوں موصوف
کی خیانت کی طرف ایک معمولی اشارہ ضروری سمجھتا ہوں۔ موصوف کی عبارت میں خیانت (اور
صاحب صاوی جلد دوم صفحہ 197 فرماتے ہیں کہ جلالین اور دیگر تفاسیر) پہلے تو یہ حوالہ غلط ہے۔
چاہئے تھا کہ موصوف اس سورۃ اور آیت کا نمبر بتا دیتا جس کے ذیل میں صاوی نے یہ بات کی ہے۔
لیکن دوسروں کی سہولت کی خاطر ایسا گوارا نہ کیا۔ دوم یہ کہ صاوی تو فقط جلالین پر لگی ہے۔ تو یہ الفاظ
کہ "دیگر تفاسیر ،، موصوف کی خالص خیانت ہے۔ جو صاوی کی اپنی عبارت سے خوب واضح ہے۔
صاوی لکھتا ہے "حمل المفسر ،، مفسر نے حمل کیا۔ (یعنی جلالین) تو "دیگر تفاسیر ،، کے الفاظ
موصوف کی خیانت بھی ہے۔ اور صاوی پر افتراء بھی اور ترجمہ میں مفرد لفظ "مفسر ،، کا معنی "
مفسرین ،، سے کیا ہے جو صریح غلطی ہے۔

اب آیئے صاوی کی عبارت سے متعلق چند جوابات نوٹ فرمائیں تا کہ تلبیس سے بچ سکیں۔

ع   ایں دریں وادی مه روچوں بے دلیل

پہلا جواب : صاوی تو جالین کا محشی ہے۔ جلالین نے من دون الله اولیاء سے مراد اصنام
لئے ہیں تو اسے (صاوی کو) کیا معلوم کہ یہ اصنام کی تفسیر اس لئے کی کہ اس سے اولیاء
خارج ہو سکیں۔ غیر کی توجیہ لعل سے ذکر کی جاتی ہے۔

دوسرا جواب : من دون الله سے مراد اصنام لینا یہ تفسیر کی ایک فرد ہے یہ نہیں کہ تفسیر
بس اصنام ہی میں منحصر ہے۔

تیسرا جواب : یہ ہے کہ دینا میں تفسیر محض جلالین تو نہیں اور بھی بہت سے تفاسیر ہیں جن
نے من دون الله سے مراد انبیاء ' اولیاء ' فرشتے وغیرہ لئے ہیں۔ جیسے علامہ ابوالقاسم

maktabatulishaat.com

جاراللہ زمحشری سورہ احقاف کی آیت "ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون واذا حشر الناس الایة 4-5 لکھتے ہیں۔

ویجوز ان یرید کل معبود من دون اللہ من الجن والانس والاوثان فغلب غیر الاوثان علیها الکشاف 516ج 3اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اسی آیت کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں "لا نها اما جمادات لا یسمع ولا یعقل واما عباد مسخرون مشتغلون باحوالهم کعیسیٰ وعزیر وملائکة تفسیر مظهری صفحه 394ج 7-8 اور علامہ فخر الدین رازیؒ کہتے ہیں وقال بعضهم بل المراد عبدة الملائکة وعیسی فانهم فی یوم القیامة یظهرون عداوة هوالاء العابدین...... وایضا یجوز ان یرید کل معبود من دون اللہ من الملائکة وعیسی وعزیر والاصنام الاانه غلب غیر الاوثان علی الاوثان تفسیر کبیر صفحه 6ج 28 اس طرح اس آیت کی مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل تفاسیر خود مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تفسیر حقانی 362ج 3وضاحت القرآن 639ج 3نشر المرجان 571ابوالسعود 63ج 5بحواله نشر المرجان 571القرطبی 183ج 16الهام الرحمان 544-545روح االمعانی صفحه 7ج 26بیان القرآن صفحه 967ج 2تسهیل صفحه 41ج 4اسی طرح آیت قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکوان کشف الضر عنکم ولا تحویلا۔ اولٰئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربك کان محذورا ۔ بنی اسرائیل 56-57 سے اکثر تفاسیر نے مراد انبیاء 'فرشتے، اور جن لئے ہیں۔ جیسے امام رازیؒ انہی آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہم اس قابل نہیں کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ سو ہم ان بعض مقرب بندگان خدا کی عبادت کریں گے۔ جو ملائکہ ہیں پھر انہی کی مورتیاں بنائیں۔...... اور اس سے مراد بت واصنام نہیں کیونکہ اللہ نے ان کی صفت (بیان) ان الفاظ سے کی ہے۔ اولٰئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة (یہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقرب ڈھونڈتے ہیں۔ لہذا تقرب کی یہ کوشش بتوں کی صفت کبھی نہیں ہو سکتی) کبیر 231ج 20

پھر امام رازیؒ نے اولٰئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة میں دو اقوال ذکر کیے ہیں۔

maktabatulishaat.com

اول قول۔ فراء کہتے ہیں۔ اللہ کا قول (یدعون) مشرکوں کا کام ہے۔ اور اللہ کا قول (یبتغون) معبودوں کا فعل ہے۔ تو معنی یہ ہوا۔ "(ان کے) یہ معبود (خود) اللہ کا تقرب اور وسیلہ ڈھونڈتے ہیں،، اور اس میں شک نہیں کہ فرشتے منافع کی طلب اور تکالیف کی دفع میں اللہ کو رجوع کرتے ہیں۔ اسی کی رحمت پر نظر رکھتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں ......

دوم قول یہ ہے۔ اولٰئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة سے مراد انبیاء علیهم السلام ہیں جنہیں اللہ نے "ولقد فضلنا بعض النبین علی بعض ،، سے ذکر کیا ہے۔ اس کلام کا تعلق ماسبق سے ہے۔ تو مفہوم یہ ہو گا کہ وہ لوگ جن کا رتبہ بلند ہے۔ کہ انبیاء ہیں۔ وہ ماسوائے اللہ کسی کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی کسی اور ذات کے لئے تقرب اور وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ سو تم تو بہت لائق ہو کہ ان کی پیروی کرو اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ تفسیر کبیر صفحہ 232ج 20

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ کہتے ہیں۔ "اس سے مراد فرشتے، جنات اور بعض انبیاء ہیں،، پھر کہتا ہے۔ "قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ بندگان صالح تو اپنے کمال عبدیت اور عبودیت کی بناء پر خود ہی ہر طرح قرب و قرب مزید میں لگے رہتے ہیں۔ تفسیر ماجدی 589ج 1

اس کے علاوہ بے شمار تفاسیر نے اولٰئك اور من دونه سے مراد فرشتے' جناب عیسیٰؑ' عزیرؑ وغیرہ لئے ہیں مندرجہ ذیل حوالہ جات بطور مشتے نمونہ از خروارِ دیکھئے۔

تفسیر عثمانی صفحه 382 زادالمسیر 37-38ج 5معارف القرآن صفحه 486-487ج 5جواهر القرآن صفحه 634ج 2بحر 51ج 6بحواله جواهر القرآن جامع البیان 234علی حاشیة جلالین تفسیر حقانی صفحه 451ج 1تفسیر حسینی صفحه 603ج 1القرطبی 279الکشاف 454ج 2معانی القرآن 125ج 2یحیٰ بن زیاد الفراء۔ ابن کثیر 46-47ج 3خازن 178ج 1مدارك علی الخازن صفحه 178ج 3روح المعانی صفحه 97-98ج 15بیان القرآن 572ج 1تفسیر المظهری صفحه 450 ج 5 وغیرہ مختصر یہ کہ صاوی نے جلالین کی من دون اللہ کی تفسیر بالا صنام کا جو فائدہ ذکر کیا ہے اور جس توجیہ کو ذهاب کیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ توجیہ بما لا یرضی به قائله کے مصداق ہے۔ اس کے غلط ہونے کی بین ثبوت یہ ہے کہ جلالین خود قل ادعوا الذین زعمتم من دونه کی تفسیر میں لکھتے ہیں،، کا لملائکة وعیسیٰ وعزیر جلالین 288 یعنی "من دونه ،،

سے مراد انبیاء اور فرشتے لیتے ہیں یہی نہیں بلکہ سورۃ الفرقان کی آیت ویوم یحشر هم وما یعبدون من دون اللہ الایۃ 17 میں لکھتے ہیں۔ "ای غیرہ من الملائکۃ وعیسی وعزیر والجن جلالین 362 ما سو اللہ فرشتوں عیسیٰ عزیر علیہم السلام اور جنات سے۔ اور بڑے مزے کی بات تو یہ ہے کہ خود صاوی بھی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ میں کہتے ہیں۔ قولہ کا لملائکۃ الخ ای وکمریم فالکلام فی خصوص العقلاء بدلیل قولہ اولئِك الذین یدعون ۔ والمعنی ان العقلاء الذین زعمتموهم آلهة وعبدتموهم یطلبون من اللہ القرب بسبب طاعتهم وخضوعهم وذلهم لربهم صاوی صفحہ 299ج2

علامہ صاوی صاحب خود اس سے مراد فرشتوں اور اولیاء کو لیتے ہیں اس لئے کہ مریم تو ولیہ ہے۔ صاوی صاحب مزید کہتے ہیں۔ کہ اس سے مراد عقلاء یعنی ذی عقل ہیں۔ (بت نہیں) اولئِك الذین یدعون کی دلیل سے اور مطلب یہ ہے کہ وہ ذی عقل جن پر تمہارا مددگاروں کا گمان ہوتا اور تم ان کی عبادت کرتے ہو وہ تو خود بسبب تابعداری، عجز وانکساری اللہ کی نزدیکی طلب کرتے ہیں صاوی 299ج2۔ دیکھئے یہاں علامہ صاوی نے اس سے بت مراد نہیں لئے پس ثابت ہوا کہ اس کی پہلی توجیہ غلط تھی۔

چوتھا جواب: یہ کہ موصوف کا مدعا اور مطلوب صاوی کی عبارت سے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا مقصد ذوات فاضلہ پر توسل کا اثبات ہے جیسے کہ صفحہ 20 پر بھی اس نے ذکر کیا ہے جبکہ صاوی صاحب کا مطلب ان کی تابعداری ہے جو مامور بہ بھی ہے سبب نزول رحمت بھی ہے جیسے فرمان خداوندی ہے۔

1: یا یها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الایہ نساء 59 یہی تابعداری رحمتوں اور برکتوں کی باعث ہے جیسے اللہ خوشخبری دیتے ہیں۔

2: ومن یطع اللہ والرسول فاولئِك مع الذین انعم اللہ علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئِك رفیقا۔ نساء 69

3: یا یها الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۔ توبہ 119

4: واتبع سبیل من اناب الی الایہ۔ لقمان 15

5: اولئِك الذین هدی اللہ فبهداهم اقتده الایہ ۔ انعام 91

maktabatulishaat.com

6: والسبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین تبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم رضوا عنه واعدلهم جنات تجری تحتها الانهار خالدین فیها ابدا ذالك الفوز العظیم ۔ توبہ 100

7: لا تجد قوما یومنون باللہ ورسوله یوا دون من حاداللہ ورسوله ولو کانوا آبائهم اوابناء هم او اخوانهما او عشیرتهم اولئِك کتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه ویدخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها رضی اللہ عنهم ورضوا عنه اولئِك حزب اللہ الاان حزب اللہ الا ان حزب اللہ هم المفلحون مجادلہ22

8: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یغفرلکم ذنوبکم الایہ ال عمران31

9: انما ولیکم اللہ ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة وهم راکعون ومن یتول اللہ ورسوله والذین آمنوا فان حزب اللہ هم الغالبون مائدہ 55-56

10: والذین امنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم وما التناهم من عملهم من شی الایہ ۔ طور 21۔ تلك عشرة کاملة

پہلی آیت میں اطیعو، دوسری میں کونوا ، چوتھی میں اتبع ، پانچویں میں اقتدہ ، آٹھویں میں فاتبعونی یہ سب اوامر ہیں اور بندگان خدا انہیں اختیار کرنے پر مامور ہیں مگر ایک سرسری نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ذوات فاضلہ کے نقش قدم کی تابعداری ہے یہاں دوسری، چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں نمبر آیات میں بیان رحمتوں اور برکات کے نزول اور ان اسباب کے بہترین نتائج کا ہے حاصل یہ ہے کہ اس میں ذوات فاضلہ پر توسل کا اثبات نہیں بلکہ توسل ہے اتباع ذوات فاضلہ پر۔ اور اس سے تو کسی کو انکار نہیں شائد صادی کی مدعا بھی یہی ہو۔

توسل بالذوات الفاضلہ کا رد

موصوف اور اس کے ہم اعتقاد تمام لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اس دنیا میں اولیاء اللہ کے سچے تابع اور پیروکار بس یہ ہیں ان کی ہر ہر ادا کی پیروی اور تقلید گویا ان کا مسلک اور ایمان کا جزو ہے آیئے

دیکھتے ہیں واقعی ایسا ہی ہے جیسے ان کا دعوئی ہے۔

علاقہ بنیر میں ایک مشہور صوفی بزرگ اخون درویزہ باباؒ گزرے ہیں۔ انہوں نے ''مخزن الاسلام،، نامی ایک کتاب لکھی ہے جو پشتو نثر کی ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ مقفی نثر نظم ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں ایک جگہ درویزہؒ صاحب مسئلہ مذکورہ (توسل بالذواۃ الفاضلہ) پر بحث کرتے ہوئے ایسے نااہل متوسلین کو بد دعا دیتے ہیں۔

ترجمہ: تم سمجھتے ہو خدا تعالیٰ کو وسیلہ کیا ہے؟ یہ فرائض کی بجا آوری اور حرام سے کنارہ کشی کا نام ہے۔ اگر تمہیں خدا سے خوف ہو تو یقین جانو کہ اے لوگو! میں نے یہ معنی خود اپنی آنکھوں سے تفسیر بیضاوی میں دیکھا ہے۔ لیکن میں نے اکثر گمراہوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کو وسیلہ پیر ہے۔ اس لئے تو لوگ ان کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ ایسے گمراہوں کو اللہ شرمائے جو معنی میں تغیر کرتے ہیں۔ جب تفسیر سے ناواقف ہیں۔ تو لوگوں کو غلط کیوں بتاتے ہیں۔ مخزن الاسلام صفحہ 29

2: مولانا اشرف علی تھانویؒ سورۃ مائدہ کی آیت 35 کے ذیل میں مسائل السلوک میں لکھتے ہیں۔ قولہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ۔ وسل معنی تقرب ہے جس کا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصالحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں۔ (روح المعانی) بیان القرآن صفحہ 234 ج 1

3: علامہ شہاب الدین سید محمود الآلوسیؒ اس آیت کی تفصیل میں لکھتے ہیں،، بعض لوگ اپنے محبوب اولیاء کرام اور مردوں کو پکارتے ہیں جیسے یا سیدی فلاں! میری امداد کر یہ بالکل ناجائز توسل ہے کسی مومن کو زیب نہیں دیتا کہ اس پر لب کشائی کرے یا اس کے پاس آئے۔ بے شک بعض علمائے کرام نے اس (قسم وسیلے) کو شرک سے سمجھا ہے۔ اگر حقیقت نہ ہو تو قریب ضرور ہے مجھے تو کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو یہ (الفاظ) کہے اس کا عقیدہ ضرور یہ ہوگا کہ یہ زندہ یا مردہ اور مدفون مددگار غیب دان ہے یا نداء سنتا ہے بلاواسطہ یا بالواسطہ نفع دینے اور ضرر دفع کرنے پر قادر ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھتا تو کبھی مردے کو نہ پکارتا اور نہ ہی اس پر لب کشائی کرتا۔ اس میں تمہارے رب کی طرف ایک بہت بڑی آزمائش ہے سو ہوشیاری تو اس وسیلے سے دوری میں ہے اور ان (غیر اللہ) کو چھوڑ کر اللہ سے طلب کرنے میں ہے جو لاپرواہ ذات اور فعال لما یرید ہے۔ روح المعانی

maktabatulishaat.com

128 ج 6

4: مولانا سلطان محمود صاحب سورۃ بنی سرائیل کی آیات 56-57 کی تحقیق میں لکھتے ہیں ''یہ بات تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ کسی غیر کے عمل پر کسی ایسی ذات جو اس کے ساتھ حالاً اس عبادت میں شریک نہ ہو یا وہ گزرے ہوئے لوگ جواب سرے سے طاعت کے اہل ہی نہیں پر توسل کے جواز کے لئے کوئی گنجائش ہے۔ اور نہ ہی کوئی نظیر وسیلے کا لفظ قرآن میں دو جگہ وارد ہوا ہے ایک اس زیر بحث آیت میں اور دوسرا سورۃ المائدہ کی آیت یاایھاالذین آمنوا اتقواللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ میں اور ان ہر دو مقامات میں مفسرین نے بالاتفاق لفظ وسیلہ کو طاعت پر حمل کیا ہے۔ یا بالفاظ دیگر اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ بلکہ دونوں آیتوں کی سیاق وسباق سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ سے ماقبل اتقوا اللہ کا جملہ ہے اور بعد میں وجاھدوا فی سبیلہ اور دوسری آیت کے بعد ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ کے جملے یہ سب اس بات کو متعین کرتے ہیں کہ وسیلہ سے مراد طاعت وتقرب ہے سو جو لوگ لفظ وسیلہ سے ذوات فاضلہ یعنی ذوات برگزیدہ لیتے ہیں یقیناً وہ اپنی جہالت کی وجہ سے شعوری یا غیر شعوری طور پر کلام الٰہی کی تردید کرتے ہیں۔ اور جس چیز کا رد اللہ کر چکے ہیں اس کا اثبات کرتے ہیں کیونکہ اللہ پہلی آیت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے لئے قرب کا ذریعہ ڈھونڈو۔ اور اس کی راہ میں کوشش کرتے رہو تاکہ تم پر مہربانی کی جائے اور اس آیت میں ارشاد ہے کہ وہ ذوات جنہیں تم کارساز سمجھتے ہو وہ کسی بھی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ وہ تو خود قرب الٰہی ڈھونڈتے ہیں کہ کونسی طاعت ہے انہیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہاں یبتغون الی ربھم الوسیلۃ سے مراد ذوات گرامی لی جائیں تو پھر آیت کے نہ صرف معانی غلط ہوتے ہیں بلکہ کفار کی مدعا کا ثبوت لازم آتا ہے۔ نعوذباللہ۔ پھر مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ جنہیں تم پکارتے ہو یعنی عیسیٰ عزیر وغیرہ یہ کسی کام کے نہیں وہ تو خود اپنے لئے دیگر ذوات گرامی ڈھونڈتے ہیں جاؤ تم ان سے بھی بہترین ذوات گرامی تلاش کرو۔ معاذ اللہ تو اب یہ لڑائی جھوٹی اور بڑی ذات کی بنی۔ دوم یہ کہ آیت مذکورہ میں جس طرح مومنوں کو وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور اتقو اللہ کا حکم ہوے یہی حکم امام الانبیاء محمد رسول

اللہ ﷺ کو بھی ہے تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اے رسول اور اے مومنو! تم اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر کسی ذات گرامی کو تلاش کرو۔ معاذاللہ۔ سو معلوم ہوا کہ وسیلہ سے یہاں کسی کی ذات مراد لینا آیت کریمہ کی تحریف ہے۔ العیاذ باللہ وضاحت القرآن 693ج1

علامہ صاحب سورۃ مائدہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وسیلے کا لفظ قرآن میں دو مرتبہ آیا ہے ایک اس جگہ اور دوم سورۃ بنی اسرائیل کی آیت اولئِك الذين يبتغون الى ربهم الوسيلة الخ۔ دونوں مقامات میں طاعت کے ذریعے اللہ کا تقرب مراد ہے اس سے کسی کی ذات مقدسہ قطعاً مراد نہیں لی جا سکتی کیونکہ یہاں مومنوں کو بشمول نبی کریم ﷺ جو مومنوں میں سب سے اول ہیں خطاب ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب حاصل کرو۔ و جاهدوا اه پھر آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ اے نبی ﷺ آپ بھی اپنے لئے کسی ذات برگزیدہ کو تلاش کر کے وسیلہ بنائیے۔ العیاذ باللہ اسی طرح اولئِك الذين يدعون کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں جیسے عیسیٰ عزیر وغیرہ درست نہیں انہیں چاہیئے کہ اور ذوات فاضلہ کو ڈھونڈیں کیونکہ وہ (عیسیٰ عزیز) خود دیگر ذوات مقدسہ کی تلاش کرتے ہیں۔ پس وسیلہ سے کسی کی ذات لینا قطعاً خرافات میں سے ہے اور آیت کی تحریف ہے۔ وضاحت القرآن 293ج1

علامہ روح المعانیؒ کہتے ہیں

علامہ صاحب نے حضرت انسؓ کی حدیث صحیح بخاری سے نقل کی ہے اور کہا ہے جب بارش کی ضرورت ہوتی تو حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ کو وسیلہ بناتے۔ اور پھر توسل بالاموات پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ اگر پیغمبر خدا پر بعد از وفات اور دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد توسل جائز ہوتا تو صحابہ کرامؓ کسی اور کو وسیلہ نہ کرتے بلکہ وہ یہ کہتے کہ اے اللہ! ہم تیرے پیارے نبی ﷺ کو تجھے وسیلہ کرتے ہیں ہم پر بارش برسا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ انہیں نبی کریم کی ذات پر توسل کا معمولی سا جواز ملتا اور پھر اعراض کر کے آپ کے بجائے آپ کے چچا حضرت عباسؓ کو وسیلہ کرتے۔ مگر ان کا یہ عدول اور اعراض باوجود اس کے کہ سابقین اور اولین تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کے حقوق ہم سے خوب جانتے تھے۔ اس بات کی ایک بین ثبوت ہے۔ کہ مشروع اور جائز وہ کام ہے۔ جو انہوں نے کیا ہے نہ کہ دیگر روح المعانی 126ج6

علامہ روح المعانی کی عبارت سے ان چند باتوں کا ثبوت ملتا ہے ایک یہ کہ زندہ انسان

توسل جائز ہے اس لئے تو صحابہ کرامؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ کیا تھا۔ دوم اگر انہیں بعد از وفات رسول ﷺ معمولی سی دلیل بھی آپ پر توسل کی معلوم ہوتی تو کبھی بھی وہ عدول نہ کرتے عن التوسل بسيد الناس الى التوسل بعمه العباس سوم ان کا یہ عدول اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جائز اور مشروع بس وہی کچھ ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ یعنی ذوات فاضلہ جب زندہ ہوں تو ان پر توسل جائز ہے اور بعد از رحلت ناجائز ہے چہارم یہ توسل بھی صرف ذات مقدسہ کی دعا کے لئے ثابت ہے ذات فاضلہ کے لئے نہیں ورنہ ذات اقدس رسول اللہ ﷺ حضرت عباسؓ سے بکرات ومرات حیاً میتاً (یعنی قبل از وفات اور بعد از وفات) افضل ترین ہے اس لئے تو علامہ روح المعانی اس کے بعد لکھتے ہیں۔ وہ (جائز) توسل یہ ہے کہ کسی شخص کو سفارش اور دعا کے لئے پیش کر کے اللہ سے باقی لوگ سوال اور دعا مانگیں کہ یا اللہ ہماری یہ ضرورت پوری کر۔ اس کی تائید یہ ہے کہ حضرت عباسؓ کو جب صحابہ نے وسیلے کے طور پیش کیا تو وہ دعا کرتا اور صحابہ کرام آمین پڑھتے۔ حتی کہ ان پر بارش برسی اصل عربی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ وهوان يطلب من الشخص الدعا والشفاعة ويطلب من الله تعالى ان يقبل دعائه وشفاعته يؤيد ذالك ان العباس كان يدعو وهم يومنون لدعائه حتى سقوا. روح المعانی 127ج6

علامہ صاحب آگے امام ابن تیمیہؒ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی لغت میں توسل کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کو اللہ سے عاجزی اور دعا کیلئے پیش کیا جائے تاکہ وہ ان کے لئے اللہ سے سوال اور سفاش کرے اور اللہ ان کی حاجت پوری کرے۔ سو یہ توسل اور توجہ ہے اس پیش شدہ شخص کی دعا اور سفارش پر اور اس میں کوئی ممنوعیت نہیں۔ 127ج6 اس سے پہلے توسل بالذوات الفاضلہ پر شدید رد کرتے ہوئے مقابل سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو لکھتے ہیں "تم جانتے ہو کہ اہل بیت اور دیگر آئمہ عظام سے منقول دعاؤں میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر توسل ثابت نہیں۔ اگر ہم ایسی توسل جو ظاہراً آپ کی ذات پر ہو فرض بھی کر لیں تو یہ موءول ہوگی بر تقدیر مضاف (یعنی آپ کی دعاء پر) جیسا کہ تم نے سنا اور انشاء اللہ مزید بھی سن لو گے۔ اور جو کوئی دعوی کرے کہ توسل آپ کی ذات مبارکہ پر ہے (نہ بر تقدیر دعاء) تو وہ دلیل پیش کرے۔ ومن ادعى النص فعليه البيان روح المعانی 126ج6 تحقیق اس میں یہ ہے کہ زندہ مخلوق سے اس کام میں امداد طلب کرنا جو اسکے بس میں ہو (ماتحت الاسباب فی مایقدر) اور اسے دعا کے لئے وسیلہ کرنا بے شک جائز ہے۔ اور اس

maktabatulishaat.com

میں یہ بھی جائز ہے کہ ایک اعلیٰ ترین شخصیت اپنے سے درجہ میں کم شخصیت کو دعا کے لئے کہے اور اپنے حق میں اس سے دعا کرائے۔ جیسے حضور پاک ﷺ کا حضرت عمرؓ سے ارشاد فرمانا۔ اے بھائی! اپنی دعاء میں ہمیں نہ بھولنا......اور جب مطلوب منہ (یعنی جسے دعا اور سفارش کے لئے وسیلہ کیا جائے) مراہوا ہو یا موجود نہ ہو اس کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو شک نہیں اور یہ ان بدعات میں سے ہے جسے سلف میں سے کسی ایک فرد نے بھی نہیں کیا ہے۔ روح المعانی صفحہ 125 ج 6 بڑی لطف کی بات تو یہ ہے کہ علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں کہ اس قسم توسل کے ناجائز ہونے میں کسی بھی عالم کو شک نہیں مگر پھر بھی سوات استاد اس کے اثبات میں نہ صرف تضیع اوقات کرتا ہے بلکہ اس غیر مشروع توسل کے نہ ماننے والوں پر سب وشتم سے بھی دریغ نہیں کرتا فوااسفی والی الله المشتکی۔

﴿حجت الامت شاہ ولی اللہ اور توسل﴾

شاہ ولی حضرت عمرؓ کا حضرت عباسؓ پر توسل والی حدیث پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ غائب اور مردوں کا وسیلہ بنانا جائز نہیں ورنہ حضرت عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے بہتر نہیں تھے پھر حضرت عمرؓ نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ (اے اللہ) پہلے ہم تیرے پیغمبر کو وسیلہ بناتے تھے اور اب تیرے پیغمبر کے روح کو وسیلہ بناتے ہیں۔ البلاغ المبین مترجم اردو صفحہ37۔

﴿محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں۔﴾

وهوان عمر رضى اللهعنه وسائرالصحابة مع انهم السابقون الاولون عدلوا بعد وفاة النبى صلى الله عليه وسلم عن التوسل بسيد الناس الى التوسل بعمه العباس وهذا العدول اوضح دليل وابهر برهان على ان التوسل بالاموات غير جائز. صيانة الانسان صفحه 209 اس عبارت کا مفہوم بالکل روح المعانی کی عبارت کی طرح ہے۔ جو پہلے ذکر ہوئی ہے۔ یعنی توسل بحین حیات رسول اللہ اور حضرت عباسؓ پر یہ ان کی دعاؤں پر توسل تھا جو بالکل جائز اور مشروع ہے۔ ایک اور جگہ سھسوانیؒ لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ اور آپ کے چچا حضرت عباسؓ پر توسل یہ توسل تھا ان کی دعاؤں پر حضرت عباس کا طریقہ استسقی اس

maktabatulishaat.com

کے لئے دلیل ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے عرف میں توسل سے مراد آپ ﷺ کی دعاؤں پر توسل ہے اور اسے کسی بھی عالم نے شرک کی نسبت نہیں کی ہے۔ صيانة الانسان 204۔ ایک اور مقام میں یوں بیان کرتے ہیں ۔فانها تفسير ان التوسل بالعباسؓ انما كان بدعائه لابذاته صيانة الانسان 196۔

مفہوم= حضرت عمرؓ کا حضرت عباسؓ کے وسیلہ بنانے کا واقعہ ثابت کرتا ہے کہ یہ وسیلہ ان کی دعا پر تھا ذات پر نہیں۔

﴿سوات استاد اور تلبیس الحق بالباطل﴾

موصوف لکھتا ہے۔ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ صرف بندوں کا خالق اللہ ہے بلکہ تمام افعال واشیاء کا خالق وموجد وہی ہے اس میں مردے زندے نباتات اور جمادات سب برابر ہیں پس معلوم ہوا کہ ماسوا اللہ نہ کوئی خالق ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بذات خود موثر حقیقی۔ سب اشیاء میں (اثر) وہی وحدہ لاشریک رکھتا ہے۔ 20

اہل سنت والجماعت (کثر اللہ سوادھم) کا عقیدہ اپنی جگہ درست اور بجا ہے۔ لیکن موصوف اپنے جس مقصد کے لئے اسے بطور توطیہ اور تمہید پیش کرتا ہے یہ عمل اور عقیدہ بریلیوں کا تو ہو سکتا ہے اہل سنت والجماعت کا نہیں اور نہ ہی یہ اہل سنت والجماعت کے امتیاز کے لئے کافی ہے۔ بلکہ ھو بہو یہ قول و قرار یا عقیدہ تو کفار اور مشرکین بھی رکھتے تھے موصوف اگر برا نہ مانیں تو خدا کے لئے مندرجہ ذیل ارشادات ربانی پر خوب سوچے۔

1= ولئن سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن خلقهن العزيز العليم زخرف 9.

2= ولئن سالتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله الاية لقمان 20.

3 = ولئن سالتهم من خلق السموات والارض وسخر الشمس والقمر ليقولن الله فانى يوفكون عنكبوت 61.

4 = ولئن سالتهم من نزل من السماء ماء فاحيابه الارض من بعدموتها ليقولن الله. الاية عنكبوت 63.

5 = قل لمن الارض ومن فيها ان كنتم تعلمون سيقولون لله قل افلا

تذکرون قل من رب السموات السبع ورب العرش العظیم سیقولون للّٰہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شئی وھو یجیر ولا یجار علیه ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ الایہ المومنون 83-89

10 = قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملك السمع والابصار ومن یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ومن یدبر الامر فسیقولون للّٰہ الایة یونس 31

11 = قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر تدعونه تضرعا وخفیة لئن انجانا من هذه لنکونن من الشاکرین قل اللّٰہ ینجیکم منها ومن کل کرب ثم انتم تشرکون انعام 63-64۔

13 = وجاء هم الموج من کل مکان وظنوا انهم احیط بهم دعوا اللّٰہ مخلصین له الدین الایة یونس 22.

14 = واذا غشیهم موج کالظلل دعوا اللّٰہ مخلصین له الدین الآیہ لقمان 32

15 = فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللّٰہ مخلصین له الدین الایة عنکبوت 65۔

قارئین کرام زیر نظر آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانے کے کافر کائنات کا خالق ومالک و مدبر، کارساز و نجات دہندہ اور موثر حقیقی اللہ کو مانتے تھے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بھی قائل تھے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے دیگر معبودوں کو بھی بعض امور کا اختیار دیا ہے اور چھوٹی موٹی حاجتیں وہ بھی پوری کر سکتے ہیں۔ پس اس عقیدے نے انہیں مشرک و کافر بنایا تھا۔ آیئے ان کے اس عقیدے کی کہانی خود ان کی زبانی سنیئے۔ حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں جب مشرکین حج کو آتے تو تلبیہ پڑھتے۔ لبیك لاشریك لك فیقول رسول ﷺ ویلکم قد قد فیقولون الا شریکا هو لك تملکه وما ملك یقولون هذا وهم یطوفون بالبیت۔ مسلم 376ج 1.

مفہوم۔ مشرکین طواف کرتے وقت کہتے اے اللہ ہم حاضر ہو کر گواہی دیتے کہ تیرا کوئی شریک نہیں یہ سن کر اللہ کے نبی ﷺ فرما دیتے بس بس یعنی اسی پر رکو مگر وہ مزید کہہ دیتے کہ ہاں وہ شریک تیرا ہے جو خود تو مالک و مختار نہیں مگر تو نے اسے اختیار دیا ہے۔

دیکھا آپ نے مشرکین و کفار بھی موثر حقیقی رب تعالیٰ کو مانتے تھے اور یہ عقیدہ آج ہمارے اس زمانے کے نااہل اور ناسمجھ مسلمانوں کا بھی ہے۔ جنہوں نے ہر ہر تکلیف و مصیبت کے لئے الگ

maktabatulishaat.com

الگ درگاہیں بزرگوں کی مقرر کی ہیں۔ کسی کو اولاد کی ذمہ داری دی ہے اور اسے شیخ اولاد کے لقب سے نوازا ہے۔ جیسے بازار تور ڈھیر والا کسی کو فی الفور فریاد رسی کی وجہ سے سمہ ستی بابا کا نام دے رکھا کسی کو خزانوں کا مالک قرار دے کر داتا گنج بخش کہہ دیا۔ جیسے سید علی ھجویریؒ غرض کسی کو سخی کسی کو کچھ کسی کو کچھ کہہ دیا اور ان کی تقرب کے لئے نذر و نیاز ماننے لگے اور اللہ سے بلا واسطہ سوال کرنے کے بجائے ان اولیاء اللہ کو سفارشی سمجھ کر انہیں وسیلہ کرتے ہیں اور یہی وہ وسیلہ ہے جو حرام اور ناجائز ہے تفصیل تو آگے گزر چکی مگر ایک دو حوالے اور بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ لیهلك من هلك عن بینة ویحی من حی عن بینة۔

علامہ روح المعانیؒ فرماتے ہیں ومنهم من یقولوا للغائب اوالمیت من عباداللّٰہ الصالحین یا فلان ادع اللّٰہ تعالی لیرزقنی کذا وکذا ویزعمون ان ذالك من باب ابتغاء الوسیلة ویروون عن النبی ﷺ انه قال اذا اعیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور او فاستعینوا باهل القبور کل ذالك بعید عن الحق بمراحل روح المعانی 125ج 6.

ان میں سے بعض غائب یا مرے ہوئے نیک بندوں کو کہتے ہیں کہ اے فلاں! میرے لئے اللہ سے سوال کر کہ مجھے یہ یہ (چیزیں) دیدے۔ اور اسے وسیلہ خیال کرتے ہیں اور اس میں احادیث بھی نقل کرتے ہیں مگر یہ سب باتیں حق سے بہت دور ہیں۔ اس کے بعد علامہ صاحب یوں لکھتے ہیں۔ واعظم من ذالك انهم یطلبون من اصحاب القبور نحوا شفاء المریض واغناء الفقیر وردالضالة وتیسیر کل عسیر وتوحی الیهم شیاطینهم خبر۔ اذا اعیتکم الامور الخ۔ وهو حدیث مفتری علی رسول ﷺ باجماع العارفین بحدیثه ولم یروه احد من العلماء ولا یوجد فی شئی من کتب الحدیث المعتمدة وقد نهی النبی ﷺ عن اتخاذ القبور مساجد ولعن علی ذالك فکیف یتصور منه علیه الصلاة والسلام الامر بالاستغاثة والطلب من اصحابها؟ سبحانك هذا بهتان عظیم روح المعانی 128.129ج 6.

حاصل مطلب۔ اس میں بہت بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اصحاب قبور سے مریض کی شفاء فقیر کی غنا، گمشدہ کی واپسی اور ہر سختی و تکلیف کی آسانی جیسی باتیں طلب کرتے ہیں اور شیاطین انہیں اذا اعیتکم الامور الخ والی خبر کے وسوسے ڈالتے ہیں۔ اور یہ حدیث باجماع عارفین حدیث

رسول اللہ ﷺ پر افتری ہے علماء (حدیث) میں سے کسی نے بھی اسے روایت نہیں کیا ہے اور نہ ہی معتمد کتب حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے قبور کو مساجد ٹھہرانے سے منع کیا ہے اور اس پر پھٹکار بھیجی ہے۔ تو پھر آپ سے اس بات کا تصور کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ اصحاب قبور سے استغاثے اور طلب پر امر فرمائیں؟ یہ تو کھلا بھتان ہے۔

خلاصہ یہ کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک اپنی جگہ بالکل درست ہے مگر موثر حقیقی بذات خود اور غیر موثر حقیقی بذات خود کی قیودات سے موصوف اولیاء کی مزارات پر جو سیلے کی راہ ہموار کرتے ہیں یہ قطعاً اہل سنت کا مسلک نہیں۔

موصوف اور تمنائے قلبی کا اظہار

آگے موصوف اپنے مافی الضمیر کا اظہار ان الفاظ سے کرتا ہے۔ اسی طرح شہداء اور اولیاء قبل از وفات یا بعد از وفات موثر حقیقی نہیں جو بات توحید سے **متصادم** ہو تو وہ غیر اللہ کی تاثیر ماننا ہے صفحہ 20

موصوف موثر حقیقی وغیر حقیقی کی قیودات سے محض توسل باہل المقابر کے لئے جواز پیدا کرنے کے درپے ہے تاکہ جو لوگ ہر قسم کی حاجات کے لئے مزارات سے آس لگائے بیٹھے ہیں اور نذر و نیاز جو صرف اللہ کا حق ہے انہیں پیش کرتے ہیں کرتے رہیں بلکہ اوروں کو بھی اپنے ہمنوا بنائیں مگر یہ ان کی سعی لا حاصل ہے اور اوھن من بیت العنکبوت کے مصداق ہے۔ ان خانہ ساز قیودات سے موصوف اپنی مدعا ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ پہلے تو سرے سے عوام موثر حقیقی غیر حقیقی کی تمیز تو کجا ناموں سے ناواقف ہیں دوم یہ کہ اس عمل کے لئے سلف صالحین سے نقل ضروری ہے۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادات کے لئے نقل شرط ہے جیسے حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے فرمایا ہے -کل عبادة لم یتعبدها اصحاب رسول اللہ ﷺ فلا تتعبدوها فان الاول لم یترك للآخر مقالا الاعتصام للشاطبیؒ صیانة الانسان 321 ہر وہ عبادت جو صحابہؓ سے منقول نہ ہو نہ کیجئے کیونکہ پہلے والوں صحابہ کرام نے بعد والوں کے لئے کسی بات کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اتبعوا آثارنا ولا تبتدعوا فقد کفیتم الاعتصام 79ج 1 (لوگو!) تمہیں ہماری پیروی کرنی چاہیئے۔ بدعات سے بچنا چاہیئے اس میں تمہارے لئے کفایت ہے۔ اھل سنت والجماعت کی پہچان یہی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ نیکی کوئی ایسی نہیں جو صحابہ

maktabatulishaat.com

کرامؓ سے رہ گئی ہے۔ اور جو عمل ان سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ جیسے علامہ حافظ ابن کثیرؒ سورہ احقاف کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ واما اہل السنة والجماعة فیقولون فی کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی اللہ عنهم هو بدعة لانه لوکان خیرا لسبقونا الیه لانهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر الا وقدبادروا الیها ابن کثیر 156ج 4 مفہوم۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو قول و فعل صحابہؓ سے ثابت نہ ہو تو وہ بدعت ہے کیونکہ اگر یہ نیکی کا فعل ہوتا تو وہ ہم سے سبقت کر لیتے کیونکہ انہوں نے نیکی کی خصلتوں میں کوئی خصلت ایسی نہیں چھوڑی جس پر عمل نہ کیا ہو۔

سوم یہ کہ مقام توحید میں موثر حقیقی و غیر حقیقی کی قیودات توحید سے متصادم ہیں اور **اس سے** توحید کو دھچکا لگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے شرک قرار دیا ہے جیسے ابن کثیرؒ نے بقرہ کی آیت 22 فلا تجعلوا للہ اندادا الایہ میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ...... عن ابن عباس قال قال رجل للنبی ماشاء اللہ وما شئت فقال اجعلتنی اللہ ندا؟ قل ماشاء اللہ وحدہ رواہ ابن مردویہ ۔ ابن کثیر 57ج 1 ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا وہی ہوگا جو اللہ اور تم چاہو رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے اللہ کے شریک ٹھہرایا؟ ایسے کہو جو اکیلے اللہ تعالیٰ چاہے وہی ہوگا۔

پیارے بھائیو! آپ خدا کے لئے سوچیں یہ تو صاف بات ہے کہ مشیئت ایزدی موثر حقیقی اور تامہ ہے اور مشیئت نبوی ﷺ الخ غیر حقیقی اور غیر تامہ ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذالك غدا الا ان یشاء اللہ الایة کہف 23-24۔ اے میرے محبوب! آپ کسی کام کے بارے میں یہ نہ کہیں میں کل یہ کروں گا بلکہ یہ کہیں اگر اللہ کو منظور ہو تو میں کل کو یہ کام کروں گا اسی طرح بہت ساری آیات ہیں آپ صرف چند بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

وماتشاون الا ان یشاء اللہ الایة دھر 30. وما تشاون الا ان یشاء اللہ رب العالمین تکویر 29. فمن شاء ذکرہ وما یذکرون الا ان یشاء اللہ الایة مدثر 56.55 انك لا تهدی من احببت لکن اللہ یهدی من یشاء الایة قصص 56 فان اللہ یضل من یشاء ویهدی من یشاء فلا تُذهب نفسك علیهم حسرات الایة فاطر 8. لیس علیك هداهم ولکن اللہ یهدی من یشاء الایہ بقرہ 272 قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذالك اللہ یخلق ما یشاء الایة آل عمران 47 یا لیتنی مت

قبل هذا وكنت نسياً منسيا ۔ مریم 23 سومشیت غیر تامہ انسان کے لئے ثابت ہے اور انسان موثر غیر حقیقی ہے مگر مقام توحید میں یہ توحید کا ضد ہے اس لئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابی سے فرمایا۔ اجعلتنی للہ ندا؟ قل ماشاء اللہ وحدہ کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا ؟ بلکہ یوں کہہ وہی ہو گا جو صرف اکیلے اللہ کو منظور ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن کثیر اس کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ هذا كله صيانة وحماية لجناب التوحيد ابن کثیر 57ج 1 یہ سب کچھ مقام توحید کی حفاظت وحمایت کے لئے ہے۔

آگے حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں ۔ويقول لو لا كلبة هذا لا تانااللصوص البارحة ولولا البط فى الدار لاتى اللصوص وقول الرجل لصاحبه ماشاء اللهوشئت وقول الرجل لولا اللهوفلان لاتجعل فيها فلا ن هذا كله به شرك ابن كثير 58.57 ج 1 کہتے ہیں اگر اس کی کتی نہ ہوتی تو رات لازماً چور آجاتے اور اگر اس گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور ضرور آجاتے یا آدمی کا اپنے ساتھی سے ماشاء اللہ وشئت کہنا اور یا آدمی کا یہ کہنا اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتے تو اس میں فلاں کو اللہ کا ساجھی مت ٹھہراؤ۔ کہ یہ سب اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

چہارم یہ کہ مشرکین وکفار اللہ تعالیٰ کو جیسا کہ آگے ذکر ہوا کل کائنات کا موثر حقیقی مالک، رازق، مدبر مختر کل وغیرہ مانتے اور اپنے دیگر معبودوں کو موثر غیر حقیقی اور ماذون مانتے تھے۔ جیساکہ ان کے تلبیہ سے مصرح ہے۔لبيك لا شريك لك فيقول رسول الله ﷺ ويلكم قدٍ قدٍ فيقولون الا شريكا هو لك تملكه وما ملك مسلم 376 ج 1 مشکواه 224. ابن كثير 45 ج 4.

قارئین کرام! سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ اگر مقام توحید میں تاثیر غیر حقیقی اور مالکیت غیر حقیقی توحید سے منافی نہ ہوتی تو پھر کیوں رسول اللہ ویلکم قدٍ قدٍ ارشاد فرما کر منع فرماتے ہیں کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ لوگ تو صرف تاثیر غیر حقیقی کے قائل ہیں جو توحید سے متصادم نہیں ۔ نہیں ایسا ہر گز نہیں مقام توحید میں اس قسم کی قیودات سے بے شک توحید کو کافی دھچکا لگتا ہے اب جو رہا موصوف کہ مقام توحید میں اس کا اثبات کر رہا ہے تو اس کی سوائے اس کے کوئی مدعا نہیں کہ اس خانہ ساز فرق سے اپنے شرکی عقیدے کو دوام بخشے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو قبر پرستی مردار خوری (اکل نذر لغیر اللہ توسل بالمقابر وغیرہ کو دین کہہ کر میں مبتلا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام امت مسلمہ کو اس قسم کی دجل وفریب اور تلبیس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ھاں البتہ جب توحید کا مقام نہ ہو تو عام بیان میں موثر حقیقی اور غیر حقیقی کی تفریق، تمیز درست ہے۔ پھر ہم اس کے منکر نہیں ارشادات ربانیہ سے یہ ثابت ہے۔ اولم يروا انا خلقنا لهم مما عملت ايدينا انعاما فهم لها مالكون یس ۔71 ونادوا يا مالك ليقص علينا ربك الاية زخرف ۔77 او ماملكتم مفاتحه نور 61 فاذا استأذنوك لبعض شانهم فاذن لمن شئت منهم الاية نور 62 يا يهاالذين آمنوا يستاذنكم الذين ملكت ايمانكم الاية نور 58 اور جب توحید کا مقام ہو تو پھر اللہ اس کا رد فرماتے ہیں۔ ذالكم الله ربكم له الملك والذين تدعون من دونه مايملكون من قطمير فاطر 13. ولا يملكون لانفسهم ضراً ولا نفعا ولا يملكون موتا ولا حياة ولا نشورا فرقان 3.

استعانت بالقبور اور بلال بن حرث (الحارث) کی روایت

موصوف کو صرف کتاب لکھنے کا شوق ہے باقی فہم وعلم کا تو یہ عالم ہے کہ اپنی مدعا اور عنوان میں مطابقت تک پیدا نہیں کر سکتا۔ فوراً بحروف جلی لکھ دیا۔ استعانت بالقبور ۔ یعنی قبروں سے مدد حالانکہ اس کا مدعی ہے قبر والوں سے مدد تو اس کے لئے عنوان قائم کرنا چاہیئے تھا۔ استعانت باهل القبور اور صحابی کا نام بھی حرث، غلط ہے بلکہ بلال بن الحارث ہے۔ لیکن ہم سوائے اس کے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی ہے۔ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

علامہ آلوسی صاحب روح المعانی

اس حدیث پر کلام سے پہلے علامہ روح المعانیؒ سے ایک دو حوالے ذکر کرنا موصوف اور عوام دونوں کے لئے مفید اور ضروری سمجھتا ہوں۔

ع شائد کسی کے دل میں اتر جائے میری بات۔

سورۃ یونس کی تفسیر میں حضرت عکرمہؓ کے مشرف بالایمان ہونے کے واقعہ کے بعد لکھتے ہیں بہر حال جو کچھ بھی ہو یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ مشرکین ایسے وقت میں سوائے اللہ کے اوروں سے مدد طلب نہیں کرتے تھے اور تجھے تو علم ہے کہ آج جب لوگوں کو بحر وبر میں کوئی بڑی مصیبت پیش آجاتی ہے تو وہ ان لوگوں کو پکارنے لگتے ہیں جو نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ضرر نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں بعض ان میں حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کو پکارتے ہیں۔ بعض ابوالخمیس اور

maktabatulishaat.com

عباسؓ سے مدد مانگتے ہیں بعض آئمہ کرام میں سے کسی ایک کو مدد کے لئے آواز دیتے ہیں۔ اور بعض اس امت کے مشائخ میں سے ایک شیخ کو گڑگڑاتے ہیں۔ ہمیں تو اس میں کوئی ایسا فرد نظر نہیں آتا جس نے خاص اپنے مولا سے عاجزی اور فریاد کی ہو۔ اور نہ یہ بات حقیقت سے قریب ہے۔ کہ اس کے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ اگر اس نے خالص اپنے اللہ کو پکارا تو ان مصائب سے چھٹکارا مل جائے گا۔ سو تجھے (اے مخاطب) میں اللہ کے نام کا واسطہ دے رہا ہوں مجھے بتا ان دو فریقوں (ماضی کے مشرکین جو سختی میں خالص اللہ سے مدد مانگتے تھے۔ اور آج کے مشرکین جو بڑی بڑی مصیبتوں میں بھی غیر اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔) میں کونسا فریق اهدیٰ سبيلا ہے اور کونسا اقوم قیلا ہے۔ پس ہم خالص بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے ہیں کہ ہمیں اس زمانے کی شر سے حفاظت دے جس میں باد جہالت تیز تر ہوئی ہے۔ ضلالت اور گمراہی کا سمندر موج زن ہے کشتی شریعت میں سوراخ ہو چکا ہے غیر اللہ سے فریاد اور امداد نجات کا ایک ذریعہ سمجھا گیا ہے علمائے کرام کے لئے امر بالمعروف بے حد مشکل ہو چکا ہے اور نهی عن المنكر میں کئی مصائب حائل ہو چکے ہیں۔ روح المعانی صفحہ 98ج10

دوم۔ سورۃ نحل آیت نمبر 45 میں اپنے زمانے کے مشرکین پر رد کر کے لکھتے ہیں۔ میں چھوٹا تھا تو ایک فرضی شیخ اور بے علم ملا نے مجھ سے یہ کہا جب تم پر کوئی مصیبت آن پڑے تو ہر گز اللہ سے مدد طلب نہ کرنا کیونکہ تیری مدد میں اللہ جلدی نہیں کرتا اور نہ ہی تیری بد حالی کا اسے کچھ فکر لاحق ہے۔ لهذا وعليك بالاستعانت بالا ولياء السالفين تجھے پہلے زمانے کے اولیاء سے مدد مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ تیری تکلیف دور کرنے میں جلدی کریں گے۔ اور تجھے جو درد و تکلیف پہنچ چکی ہے اس سے وہ (اولیاء) مغموم اور اور متفکر ہوتے ہیں سو اسکے سننے سے میرے کان مری فکر اور خون (تمام جسم) نے انکار کیا اور میں نے اللہ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اس واضح گمراہی سے پناہ مانگی۔ اور آج کل تو بہتیرے بے علم جاہل اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ روح المعانی 166ج14

اسی طرح سورۃ الحج آیت لن يخلقوا ذبابا میں باب الاشارة فى الآيات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔ اس میں اولیاء اللہ کے بارے غلو کرنے والوں کی ذم کی طرف اشارہ ہے جو ان سے سختی میں مدد طلب کرتے ہیں اللہ سے غافل ہو کر ان کے نذر و نیاز دیتے ہیں اور پھر ان میں جو عقلمند شمار ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ کی درگاہ میں ہماری سفارشی ہیں۔ ہم نذر اللہ کی مانتے ہیں

اور ثوب ولی کو بخشتے ہیں اور یہ بات مخفی نہیں کہ یہ لوگ اپنے پہلے دعویٰ (انهم وسائلنا الى الله تعالى) میں بت پرستوں سے بہت زیادہ مشابہ ہیں کیونکہ وہ بھی یہی کہتے تھے۔ ما نعبدهم الا ليقربو نا الى الله زلفى زمر ہم ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں تاکہ ہمیں اللہ کے قریب پہنچائے۔ اور انکے دوسرے دعویٰ (انما ننذر للهو نجعل ثوابه للولى) میں کوئی خرج نہیں تھا اگر یہ اس تدر سے اولیاء اللہ سے مریض کی شفاء گمشدہ چیز کی واپسی یا حاجات طلب نہ کرتے مگر صاف بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ ان اولیاء سے اس نذر کی وجہ سے حاجات طلب کرتے ہیں۔ لیکن تم کو یہ جب معلوم ہو گا جب تم ان سے یہ کہو کہ اللہ کے نام کی نذر مانو اور ثواب اپنے والدین کو جو اس کے زیادہ محتاج اور مستحق ہیں بخشو تو یہ ایسا نہیں کرتے۔ روح المعانی 212-213ج17

قارئین محترم! تفسیر تو آگے مختلف عنوانات سے گزر گئی اور یہ بات ثابت کر لی گئی کہ ما فوق الاسباب استعانت خواہ نبی سے ہو یا ولی سے کفر و شرک ہے اور ارشاد نبوی واذا استعنت فاستعن بالله اور انه لا يستغاث بى انما يستغاث بالله کی صراحت آپ نے ملاحظہ کر لی۔ مگر پھر بھی ایک اعمی القلب عنوان باندھتا ہے استعانت بالقبور اور کہتا ہے کہ اگر استعانت بالقبور (بالمقبور) ناجائز ہوتا تو میرے بھائیو! ایسی صریح شرک کی ھمنوائی تو (الذى اتيناه آياتنا فانسلخ منها فاتبعه الشيطان فكان من الغاوين کا مصداق ٹھہرنے کے مترادف ہے۔ اعاذنا الله من ذالك و اعاذه بفضله العظيم آمین ثم آمین۔

بلال بن الحارثؓ کی روایت پر کلام

موصوف لکھتا ہے۔ بلال بن حرث (الحارث) کیوں رسول اللہ کے روضہ مطہرہ کو بارش مانگنے آتا ہے؟ اور سوال کرتا ہے۔ کہ يارسول الله استسق لا متك صفحہ ۲۰

قارئین کرام! پہلے تو مبتدعین کو اپنے مسئلے کے اثبات کے لئے کوئی دلیل نہیں ملتی اور اگر بالفرض کہیں سے کوئی ضعیف روایت اور کمزور دلیل مل گئی تو پھر خوشی سے بغلیں بجاتے ہیں اور دوسروں کی قوی دلیل پر کان نہیں دھرتے۔ یہ ان کی عادت مستمرہ ہے زیر نظر روایت بھی ضعیف اور کمزور ہے محدثین نے اس پر کلام کیا ہے۔

پہلے تو بلال بن الحارثؓ بغرض اسسقاء رسول اللہ کی قبر کو نہیں آئے تھے بلکہ کوئی مجہول شخص آیا تھا۔ جس نے کہا تھا يارسول الله استسق لا متك فانهم قد هلكوا ۔ اے اللہ کے

maktabatulishaat.com

رسول تیری امت ھلاک ہو گئی ان کے لئے بارش کا سوال کر پھر اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بارش ہو جائے گی اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بلال بن حارث صحابی تھے تو یہ روایت کمزور ہے کیونکہ اسے سیف بن عمر الضبی الاسدی کوفی نے روایت کیا ہے۔ جس پر محدثین کو اعتراض ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ علماء محدثین کی نظروں میں مذکور راوی کی کیا حیثیت ہے؟

امام ذھبی میزان میں لکھتے ہیں۔ یہ سیف بن عمر الضبی الاسدی ہے کہا گیا ہے یہ تمیمی برجمی ہے کہا گیا ہے یہ سعدی کوفی ہے اور مصنف ہے کتاب الفتوح والردة وغیر ذالك یہ ضعف میں واقدی کے مانند ہے۔ یہ روایت کرتا ہے۔ ھشام بن عروہ اور عبید اللہ بن عمر اور جابر بن جعفی اور دیگر کئی مجہول راویوں سے یہ اخباری صوفی تھا۔ اس سے روایت کی ہے عبادہ بن المغلس اور ابو عمر القطیعی، نضر بن حماد العتکی اور ایک جماعت نے۔ عباس نے یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ یہ ضعیف ہے مطین نے یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ فلیس اس سے بہتر ہے امام ابو داؤد اسے لیس بشیء قرار دیتے ہیں۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں متروک ہے اور ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ زندیقت پر متھم ہے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے اس کی عام احادیث منکر ہیں مکحول بیروتی کہتے ہیں میں نے جعفر بن ابان سے سنا ہے اس نے نمیر سے کہ یہ سیف بن عمر الضبی تمیمی ہے۔ جمیع کہتے ہیں کہ بنی تمیم سے ایک شخص نے مجھے کہا ہے کہ یہ سیف بن عمر احادیث وضع کرتا ہے اور زندیقت پر بھی متھم ہے حافظ نے تقریب میں کہا ہے۔ کہ سیف بن عمر التمیمی صاحب کتاب الردة کو الضبی کہا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ کوفی ہے احادیث میں۔ ضعیف اور تاریخ میں معتبر ہے ابن حبان نے بہت برا قول اس کے بارے میں کیا ہے امام ذھبی نے کاشف میں ابن معین وغیرہ کے حوالے سے اسے ضعیف کہا ہے اور خلاصہ میں کہتے ہیں کہ سیف بن عمر الاسدی الکوفی (صاحب کتاب الفتوح والردة) جعفر جعفی اور ابو الزبیر سے روایت کرتا ہے اور اس سے محمد بھی عیسی الطباع اور ابو معمر الھذلی روایت کرتے ہیں محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔ صیانة الانسان 128-129 علامہ ابن حجر العسقلانی" اس سیف بن عمر کے بارے میں یوں لکھتے ہیں۔ قال ابن معین ضعیف الحدیث وقال مرة فلیس خیر منه وقال ابو حاتم متروك الحدیث یشبه حدیثه الواقدی وقال ابوداود لیس بشیء، وقال النسائی والدار قطنی ضعیف وقال ابن عدی بعض احادثه مشهورة وعامتها منكرة لم يتابع عليها وقال ابن حبان يروی

الموضوعات عن الاثبات قال وقالوا انه كان يضع الحديث قلت بقية كلام ابن حبان اتهم بالذندقة" وقال البرقانی عن الدار قطنی متروك وقال الحالكم اتهم بالذندقة وهو فی الرواية ساقط تهذيب 296-295ج4

توجناب یہ تھا حال موصوف کی روایت کا۔

شیشے کی گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

﴿قال رجلان من الذين انعم الله عليهما﴾

متذکرہ بالا تفصیل کے بعد اگرچہ مزید تفصیل کی ضرورت نہیں مگر استلذاذ بیان کی خاطر شیخ القرآن محمد طاہر تغمده الله فی الغفران والجنان مع رفیقه فی الدرس وبیان مسئلة التوحيد وتحمل الشدائد اعنی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان نور اللہ مرقدھما سے بھی ایک ایک حوالہ ذکر کرلوں گا۔ مقدم الذکر (شیخ پنج پیر) بلال بن حارث کی روایت کو اشارہ کر کے یوں جواب دیتے ہیں۔

فالجواب ان مجرد الانتساب بغير السند كيف يصح فان هذه الرواية رواها سيف بن عمرالضبی فی الفتوح وهو ضعيف جدا حتى اتهم بالذندقة على انها شاذة مخالفة لما تواتر عن الصحابة اذ ما جاء عن احد منهم انهم جاءوا عندالشدائد والقحوط عند قبرالنبی ﷺ بل يرجعون الى الله سبحانه ويفوضون امورهم اليه تعالى وقدامرالله سبحانه ان يستغفروا ربكم وتوبوا اليه فقال تعالىٰ عن نبيه نوح صلوات الله والسلام على نبينا وعليه ياقوم استغفروا ربكم انه كان غفار يرسل السماء عليكم مدرارا (نوح)

وقال تعالىٰ وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء غدقاً الجن ۔ وقال تعالىٰ ولوان اهل القرىٰ آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض وقال تعالىٰ ولوانهم اقاموا التوراة والانجيل وما انزل اليهم من ربهم لاكلوا من فوقهم ومن تحت ارجلهم ۔ مائده 66

maktabatulishaat.com

فرغب الله الناس الى الا ستغفار والتوبة وحضض العباد باقامة الكتب السماوية فيما بينهم والعمل بها لاالى ذهاب القبر۔

وقدروی البخاری ؒ ان الناس لما اصابهم القحط فی زمان عمر ؓ بن الخطاب استسقی بالعباس بن عبدالمطلب عم رسول الله ﷺ فلو رأی عمر ؓ هذه الرؤیا لما عمل به فی زمان خلافته وکیف توسل عمر ؓ بالعباس ؓ ولم یذهب فی ذالك الی قبر رسول الله ﷺ لیطلب منه الدعاء فان النبی ﷺ کان بذالك اولی وهكذا استسقی معاویة ؓ بن ابی سفیان ؓ بیزید بن الاسود الجرشی التابعی علی ان آثار الكذب فی هذه الواقعة بادیة من وجوه منها انه لم ینقل عن احد من اهل العلم انهم ذهبوا الی قبرالنبی ولا الی غیره ومنها انه قد ثبت من النصوص القاطعة ان المیت لا یسمع كما مرومنها انه قد ثبت فی الحدیث الصحیح الذی رواه مسلم عن ابی هریره ؓ ان المیت قد انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جاریة او ولد صالح یدعوله او علم ینتفع به وهذا الحدث یدل ان المیت محتاج وقد جاء فی الحدیث ان المیت كالغریق فهو محتاج الی ما یصل الیه من الا قارب والورثة فكیف یدعو لاولٰئك المتوسلین المتخذین له اندادا ومنها ان النبی ؐ قد علم اصحابه ان زیارة القبور لا مرین الدعاء للمیت والتذكر للاخرة لا ثالث لها ۔

ولو سلمنا هذه الواقعة وتركنا الكلام علیها كما قد منا فلا یثبت منها دعاء الاموات والتوسل بهم فان ذالك منام ۔ والرویا والمنام لیسا من الحجج الشرعیة كمامر...... ۔ ففی الحدیث السیف بن عمر الضبی مصنف الفتوح والردة وانظر حاله فی المیزان والخلاصة البصائر 129-130

اور موخرالذکر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب ؒ یوں جواب کرتے ہیں۔

جواب: اول تو یہ معلوم نہیں کہ قبر پر جانے والا کون ہے۔ وہ مجہول الحال والاسم ہے ' معلوم نہیں ثقہ ہے۔ غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہو تا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر اس طرح استشفاع جائز ہو تا تو حضرت عمر ؓ حضور ؐ کی وفات کے بعد حضرت عباس ؓ کو بار بار بارش کے لئے ان سے دعا نہ کراتے۔ اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور ؐ ہم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ ؐ کے چچا عباس ؓ کی دعا سے توسل کرتے ہیں سوم اس روایت کی سند میں

سیف بن عمر ضبی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متهم بالذندقه ہے وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذهبیی کہتے ہیں کالوا قدی امام ابوداود نے کہا لیس بشی ، امام ابو حاتم رازی نے کہا متروك ابن حبان اتهم بالذندقه ابن عدی عامة حدیثه منکر امام ابن نمیر کان سیف یضع الحدیث وقداتهم بالذند قة (میزان الاعتدال) جواہر القرآن 636-637ج2

حدیث اعمٰی کی تحقیق اور توسل

موصوف آگے "حق کی تلوار،، میں لکھتے ہیں دوسری حدیث اعمٰی کی ہے جو صحیح ہے۔ صفحہ 20

پہلے تو موصوف کو چاہئے تھا کہ اس حدیث کو باحوالہ نقل کر لیتا۔ لیکن چلو انہوں نے ضروری نہیں سمجھا ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث امام ترمذی ؒ نے ترمذی شریف میں صفحہ 198 ج2 میں ذکر کی ہے۔ مشکوٰۃ صفحہ 219 میں بھی موجود ہے لیکن اس حدیث سے مطلوبہ توسل پر استدلال بوجوہ چند درست نہیں

پہلی وجہ: یہ تو توسل تھا نبی کریم کی دعا پر جو باتفاق امت صحیح اور جائز ہے۔ موسیٰ ؑ کی قوم آپ ؑ سے دعا کراتی ہے تو کہتی ہے۔ ادع لنا ربك ادع لنا ربك یاموسی ادع لنا ربك بما عهد عندك

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ توسل نبی کریم کی حیات مبارکہ سے مخصوص تھا۔ اس میں عموم نہیں ورنہ پھر حضرت عمر ؓ حضرت عباس ؓ کو وسیلہ نہ بناتے بلکہ آپ ؐ کی قبر شریف کو آتے۔

اور یہ کہ یہ توسل تھا ایک ایسی ذات فاضلہ کی دعا پر جو بقید حیات تھی۔ دعا ایک عبادت اور بہترین عمل ہے جو زندہ انسان کر سکتا ہے مردہ نہیں کر سکتا حدیث پاک ہے اذامات الانسان انقطع عنه عمله مشکوٰۃ 32

سوم: یہ کہ اس کے لئے قرائن ہیں کہ یہ آپ ؐ کی دعا پر توسل تھا۔ جب آپ ؐ بقید حیات تھے

1: حدیث کے متن میں یہ الفاظ ہیں۔ اتی النبی ﷺ اتی قبرالنبی ﷺ کے الفاظ نہیں۔ دیگر یہ کہ وہ شخص آپ ؐ سے کہتا ہے ادع الله ان یعافینی ۔ اللہ سے میری صحت

maktabatulishaat.com

یالی کی دعا کیجئے۔ اور دیگر یہ کہ آپؐ جواب میں فرماتے ہیں۔ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خيرلك تمہاری مرضی اگر چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہو کہ اس اندھے پن پر صبر کر لو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔

چہارم: مگر وہ کہتا ہے فادعه . میرے لئے اللہ سے سوال کیجئے تو رسول اللہ پھر اسے وضو کرنے دعا پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

پنجم: ان يتوضا فيحسن الوضوء ويدعو بهذا الدعاء اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة

یعنی خوب وضو کر کے اللہ سے یہ دعا مانگ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تجھ کو تیرے محمد نبی رحمت کی دعا وسیلہ کرتا ہوں یہاں نبيك سے پہلے مضاف محذوف ہے جو دعا ہے یعنی بدعاء نبيك علامہ آلوسی صاحب بھی جب امام ابن تیمیہؒ کی طرف سے جواب دیتے ہیں تو لکھتے ہیں

واجاب عن الحديث بانه على حذف مضاف اے بدعاء او شفاعة نبيك ﷺ ففية جعل الدعاء وسيلة وهو جائز بل مندوب روح المعانى 126ج6

مفہوم :جواب اس حدیث کا یہ دیا ہے۔ کہ یہ بر حذف مضاف ہے جو دعاء یا شفاعت کا لفظ ہے۔ سو اس میں وسیلہ دعا کو بتایا گیا ہے جو جائز بلکہ مستحب ہے۔

ششم اور آخری مرتبہ یہ ہے کہ اس کے بعد یہ الفاظ ہیں اللهم فشفعه فیّ اے میرے اللہ اس پیغمبر کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ علامہ آلوسیؒ یوں لکھتے ہیں۔ والدليل على هذا التقدير قوله فى آخر الحديث اللهم فشفعه فیّ بل اوله ايضاً ما يدل على ذالك روح االمغانى 126ج6

﴿ترمذی کی حدیث اور شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق﴾

شاہ صاحبؒ نے اسی حدیث سے توسل بالدعاء مراد لیا ہے لکھتے ہیں۔ واما التوسل فى السلف فكان بان يدعو من يتوسل به فى حضرة اللّٰه كما توسلوا بالعباس فى عهد عمر الفاروقؓ واقول ان المذكورفى حديث الباب هو بيان التوسل المتعارف بين السلف فى حضرة الله تعالى الشذى 198ج2

دوم یہ کہ یہ رسول اللہ کا معجزہ تھا مستقل دعا نہ تھی ورنہ پھر سب نابینا یہی دعا مانگا کرتے تھے جیسے امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں ولو ان كل اعمى دعا بدعاء ذالك الاعمى وفعل كما فعل من الوضوء والصلوة بعد موت النبى ﷺ الى زماننا هذالم يوجد على وجه الارض اعمى صفحه 140كتاب الاستغاثة 131بحواله البصائر لمر شدى الشيخ القرآن محمد طابر رحمه اللّٰه.

(اگر یہ مستقل دعا ہوتی) اور ہر نابینا اسی نابینا کی طرح باوضو ہو کر نماز پڑھتا اور دعا مانگتا تو عہد رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک پھر کوئی بھی شخص نابینا نہ رہتا۔ مگر یہ تو معجزہ تھا اس لئے تو بعض محدثین اس حدیث کو معجزات کے باب اور دلائل النبوت میں لاتے ہیں۔ جیسے حافظ ابن کثیرؒ نے البداية والنهاية 299ج5 اور علامہ شبلی نعمانیؒ وسید سلیمان ندویؒ نے سیرۃ النبیؐ 348ج3 میں ذکر کیا ہے۔

سوم سبب اور جواب یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ہے۔ ابو جعفر اور یہ ابو جعفر ...... یا تو غیر خطمی ہے جیسے امام ترمذیؒ نے ذکر کیا ہے۔ وهو غير الخطمى ترمذی 198ج2 تو پھر ایسے ابو جعفر بہت سارے ہیں جن میں ایک ابو جعفر عبد اللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر الھاشمی ہے جیسے میزان الاعتدال للذهبی میں ہے۔ محدثین نے اس پر بہت سخت کلام اور جرح کیا ہے۔ امام مسلمؒ اپنی صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ کہ بعض احادیث نبویہ ایسے آدمیوں سے نقل تھیں جو تمام یا اکثر محدثین کے نزدیک متہم تھے جیسے عبد اللہ بن المسور ابو جعفر المدائنی یہ ان لوگوں میں سے ہے۔ جن پر احادیث گھڑنے اور وضع کرنے کی تہمت لگی ہوئی ہے۔ مقدمہ امام مسلم کی عبارت کچھ اس طرح ہے فا ما ما كان منها عن قوم هم عنداهل الحديث متهمون او عندالاكثر فلسنا نتشاغل بتخريج حديثهم كعبدالله بن مسور ابى جعفر المدائنى .... ممن اتهم لوضع الاحاديث و توليد الاخبار۔

مقدمہ صحیح مسلم صفحہ 5 اور امام نوویؒ کہتے ہیں۔ یہ ابو جعفر عبد اللہ بن مسور المدائنی ہے۔ وہ ابو جعفر جس کا ذکر کتاب کے اول میں موضوعی اور ضعیف احادیث گھڑنے میں ہو چکا۔ نووی شرح مسلم صفحہ 17ج1

maktabatulishaat.com

وقال رجلان تحابافی اللہ یعنی شیخ القرآن مولانا محمد طاہر اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب

حضرت شیخ محمد طاہر پنج پیری رحمہ اللہ عبداللہ بن المسور کے بارے میں آئمہ کرام کی جرحہ
یوں نقل کرتے ہیں۔

قال احمد وغیرہ ۔ احادیثہ موضوعۃ کذا فی المیزان امام احمد وغیرہ کہتے ہیں
اس کے احادیث موضوع ہیں۔اس طرح کا بیان امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں کیا ہے امام نسائی
اور دارقطنی کہتے ہیں یہ متروک ہے۔ یعنی اس کی احادیث ترک کی گئی ہیں۔اور امام مسلمؒ نے
صحیح میں کہا ہے کہ یہ احادیث گھڑا کرتا تھا۔البصائر للمتوسلین باھل المقابر138

ضیغم پنجاب شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب لکھتے ہیں

امام مسلم بن حجاج ابو جعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔کعبد اللہ بن
مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث وتولید الاخبار (خطبہ صحیح
مسلم صفحہ 5) اسی طرح صفحہ 16 پر فرماتے ہیں ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث
کلام حق ولیست من احادیث النبی ﷺ امام نووی فرماتے ہیں ابو جعفر مداینی ان
ضعیف راویوں میں سے ہے۔جو جھوٹی حدیثیں بتاتے ہیں امام ابو جعفر ھذا ھو عبداللہ مسور
المدائنی ابو جعفر تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء۔ الواضعین (شرح مسلم
صفحہ 17ج1

امام ذھبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں۔امام احمد بن حنبلؒ
فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبدالرحمان بن
مھدی ہمیں عبداللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ
عبداللہ بن مسور متروک الحدیث ہے امام رقبہ کہتے ہیں۔کہ اس نے آنحضرت ﷺ پر بہت سی
حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبداللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابو جعفر الھاشمی المدائنی
وضع احادیث علی رسول اللہ ﷺ قال احمد ترکت انا حدیثہ وکان ابن مھدی لا

maktabatulishaat.com

یحدثنا عنہ وقال النسائی والدار قطنی متروک میزان الاعتدال صفحہ504ج 2
جواہر القرآن صفحہ 635ج2

اصل الصنوان یعنی شیخ المشائخ مولانا حسین علی نوراللہ مرقدھم نے بھی اس حدیث اور
اس راوی پر کلام کیا ہے۔من شاء فلیرا جع الی بلغۃ الحیران 337ایک دوسرا ابو جعفر ہے
جس کا نام عیسی بن ابی عیسیٰ ماھان ابوجعفر الرازی التمیمی ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے اور
محدثین کا اس پر کلام ہے.امام نسائیؒ لکھتے ہیں۔ابو جعفر الرازی لیس با لقوی فی الحدیث
نسائی صفحہ 255ج1ابو جعفر الرازی احادیث میں غیر قوی ہے۔

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ صاحب لکھتے ہیں۔جو ابو جعفر غیر خطمی ہے۔ تو یہ
احادیث میں قوی نہیں ہے جیسے حافظ صاحب تقریب (413) میں کہتے ہیں اس طرح نسائی
صفحہ 455میں بھی ہے۔ یہ عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ ماھان ابوجعفر الرازی التمیمی ہے اس سے
معراج کی حدیث مروی ہے جس میں الفاظ منکرہ ہیں۔کاشف میں ہے کہ نسائی نے کہا ہے لیس
بالقوی اور خلاصہ میں ہے کہ فلاں نے کہا ہے۔کہ اس کا حافظہ خراب تھا۔اسی طرح کا بیان
تقریب صفحہ 413میں بھی ہے۔

باجود اس کے کہ روایت کرنے میں یہ اکیلا ہے۔اور یہ عظیم واقعہ اس کے علاوہ کسی اور نے
نقل نہیں کیا ہے......ایک قوم نے اس کی توثیق کی ہے اور باقی نے اس کی تضعیف کی ہے اور اس کے
حافظہ یاذداشت اور ضبط پر کلام کیا ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں۔یہ مشاہیر سے منکر روایات نقل کرنے میں منفرد ہے۔اس کی حدیث
سے استدلال مجھے حیرت میں نہیں ڈالتا مگر جو یہ ثقات سے نقل کرے۔ابن معین نے کہا ہے اس کی
حدیثیں لکھی جائیں گی لیکن یہ متھم ہے۔ابو ذرعہ کہتے ہیں شیخ یھم کثیرا ۔ امام احمد بن حنبلؒ
فرماتے ہیں لیس بالقوی فی الحدیث ووھن امرہ النسائی ۔ابو حاتم اور بن المدینی اور بعض
دیگر نے اسکی توثیق کی ہے سو اس کا حکم ضعف اور قوت ترک وقبول کے مابین دائر ہوا۔فالقبول فی
ما وافق الثقات ۔ سو اس کی وہ روایت جو ثقات سے موافق ہو قبول کی جائے گی جیسے ابن حبانؒ نے
اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔البصائر صفحہ 136......138

محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں...... **قالا** کثرون علی ضعفہ قال الذھبی فی المیزان۔
عیسی بن ابی عیسی ما ھان الرازی صالح الحدیث۔ صیانۃ الانسان صفحہ 120

قال ابن معين ثقة وقال احمد والنسائی لیس بالقوی ۔ وقال ابو حاتم صدوق وقال ابن المدینی ثقه کان یخلط ۔ وقال مرة یکتب حدیثه الا انه یخطئی وقال الفلاس سئی الحفظ وقال ابن حبان ینفرد بالمناکیرعن المشاهیر ۔ وقال ابوزرعه یهم کثیرا وروی حاتم بن اسماعیل وهاشم ابو النضر وحجاج بن محمد وغیره عن ابی جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیة عن ابی هریرة او غیره عن النبی ﷺ حدیثا طویلا فی المعراج فیه الفاظ منکرة ...... صیانة الانسان صفحه126

﴿حضرت مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں﴾

وقال فی التقریب لعله ابو جعفر الرازی ونص النسائی فی صحیحه فی صفحه255بان ابا جعفر الرازی ضعیف ۔ بلغة الحیران337

اور سوم ابو جعفر انصاری موذن ہے اور یہ مجہول ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی اس کے بارے میں کہتے ہیں اس نے روایت کی ہے ابو ہریرہؓ سے اور اس سے روایت کی ہے یحیٰ بن ابی کثیر نے۔ امام ترمذیؒ کہتے ہیں لا یعرف اسمه یعنی یہ مجہول ہے۔ پھر ابن حجرؒ لکھتے ہیں میں کہتا ہوں عبداللہ بن عبدالرحمان الدارمی نے کہا ہے کہ یہ ابو جعفر انصار میں سے ایک آدمی تھا اس پر جزم کیا ہے ابن قطان نے بھی اور کہا ہے۔ انه مجهول یہ مجہول ہے۔ ابن حبان اپنے صحیح میں لکھتا ہے کہ یہ محمد بن علی بن حسین ہے لیکن میں کہتا ہوں یہ بات درست نہیں کیونکہ محمد بن علی بن الحسین موذن نہیں تھا۔ دوم یہ کہ ابو جعفر کی ابو ھریرہؓ سے چند احادیث کی سماع کی تصریح کی گئی ہے جبکہ محمد بن علی بن الحسین نے ابو ھریرہؓ کا زمانہ نہیں پایا اس لئے معلوم ہوا کہ یہ ابو جعفر کوئی اور ہے محمد بن علی بن حسین نہیں ہے تھذیب التھذیب صفحہ 55ج12

اس کے علاوہ بھی بعض ابو جعفر ہیں جن میں سے بعض ثقہ اور بعض ضعیف ہیں۔ ابن حجرؒ نے تھذیب التھذیب میں ان کے تراجم صفحہ 55......59ج12 میں نقل کیے ہیں۔

قارئین یہ تھا حال حدیث اعمیٰ کا جس سے ہمارے مخالفین بڑے زور وشور کے ساتھ استدلال کرتے ہیں۔ جو فی الحقیقت ظنوا الورم السمین ہے

﴿تحقیق حدیث اللّٰهم انی اسألك بحق السائلین علیك﴾

موصوف سوات استاد آگے توسل بالذوات الفاضلہ کے اثبات میں یہ حدیث ذکر کرتا ہے مگر اپنی جہالت اور تلبیس کا پورا حق ادا کرتے ذکر کرتا ہے۔ حوالہ مشکوٰۃ کا بغیر صفحہ بتائے دیا ہے حالانکہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں کہیں بھی نہیں۔ یہ ہوئی موصوف کی خیانت اور تلبیس اور جہالت کا اندازہ حدیث کے معنی سے لگایئے اللهم انی اسألك بحق السائلین کا ترجمہ یوں کرتا ہے۔ اے خدا میں تجھ سے سائلین کے اس خاطر پر سوال کرتا ہوں جو تجھ پر ہے۔ صفحہ 21

یہ صریح غلط معنیٰ ہے کیونکہ حق بمعنی خاطر کہیں نہیں آیا ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ ہے کہ ذات اور صفت میں فرق تک نہیں کر سکتا۔ موصوف کا مقصد اثبات توسل بالذوات الفاضلہ ہے۔ جس کے لئے یہ حدیث پیش کرتا ہے لہذا حق تو وصف ہے ذات نہیں ذات تو سائلین ہے۔ سو موصوف سرے سے اپنی ہی بات پر خود نہیں سمجھتا۔

قارئین کرام! یہ حدیث ابن ماجہ باب المشی الی الصلواۃ صفحہ 56 میں ہے اور امام ابو بکر بن السنیؒ نے عمل الیوم واللیلة باب مایقول اذا خرج الی الصلوة صفحه40 میں نقل کیا ہے میں اس حدیث کی دو طرح سے جواب دیتا ہوں۔

اول قطع نظر اس کے کہ اس حدیث مذکور کی سند پر محدثین کا کلام ہے۔ معنی حدیث کا درست ہے کہ اس حدیث میں حقیقتاً اللہ کے وعدے پر توسل ہے حدیث کا معنی ومفہوم یہ ہے۔

سائلین کا ایک حق ہے جس کا اللہ نے اپنی ذات اقدس پر تفضلاً واحساناً التزام کیا ہے۔ کہ جب یہ مجھ سے سوال کریں گے تو میں اسے قبول کروں گا۔ ارشاد ربانی ہے۔ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة الداع اذا دعان الایة بقره 186 جب تم سے اے حبیب! میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ مانگنے والا جب مجھ سے مانگتا ہے تو میں قبول کرتا ہوں۔ سو یہ اللہ پاک کا وعدہ ہے اور بنابر ان الله لا یخلف المیعاد ال عمران 9 ولن یخلف الله وعده حج 47 انك لا تخلف المیعاد ال عمران 197 ومن اوفی بعهده من الله ۔ الایه توبه 111 اب یہ بات کہ اے اللہ! میں تجھ سے سائلین کے اس حق کی وجہ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے فضل واحسان کے طور پر اپنے اوپر لازم کیا ہے۔ یہ اللہ کے وعدے پر توسل ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے سنداً یہ حدیث کمزور ہے اس

maktabatulishaat.com

کے راویوں میں سے ابو جہم فضیل بن الموفق نامی ایک راوی ہے جس کے بارے میں محدثین یہ کلام کرتے ہیں۔ امام ابو حاتم کا قول ابن حجر عسقلانیؒ اس کے بارے میں نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قال ابو حاتم کان شیخا صالحاً ضعیف الحدیث ،، تہذیب التہذیب 288ج8 یہ تھے تو نیک آدمی مگر حدیث میں کمزور تھے۔ اس میں دوسرا راوی فضل بن مرزوق الرواسی کوفی ہے بعض نے اس کی توثیق کی ہے مگر اکثر محدثین اس کی تضعیف کرتے ہیں عبدالخالق بن منصور ابن معین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صالح الحدیث ہے مگر اس کے ساتھ کٹر شیعہ بھی ہے۔ الا انہ شدید التشیع احمد کہتا ہے۔ میرے علم میں یہ ایک بہتر آدمی ہے۔ ابن ابی حاتم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ صالح الحدیث اور سچا آدمی ہے مگر یھم کثیرا بہت وہم کرتا ہے۔ اس کی احادیث لکھی جائے گی میں (ابن ابی حاتم) نے پوچھا ان احادیث سے استدلال کیا جائے گا بولے نہیں قلت یحتج بہ قال لا۔ اور امام نسائیؒ کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ تھذیب التھذیب 299ج8 ابن حجرؒ کہتے ہیں مسعودؒ نے حاکم سے روایت کی ہے کہ یہ صحیح کی شرط پر پورا نہیں اترتے اور اس کی حدیث نقل کرنے کی وجہ سے امام مسلم کو الزام دیا گیا۔ ابن حبان کہتے ہیں۔ کہ یہ ثقات میں سے ہے مگر غلطی کرتے ہیں اور الضعفاء میں لکھتا ہے۔ کہ یہ ثقات سے روایت میں غلطی کرتے ہیں۔ اور عطیہ سے موضوعی روایات نقل کرتے ہیں۔ امام عجلیؒ کہتے ہیں۔ یہ جائز الحدیث اور سچے ہیں اور اس میں شیعیت ہے۔ امام احمدؒ کہتے ہیں ممکن نہیں کہ یہ عطیہ کے سوا کسی اور سے حدیث نقل کرلے۔ تھذیب التھذیب 300ج8 اس حدیث میں تیسرا راوی عطیہ بن سعد بن جنادۃ العوفی الجدلی القسی الکوفی ہے۔ امام مسلم بن الحجاج کہتے ہیں۔ جب امام احمد بن حنبلؒ کے جناب میں عطیہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا احادیث میں ضعیف ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ عطیہ امام کلبیؒ کی خدمت میں پیش ہوتے تھے ان سے تفسیر میں سوالات پوچھتے تھے۔ اور انہیں (امام کلبی کو) ابو سعید (خدریؓ) پکارتے تھے اور پھر کہتے ابو سعید نے یہ فرمایا ہے لوگوں کو خیال گزرتا کہ ابو سعید خدریؓ مراد ہے۔ حالانکہ یہ تدلیس کرتے اور ھیشم اس کی حدیث کو ضعیف کہتے امام ابو زرعہؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ لین (الحدیث) تھے۔ امام ابو حاتم کہتے ہیں۔ کہ یہ ضعیف ہیں اس کی احادیث لکھی جائیں گی امام نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن عدیؒ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ ضعیف ہے اس کی احادیث لکھی جائیں گی۔ اور یہ کوفی شیعوں میں شمار ہوتے تھے۔ ابن حبان نے الضعفاء میں لکھا ہے۔ ...... ان کی احادیث کی لکھائی صرف بطور تعجب کے جائز ہے...... اور امام ابو داؤد نے کہا ہے یہ معتمد

maktabatulishaat.com

نہیں اور امام ابو بکر البزازؒ لکھتے ہیں یہ شیعوں میں سے سمجھے جاتے تھے۔ اور ساجی کہتے ہیں کہ یہ لیس بحجۃ ہے یہ حضرت علیؓ کو خلفائے اربعہ پر مقدم سمجھتے تھے

تھذیب التھذیب 23-226ج7 امام یحیٰ بن شرف النوویؒ نے اپنی کتاب الاذکار میں لکھا ہے۔ "وعطیۃ ایضاً ضعیف۔ الاذکار 32 عطیہ بھی ضعیف ہے۔

حافظ تقریب میں لکھتے ہیں۔ "عطیہ سچا ہے بہت غلطی کرتا ہے اور یہ تدلیس کرنے والا شیعہ ہے صفحہ 9 بحوالہ البصائر للشیخ پنج پیر صفحہ 162

علامہ روح المعانی اس روایت کے بعد لکھتے ہیں ففی سندہ العوفی وفیہ ضعف روح المعانی 127ج6 اس کی سند میں عطیہ عوفی ہے۔ جو کمزور ہے۔

جناب یہ ہے حال اس حدیث کے راویوں کا جن پر محدثین سخت کلام کرتے ہیں کوئی ضعیف ہیں کوئی شیعہ ضعف تو درکنار تدلیس پر متھم ہیں جو محدثین کے نزدیک زنا سے بھی گناہ میں اکبر ہے۔ امام شعبہؒ فرمایا کرتے تھے الزنا اھون من التدلیس شرح مسلم للنوویؒ 123ج1

یہ روایت ایک دوسری سند سے بھی ذکر ہے جس کو الامام الحافظ محی الدین یحی بن شرف النوویؒ نے الاذکار میں لکھا ہے پھر لکھتے ہیں۔ یہ ایک ضعیف حدیث ہے اس لئے کہ اس میں ایک راوی وازع بن نافع العقیلی ہے۔ جو متفق علیہ ضعیف ہے اور یہ منکر حدیث ہے۔ الاذکار 33

فاطمہ بنت اسد کی حدیث پر کلام

موصوف سواتی استاد اپنی بات کے استدلال میں ایک اور حدیث پیش کرتا ہے کہ جب حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد وفات ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی مغفرت کے لئے یہ دعا فرمائی۔ اللھم اغفر لفاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک وبحق الانبیاء من قبلی انک ارحم الرحمین صفحہ 21

یہاں بھی موصوف حسب سابق اپنی روایت اور روش بر قرار رکھتا ہے نہ حدیث کی سند ذکر کرتا ہے۔ نہ کتاب کا حوالہ دیتا ہے یہ اس لئے کہ ایک تو عوام کو اس کی اس قسم کی باتیں وزنی معلوم ہوں گی کہ وہ (عوام) صحت وغیر صحت کی تمیز نہیں کر سکتے اور دوم خواص (علماء) کو اس کے جھوٹ کے پلندے اور ابھام کا جواب مشکل ہو جائے۔ مگر یہ موصوف کی خام خیالی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ وقتاً فوقتاً ھر فرعون کے لئے موسیٰ پیدا فرماتا اور احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے ایسے رجال پیدا فرماتا

ہے جو باطل پرستوں کے سب دجل وفریب کو تار تار کر کے سنت انبیاء زندہ کر کے دونوں جہانوں کی سرخروئی حاصل کر لیتے ہیں. فجزاهم الله احسن الجزاء آمين . یہ حدیث ابو قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی نے ذکر کی ہے جو 260ھ میں عکاء گاؤں ملک شام میں پیدا ہوئے تھے ان کی عمر تقریباً سو سال تھی انہوں نے تین معاجم لکھیں ہیں۔ جو معجم کبیر معجم اوسط اور معجم صغیر کے ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ مگر یہ تینوں معاجم مشحونة بالمنكرات منکر احادیث سے پر ہیں۔ یہی شیخ القرآن محمد طاہرؒ نے بھی کہا ہے البصائر صفحہ 154-155

خلق　الله　للحروب　رجالا

ورجالا　لكسعة　وثريد

حضرت شیخ علیہ شأبیب الرحمۃ والغفران چند طریقوں سے اس کا جواب دیتے ہیں یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے ایک حضرت انسؓ سے اور دوسری حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں بحق نبیک اور بحق الانبیاء کی زیادۃ سرے سے موجود نہیں باوجود اس کے کہ اس کی سند میں جہالت بھی ہے۔ دوم حضرت انسؓ کی سند میں روح بن صلاح المصری ایک متکلم فیہ شخص ہے۔ دارقطنی نے کہا ہے ضعیف الحدیث ہے ابن ماکولاؒ کہتے ہیں کہ محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی کئی احادیث منکر ہیں جیسے کہ لسان المیزان صفحہ 466 ج 3 میں کہا گیا ہے خلاصہ مطلب البصائر للمتوسلين باهل المقابر صفحہ 154-155 حضرت مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ نے بھی صيانة الانسان صفحہ 123 میں ابن عدی سے روح بن صلاح المصری کا ضعف نقل کیا ہے۔

محدثین کی نظروں میں معاجم ثلاثہ کا مقام

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔ لیکن محققین اہل حدیث نے فرمایا ہے کہ ان میں منکرات بہت ہیں بستان المحدثین اردو صفحہ 87

حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام کے توسل کی حدیث پر کلام

موصوف توسل بالذوات الفاضلہ کے استدلال میں اپنے رسالہ کی صفحہ 23 پر وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ ہیں کہ آدمؑ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو وسیلہ کر کے اپنی غلطی

maktabatulishaat.com

بخشوائی تھی۔

قارئین محترم! اس کا جواب میں چند طریقوں سے دیتا ہوں آپ برائے خدا بنظر غائر پڑھ کر حق کی متابعت کریں۔ اول یہ کہ یہ حدیث نص قرآنی کے خلاف ہے۔ قرآن حضرت آدمؑ کی مغفرت کا سبب چند کلمے بتاتا ہے۔ فتلقى آدم من ربه كلمات فتاب عليه الاية بقره 37 وہ کونسے کلمے تھے جنہیں وظیفہ کر کے آدمؑ کی تقصیر معاف فرمائی گئی؟ قرآن کریم اس کی تفصیل بھی بتاتا ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين اعراف 23

موصوف کا زعم ہے کہ میں نص قرآنی کے مقابلے میں انتہائی ضعیف حدیث پیش کر کے اپنا مسئلہ ومدعا ثابت کر لوں گا۔ اور داو علم بھی۔ مگر یہ اس کی سعی لاحاصل ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بفضلہ تعالیٰ ہر معاشرہ میں اب بھی کچھ لوگ ضرور ایسے ہوتے ہیں جو کھرا اور کھوٹا حق اور باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔

یہ حدیث مستدرک نے ذکر کی ہے۔ اور حاکم مستدرک بذات خود شیعہ ہے وہ مستدرک میں ضعیف روایات کو صحیح کہتا ہے۔ امام ذہبیؒ اس کے بارے میں یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔ حاکم ابو عبداللہ الحافظ صاحب تصانیف اور سچا آدمی ہے لیکن اپنی مستدرک میں ضعیف احادیث کی تصحیح بہت کرتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات اس پر کیوں پنہاں ہے اس لئے کہ یہ نا سمجھ نہیں اور اگر سمجھتا ہو تو پھر تو بہت بڑی خیانت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مشہور شیعہ بھی ہے البتہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے تعرض نہیں کرتا۔

ابن طاہرؒ کہتے ہیں میں نے ابو اسماعیل انصاری سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام فی الاحادیث ہے مگر پلید رافضی بھی ہے میں نے کہا اللہ انصاف پسند فرماتا ہے یہ رافضی نہیں صرف شیعہ ہے۔

نوٹ: شیعوں میں جو ابوبکرؓ وعمرؓ سے بیزاری کا اظہار کریں اور ان پر سب وشتم کریں اور علیؓ کے خلیفہ بلا فصل کے قائل ہوں رافضی کہلاتے ہیں اور بصورت دیگر صرف شیعہ (عبدالمقدس)

الامام الحافظ ابن حجر ماسبق بیان کے بعد لکھتے ہیں حاکم بہت قابل عزت ہے ان کا بہت بڑا حصہ ہے اس سے بہت بڑے ہیں کہ ان ذکر کا ضعفاء میں ہو مگر جو لوگ ان کی تضعیف کرتے ہیں وہ عذر پیش کرتے ہیں کہ وہ مستدرک کی تصنیف کے وقت بہت عمر رسیدہ تھے دلیل اس کی یہ ہے

کہ انہوں نے اپنی کتاب الضعفاء میں ایک جماعت ذکر کی ہے اور ان سے ترک روایت کا فیصلہ دیا ہے اور ان پر استدلال سے بھی منع فرمایا ہے اور پھر خود ہی اسی جماعت کے چند آدمیوں سے اپنی مستدرک میں چند احادیث روایت کی ہیں جس میں سے ایک حدیث عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی ہے حالانکہ مذکور راوی کے بارے میں الضعفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ اپنے والد سے موضوعی احادیث روایت کرتا ہے امام ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ بے شک مستدرک میں کئی احادیث ایسی ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں اترتیں۔ بلکہ موضوعی ہیں جن سے مستدرک عیبناک ہوئی ہے۔

۔۔۔۔۔ ابن طاہرؒ کہتے ہیں۔ کان شدید التعصب للشیعۃ شیعوں کے لئے کافی تعصب سے کام لیتے تھے۔ خلاصہ مطلب البصائر للمتوسلین باھل المقابر صفحہ 176-177 للشیخ محمد طاہر رحمہ اللہ

عزیز قارئین! بات چل رہی تھی حضرت آدمؑ کے توسل کی نبی آخر الزمانؐ والی حدیث پر اس حدیث میں ایک راوی یہی عبدالرحمان بن زید بن اسلم ہے۔ جس پر خود حاکم نے جرحہ کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے موضوعی احادیث بیان کرتا ہے۔ اور پھر خود ہی اسی کی روایت سے مستدرک میں حدیث لاتا ہے تو یہ نہ صرف تعجب خیز ہے بلکہ والتی نقضت غزلها کے مترادف بھی ہے۔ عبدالمقدس۔

امام ذہبیؒ اپنی تعلیق میں مستدرک پر،، کہتے ہیں انہ حدیث موضوع مکذوب البصائر صفحہ 177 حضرت شیخ مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کے شیخ مولانا عبدالغنی انجاح الحاجۃ میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے۔ البصائر 128 امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں یہ ان من گھڑت احادیث میں سے ہے۔ جن پر دلائل احکام میں سوائے جاھل کے کوئی بھی شخص ایک حکم شرعی کی بنا نہیں کرتا۔ کتاب الاستغاثۃ صفحہ 60 مزید لکھتا ہے کہ اس حدیث کے لئے کوئی اصل نہیں صفحہ 264 البصائر صفحہ 177

امام ابن تیمیہؒ کا کلام اور امام حاکم کا مقام

امام ابن تیمیہؒ اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں ۔ حالانکہ حاکم کا اس روایت کو بیان کرنا سخت قابل مواخذہ ہے کیونکہ خود اس نے کتاب المدخل میں صراحت کر دی ہے کہ عبدالرحمان بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے موضوعی احادیث روایت کی ہیں۔ یہ عبدالرحمان بن زید بن اسلم

maktabatulishaat.com

باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ بہت غلطیاں کرتا ہے احمد بن حنبلؒ ابو زرعہؒ ابو حاتم، نسائی، دار قطنی وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے ابو حاتم بن حبان کا قول ہے کہ حدیث نادانستہ مقلوب کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ بکثرت مرسل حدیثیں مرفوع بنا دی ہیں اور موقوف متصل اسی وجہ سے اس کا مقام گر گیا ہے۔ الوسیلہ اردو مترجم صفحہ 144

محمد بشیر سھسوانی کہتے ہیں

امام ذہبیؒ نے میزان میں لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مسلم ابو الحارث الفہری نے اسماعیل بن قعنب سے اس نے عبدالرحمان زید بن اسلم سے ایک باطل حدیث روایت کی ہے۔ ''خبراً باطلاً،، جس میں یہ الفاظ ہیں یا آدم لو لا محمد ما خلقتك اے آدم! اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا ۔ اس کی روایت امام بیہقی دلائل النبوۃ میں کی ہے۔ اور مجمع الزوائد میں ہے اس کی روایت طبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں کی ہے وفیه من لم اعرفهم اس میں وہ لوگ ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ اھ

الصارم المنکی میں ہے۔ مجھے اس (مصنف) سے تعجب ہے یہ کس طرح عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی حدیث کی تصحیح میں امام حاکم کی تقلید کرتے ہیں وہ حدیث جو توسل میں نقل ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف آدمؑ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے لو لا محمد ما خلقتك ۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں سرے سے تجھے پیدا ہی نہ کرتا باوجود اس کے کہ یہ حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ ثابت بلکہ اس کی سند انتہائی کمزور اور ضعیف ہے بعض آئمہ کرام نے اس حدیث پر موضوعی کا فیصلہ دیا ہے۔ صیانۃ الانسان صفحہ 129

سھسوانیؒ نے اس پر ایک طویل اور تحقیقی کلام کیا ہے۔ ومن اراد التفصیل فلینظر ثمه

عزیز مسلمان بھائیو! یہ تو تھے موصوف کے دلائل جو اسس بنيانه على شفاجرف هار فانهار به کے مترادف ہیں سب کے سب یا تو ضعیف منکر اور من گھڑت ہیں یا پھر وہ جن کے راوی شیعہ ہیں اس کے علاوہ موصوف کی جولی میں اور ہے کیا؟ مگر تعجب تو اس پر ہے کہ پھر بھی

ببانگ دراز بجنگ آمدہ است ع

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

صاوی کی عبارت سے استدلال اور جواب

موصوف کی صفحہ 24 کی عبارت کا صرف مطلب پیش کرتا ہوں صاوی نے لا تدع مع الله الهاً آخر کی تفسیر میں لکھاہے۔ کہ حاجت طلبی خواہ زندہ سے ہو یا مردہ سے اسے شرک کہنا جہالت ہے کہ یہ اسباب ہیں سواس دلیل کے بناء پر اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ صفحہ 24

ثبوت جہالت

موصوف سوات استاد کی اس جہالت پر جتنی ہی واویلا کی جائے کم ہے۔ موصوف صاوی کے قول کو دلیل قرار دیتا ہے۔ جبکہ دلائل شرعیہ صرف چار ہیں۔

1 : قرآن

2 : سنت

3 : اجماع اور

4 : قیاس متوخر الذکر دونوں دلائل قرآن وسنت میں مندرج ہیں صرف یہی نہیں بلکہ سنت بھی اس لئے دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے وما ینطق عن الهوای ان هوالا وحی یوحی ومن یطع الرسول فقد اطاع الله وغیرہ

موصوف بقول شاعر ؎

دریا کو اپنی موج وطغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

فقط اپنی بات ثابت کرنے سے کام ہے بھلے سچ سے ہو یا جھوٹ سے ضعیف یا موضوع حدیث سے ہو یا غیروں کی روایت سے ہو یہاں تک کہ وہ بعض اوقات یہ بھی نہیں دیکھتا کہ آیت قرآنی یا دیگر عبارت کے اصل الفاظ کیا ہیں اس کی مثالیں قارئین پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں یہاں بھی موصوف نے جو آیت پیش کی ہے اس میں غلطی کی ہے یہ آیت قرآن میں دو جگہ ارشاد ہوئی ہے ایک سورۃ الشعراء 123 فلا تدع مع الله الها آخر فتکون من المعذبین دوم سورہ قصص میں ولا تدع مع الله الها آخر لا اله هو الایه۔

اب اگر موصوف نے پہلی آیت پیش کی ہو تو اس میں سے "فا،، حذف کی ہے اور اگر دوم ت ہو تو اس میں "و،، ہٹایا ہے جو ناجائز ہے دوم یہ کہ آیت کریمہ میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ ، سوا کسی اور کو (شدائد ومصائب میں) مت پکارو ورنہ مستحق عذاب بن جاؤ گے۔ مگر موصوف کہتا . کہ ناصاحب اس سے کسی منکر اور جاھل کو انکار ہو سکتا ہے۔

1 : ہم کہتے ہیں کہ حاجت یا امداد کسی زندہ انسان سے جب اس کا بس چلے طلب کرنا کوئی برا نہیں اور نہ اس میں کسی کو شک ہے جیسے موسیٰ سے اپنی قوم مطالبہ کرتی ہے یا موسی ادع لنا ربك بما عهد عندك الایه اعراف 134 یا ذی القرنین قوم سے کہتے ہیں فاعینونی بقوة کهف 95 یعنی اسباب کے ساتھ میری دست گیری کیجئے۔ اس طرح عیسیٰ علی الاعلان فرماتے ہیں من انصاری الی الله ال عمران 52 یعنی اللہ کے دین کے لئے کون میرا مددگار بنتا ہے۔ یا عکاشہ بن محصنؓ رسول اللہ سے کہتے ہیں کہ میرے لئے سوال فرماتا کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائے ادع الله ان یجعلنی منهم الحدیث مشکواة 452

2 : ہاں کسی زندہ انسان سے اس شے میں جو اس کے بس میں نہ ہو۔ امداد طلب کرنا منع اور حرام ہے مثلاً یا فلان! مجھے اولاد یا مال عطا کر یا میری عمر بڑھا۔

3 : رہی بات کسی مردے سے طلب کرنے کی کہ کوئی اس کی قبر کے پاس کھڑا ہو جائے اور کہہ دے مجھے شفا عطا کر یا میری فلاں گم شدہ چیز واپس دلا۔ یا میری عسرت کو لات مار یہ سب صریح شرک ہے اسے شرعی وسیلہ کہنا باطل پرستوں کا کام ہو سکتا ہے کسی مسلمان موحد کا ہرگز نہیں آگے علامہ روح المعانی کی عبارت بمع وضاحت گزر گئی ہے۔ مگر بمناسبت موقع ومحل وہی عبارت بمع مختصر مطلب پھر قارئین کی پیش خدمت ہو۔

علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں

والثانی ان الناس قد اکثر وامن دعاء غیر الله تعالی من الاولیاء الا حباء منهم والاموات وغیرهم مثل یا سیدی فلان اغثنی ولیس ذالك من التوسل المباح فی شئی واللائق بحال المومن عدم التفوه بذالك وان لا یحوم حول حماه وقد عده اناس من العلماء شرکاو ان لا یکنه فهو قریب منه ولا اریٰ احدا ممن یقول ذالك الا

maktabatulishaat.com

کہ انہوں نے اپنی کتاب الضعفاء میں ایک جماعت ذکر کی ہے اوران سے ترک روایت کا فیصلہ دیا ہے اور ان پر استدلال سے بھی منع فرمایا ہے اور پھر خود ہی اسی جماعت کے چند آدمیوں سے اپنی مستدرک میں چند احادیث روایت کی ہیں جس میں سے ایک حدیث عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی ہے حالانکہ مذکور راوی کے بارے میں الضعفاء میں لکھتے ہیں کہ یہ اپنے والد سے موضوعی احادیث روایت کرتا ہے امام ذہبیؒ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ بے شک مستدرک میں کئی احادیث ایسی ہیں **جو صحت کی شرط پر** نہیں اترتیں۔ بلکہ موضوعی ہیں جن سے مستدرک عیبناک ہوئی ہے۔

••••• ابن طاہرؒ کہتے ہیں۔ کان شدید التعصب للشیعة شیعوں کے لئے کافی تعصب سے کام لیتے تھے۔ خلاصہ مطلب البصائر للمتوسلین باھل المقابر صفحہ 176-177 للشیخ محمد طاہر رحمہ اللہ

عزیز قارئین ! بات چل رہی تھی حضرت آدمؑ کے توسل کی نبی آخر الزمانؐ والی حدیث پر اس حدیث میں ایک راوی یہی عبدالرحمان بن زید بن اسلم ہے۔ جس پر خود حاکم نے جرح کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے موضوعی احادیث بیان کرتا ہے۔ اور پھر خود ہی اسی کی روایت سے مستدرک میں حدیث لاتا ہے تو یہ نہ صرف تعجب خیز ہے بلکہ والتی نقضت غزلها کے مترادف بھی ہے۔ عبدالمقدس۔

امام ذہبیؒ اپنی تعلیق میں مستدرک پر،، کہتے ہیں انه حدیث موضوع مکذوب البصائر صفحہ 177 حضرت شیخ مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے شیوخ کے شیخ مولانا عبدالغنی انجاح الحاجة میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے۔ البصائر 128 امام ابن تیمیہؒ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں یہ ان من گھڑت احادیث میں سے ہے۔ جن پر دلائل احکام میں سوائے جاہل کے کوئی بھی شخص ایک حکم شرعی کی بنا نہیں کرتا۔ کتاب الاستغاثہ صفحہ 60 مزید لکھتا ہے کہ اس حدیث کے لئے کوئی اصل نہیں صفحہ 264 البصائر صفحہ 177

امام ابن تیمیہؒ کا کلام اور امام حاکم کا مقام

امام ابن تیمیہؒ اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں ۔ حالانکہ حاکم کا اس روایت کو بیان کرنا سخت قابل مواخذہ ہے کیونکہ خود اس نے کتاب المدخل میں صراحت کر دی ہے کہ عبدالرحمان بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے موضوعی احادیث روایت کی ہیں۔ یہ **عبدالرحمان بن زید بن اسلم**

باتفاق محدثین ضعیف ہے۔ بہت غلطیاں کرتا ہے احمد بن حنبلؒ ابو زرعہؒ ابو حاتم، نسائی، دار قطنی وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے ابو حاتم بن حبان کا قول ہے کہ حدیث نادانستہ مقلوب کر دیا کرتا تھا۔ چنانچہ بکثرت مرسل حدیثیں مرفوع بنادی ہیں اور موقوف متصل اسی وجہ سے اس کا مقام گر گیا ہے۔ الوسیلہ اردو مترجم صفحہ 144

محمد بشیر سھسوانی کہتے ہیں

امام ذہبیؒ نے میزان میں لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مسلم ابو الحارث الفھری نے اسماعیل بن قعنب سے اس نے عبدالرحمان زید بن اسلم سے ایک باطل حدیث روایت کی ہے۔ ''خبراً باطلاً،، جس میں یہ الفاظ ہیں یا آدم لو لا محمد ما خلقتك اے آدم! اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا ۔ اس کی روایت امام بیہقی دلائل النبوة میں کی ہے۔ اور مجمع الزوائد میں ہے اس کی روایت طبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں کی ہے وفیه من لم اعرفهم اس میں وہ لوگ ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ اھ

الصارم المنکی میں ہے۔ مجھے اس (مصنف) سے تعجب ہے یہ کس طرح عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی حدیث کی تصحیح میں امام حاکم کی تقلید کرتے ہیں وہ حدیث جو توسل میں نقل ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف آدمؑ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے لو لا محمد ما خلقتك ۔ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں سرے سے تجھے پیدا ہی نہ کرتا باوجود اس کے کہ یہ حدیث نہ تو صحیح ہے اور نہ ثابت بلکہ اس کی سند انتہائی کمزور اور ضعیف ہے بعض آئمہ کرام نے اس حدیث پر موضوعی کا فیصلہ دیا ہے۔ صیانة الانسان صفحہ 129

سھسوانیؒ نے اس پر ایک طویل اور تحقیقی کلام کیا ہے۔ ومن اراد التفصیل فلینظر ثمه عزیز مسلمان بھائیو ! یہ تو تھے موصوف کے دلائل جو اسس بنیانه علی شفاجرف هار فانهار به کے مترادف ہیں سب کے سب یا تو ضعیف منکر اور من گھڑت ہیں یا پھر وہ جن کے راوی شیعہ ہیں اس کے علاوہ موصوف کی جولی میں اور ہے کیا؟ مگر تعجب تو اس پر ہے کہ پھر بھی

ببانگ دراز بجنگ آمده است
ع
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

maktabatulishaat.com

صاوی کی عبارت سے استدلال اور جواب

موصوف کی صفحہ 24 کی عبارت کا صرف مطلب پیش کرتا ہوں صاوی نے لا تدع مع الله الهاً آخر کی تفسیر میں لکھاہے۔ کہ حاجت طلبی خواہ زندہ سے ہو یا مردہ سے اسے شرک کہنا جہالت ہے کہ یہ اسباب ہیں سواس دلیل کے بناء پر اولیاءاللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ صفحہ 24

ثبوت جہالت

موصوف سوات استاد کی اس جہالت پر جتنی ہی واویلا کی جائے کم ہے۔ موصوف صاوی کے قول کو دلیل قرار دیتا ہے۔ جبکہ دلائل شرعیہ صرف چار ہیں۔

1 : قرآن

2 : سنت

3 : اجماع اور

4 : قیاس مئوخر الذکر دونوں دلائل قرآن وسنت میں مندرج ہیں صرف یہی نہیں بلکہ سنت بھی اس لئے دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے وما ینطق عن الهوای ان هوالا وحی یوحی ومن یطع الرسول فقد اطاع الله وغیره

موصوف بقول شاعر ؎

دریا کو اپنی موج وطغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

فقط اپنی بات ثابت کرنے سے کام ہے بھلے سچ سے ہو یا جھوٹ سے ضعیف یا موضوعی حدیث سے ہو یا غیروں کی روایت سے ہو یہاں تک کہ وہ بعض اوقات یہ بھی نہیں دیکھتا کہ آیت قرآنی یا دیگر عبارت کے اصل الفاظ کیا ہیں اس کی مثالیں قارئین پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں یہاں بھی موصوف نے جو آیت پیش کی ہے اس میں غلطی کی ہے یہ آیت قرآن میں دو جگہ ارشاد ہوئی ہے ایک سورۃ الشعراء 123فلا تدع مع الله الها آخر فتکون من المعذبین دوم سورہ قصص میں ولا تدع مع الله الها آخر لا اله هو الایه.

'' اب اگر موصوف نے پہلی آیت پیش کی ہو تو اس میں سے "فا،، حذف کی ہے اور اگر دوم آیت ہو تو اس میں "و،، ہٹایا ہے جو ناجائز ہے دوم یہ کہ آیت کریمہ میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو (شدائد و مصائب میں) مت پکارو ورنہ مستحق عذاب بن جاؤ گے۔ مگر موصوف کہتا ہے کہ ناصاحب اس سے کسی منکر اور جاھل کو انکار ہو سکتا ہے۔

1 : ہم کہتے ہیں کہ حاجت یا امداد کسی زندہ انسان سے جب اس کا بس چلے طلب کرنا کوئی برا نہیں اور نہ اس میں کسی کو شک ہے جیسے موسیٰؑ سے اپنی قوم مطالبہ کرتی ہے یا موسی ادع لنا ربك بما عهد عندك الایه اعراف 134یا ذی القرنین قوم سے کہتے ہیں فاعینونی بقوة کهف 95یعنی اسباب کے ساتھ میری دست گیری کیجئے۔ اس طرح عیسیٰؑ علی الاعلان فرماتے ہیں من انصاری الی الله ال عمران 52یعنی اللہ کے دین کے لئے کون میرا مددگار بنتا ہے۔ یا عکاشہ بن محصنؓ رسول اللہ سے کہتے ہیں کہ میرے لئے سوال فرما تا کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائے ادع الله ان یجعلنی منهم الحدیث مشکواة 452

2 : ہاں کسی زندہ انسان سے اس شے میں جو اس کے بس میں نہ ہو۔ امداد طلب کرنا منع اور حرام ہے مثلاً یا فلان ! مجھے اولاد یا مال عطا کر یا میری عمر بڑھا۔

3 : رہی بات کسی مردے سے طلب کرنے کی کہ کوئی اس کی قبر کے پاس کھڑا ہو جائے اور کہہ دے مجھے شفا عطا کر یا میری فلاں گم شدہ چیز واپس دلا۔ یا میری عسرت کو لات مار یہ سب صریح شرک ہے اسے شرعی وسیلہ کہنا باطل پرستوں کا کام ہو سکتا ہے کسی مسلمان موحد کا ہرگز نہیں آگے علامہ روح المعانی کی عبارت بمع وضاحت گزر گئی ہے۔ مگر بمناسبت موقع و محل وہی عبارت بمع مختصر مطلب پھر قارئین کی پیش خدمت ہو۔

علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں

والثانی ان الناس قد اکثر وامن دعاء غیر الله تعالی من الاولیاء الا حباء منهم والاموات وغیرهم مثل یا سیدی فلان اغثنی ولیس ذالك من التوسل المباح فی شئی واللائق بحال المومن عدم التفوه بذالك وان لا یحوم حول حماه وقد عده اناس من العلماء شرکاو ان لا یکنه فهو قریب منه ولا اری احدا ممن یقول ذالك الا

maktabatulishaat.com

وھو یعتقدان المدعو الحی الغائب او المیت المغیب یعلم الغیب او یسمع النداء ویقدر بالذات او بالغیر علی جلب الخیر ودفع الاذی والا لما دعاہ ولا فتح فاہ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم فالحزم التجنب عن ذالك وعدم الطلب الامن اللہ تعالی القوی الغنی الفعال لما یرید روح المعانی 128ج6 مختصر مطلب۔ ایسا توسل قطعاً جائز نہیں اور نہ مومن کو ایسی واہی تباہی کلمات پر لب کشائی مناسب ہے مجھے تو کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جو اسے جائز قرار دے جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہ مردے زندہ غائب دونوں کو غیب دان سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام! مزے کی بات یہ ہے۔ علامہ روح المعانی اس قسم کے توسل کو ناروا سمجھ کر لکھتے ہیں مجھے کوئی آدمی ایسا معلوم نہیں جو یہ جائز سمجھے مگر موصوف اس کے برعکس چل کر اسے نہ صرف اسباب میں سے تصور کرتا ہے بلکہ اس کے منکر کو جاہل وباطل قرار دیتا ہے۔ افسوس صد افسوس موصوف سمجھتا بھی نہیں اور خود کو دانا سمجھ کر مانتا بھی نہیں۔

بر که نداند وبداند که بداند

درجهل مرکب ابدالدهر بماند

ان کنت لا تدری فذالك مصیبة

وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

علامہ روح المعانیؒ ایک مقام میں یوں لکھتے ہیں۔ واما اذا کان المطلوب منه میتاً او غائبا فلا یستریب عالم انه غیر جائز وانه من البدع التی لم یفعلها احد من السلف روح المعانی صفحہ 125ج6

مفہوم: مردے یا غائب سے حاجت طلبی میں کسی عالم کو شک نہیں کہ یہ ناجائز اور بدعت ہے (سوائے موصوف کے کہ خود کو عالم بھی سمجھتا ہے۔ اور اسے جائز بھی قرار دیتا ہے۔ فالی اللہ المشتکی من سوء الفہم وجحود الحق)۔ علامہ روح المعانی صاحب ایک اور مقام میں اس بات کی اس طرح وضاحت کرتے ہیں۔ وایا ما کان فالآیة دالة علی ان المشرکین لا یدعون غیرہ تعالی فی تلك الحال وانت خبیر بان الناس الیوم اذا اعتراھم امر خطیر وخطب جسیم فی براو بحر دعوا من لا یضرولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنھم من یدعو الخضرؑ والیاسؑ ومنھم من ینادی اباالخمیس والعباس ومنھم من

maktabatulishaat.com

یستغیث باحد الائمة ومنھم من یضرع الی شیخ من مشائخ الامة ولا تری فیھم احد یخص مولاہ بتضرعه ودعاہ ولا یکاد یمرله ببال انه لو دعااللہ تعالی وحدہ ینجوا من ھاتیك الاھوال فباللہ تعالی علیك قل لی ای الفریقین من ھذہ الحیثیة اھدی سبیلا وای الداعین اقوم قیلا ؟ والی اللہ تعالی المشتکی من زمان عصفت فیه ریح الجھالة وتلاطمت امواج الضلالة وخرقت سفینة الشریعة واتخذت الاستغاثة بغیر اللہ تعالی للنجاة ذریعة وتعذر علی العارفین الامر بالمعروف وحالت دون النھی عن المنکر صنوف الحتوف۔ روح المعانی 98ج11۔ عبارت کا ترجمہ آگے ملاحظہ فرمائیے۔

خلاصہ مفہوم: جو لوگ مصائب وشدائد میں حضرؑ، الیاسؑ، ابوالخمیس عباسؓ اور آئمہ وغیرہ سے غائبانہ امداد طلب کرتے ہیں۔ تو علامہ آلوسی صاحب اللہ کے حضور انہی کا رونا روتے ہیں کہ کیسے ان پر بادِ ضلالت وجہالت تیز تر ہوئی ہے۔

مگر موصوف علمائے سلف کے بالکل برعکس چل کر ضلالت کو ھدایت اور ھدایت کو ضلالت کہہ کر خوامخواہ کے لئے اپنی عاقبت خراب کر رہا ہے علامہ آلوسی صاحب آیت ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا الایه حج73 کی تفسیر میں لکھتے ہیں "اشارة الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالی حیث یستغیثون بھم فی الشدة غافلین عن اللہ تعالی وینذرون لھم النذور والعقلاء منھم یقولون انھم وسائلنا الی اللہ تعالی ...... قد افسد ھولاء علی الناس دینھم وصاروا ضحکة لاھل الادیان المنسوخة من الیھود والنصاری وکذا لاھل النحل والدھریة روح المعانی 212.213ج17

ترجمہ: اس آیت میں اولیاء اللہ کے حق میں غلو کرنے والوں کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جو مصائب میں اللہ سے غافل ہو کر اولیاء اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں ان کی نذر ونیاز دیتے ہیں اور جو ان میں ہوشیار تصور ہوتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ (اولیاء اللہ) اللہ میاں کے ہاں ہمارے وسیلے ہیں۔

بے شک انہی لوگوں نے اللہ کے دین کو عوام پر مشتبہ کیا ہے بلکہ باقی اہل ادیان یہود، نصاری، دھریوں وغیرہ کے لئے مضحکہ خیز ہے ہیں۔

موصوف برائے نام حنفی المذہب

موصوف اپنے رسالہ کے صفحہ اول پر اپنے متعلق بحروف جلی لکھتا ہے " والحنفی مذھباً،، اور صفحہ دوم پر عوام کو یوں مخاطب کرتا ہے اے میرے اہل سنت والجماعت اور حنفی المذہب بھائیو!

سو معلوم ہوا کہ نہ صرف موصوف کو حنفی المسلک ہونے کا دعوی ہے بلکہ اس کے مخاطبین بھی حنفی مذہب کے لوگ ہیں۔ آیئے قارئین! دیکھیں اس دعوئ میں کہاں تک صداقت ہے اور موصوف اکابر مذہب حنفی سے کتنے متفق ہیں کیونکہ

ع نہ مے باشد مخالف قول وفعل راستاں باھم

محترم مسلمان بھائیوں! بحر الرائق فقہ کی معتبر کتاب ہے اس میں باب الاعتکاف سے تھوڑا پہلے مسلہ ء نذر مذکور ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ کوئی حاجت مند آدمی خود اپنی حاجت لیکر کسی پاک بندے کی قبر کو آئے یا اس کا کوئی مریض ہو یا کوئی گم ہو گیا ہو اور یہ کسی مزار کو آکے یہ کہے کہ اگر میرا یہ مریض صحت یاب ہو گیا یا یہ گم شدہ چیز مجھے مل گئی تو تیرے نام کی نذر دوں گا تو یہ نذر باتفاق امت بوجوہ چند باطل و حرام ہے ایک یہ کہ یہ مخلوق کی نذر ہے جو حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی جائز نہیں۔ لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون للمخلوق۔ دوم یہ کہ یہ نذر منت کسی مردے کی مانی گئی ہے جو مالک نہیں بن سکتا سوم یہ کہ اس نذر پیش کرنے والا کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ منذورلہ ذی تصرف ہے ماسوا اللہ۔ حالانکہ یہ کفر کا عقیدہ ہے۔ واعتقادہ ذالک کفر۔ االجر الرائق 298ج 2 شامی 139ج2۔

قارئین کرام! صاحب بحر الرائق علامہ ابن نجیمؒ اپنی کٹر حنیفیت سے ابو حنیفہؒ ثانی ملقب ہیں۔ وہ اولیاء اللہ نی منت کو باطل قرار دیتے ہیں مگر برائے نام حنفی موصوف سوات استاد اسے جائز سمجھتا ہے اب اس کی خدمت میں بصد احترام غرض ہے کہ آیا ابو حنیفہ ثانی ابن نجیمؒ نے غلط لکھا ہے یا تمھارا دماغ خراب ہے یا یہ کہ تمھارے نزدیک اولیاء اللہ کا نذر حرام ہے ان کو متصرف سمجھنا کفر ہے لیکن ان کے امداد طلب کرنا ناجائز نہیں؟ اگر تمھارا جواب مثبت ہو تو بتاؤ یہ فرق کس نے کیا ہے؟ بینوا وتواجروا ولا تخافوا ولا تخزنوا وابشروا۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

مفسر صادی خود لکھتے ہیں۔

آیت والذین آمنو اشد حباللہ الایہ بقرہ 160 کے ذیل میں علامہ صادی کہتے ہیں۔ اے فقد انفرد المومنون بمحبۃ اللہ واما محبۃ مثل الانبیاء والا ولیاء فمن المحبۃ للہ ان قلت ان الکفار کذالک یحبون الانداد لیقوبو ھم الی اللہ زلفی فیقتضی انھا ایضاً من المحبہ للہ اجیب بانھم کفروا بعبادتھم لھم لا بمجرد المحبۃ ففرق بین المحبۃ والعبادۃ فلا یعبد الا اللہ لا غیرہ بخلاف المحبۃ من اجل کون ذالک المحبوب مقربا مثلا من اللہ کالا نبیاء والا ولیاء ولذالک من عبدھم فقد کفر۔ تفسیر صادی 68ج1۔

مختصر حاصل مطلب: ۔مومن خالص اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ کفار بھی تو اللہ کی محبت کی وجہ سے اپنے مددگاروں سے محبت کرتے ہیں تاکہ انہیں اللہ کے ہاں پہنچائیں تو جواب یہ ہے کہ یہ لوگ ان کی عبادت کی وجہ سے کافر بنے ہیں محبت سے نہیں۔ ان دونوں میں فرق ہے عبادت ماسوا اللہ کسی کی جائز نہیں بخلاف محبت کے جب یہ محبوب اللہ تعالی کا مقرب ہو جیسے انبیاء علیھم السلام و اولیائے کرام اور اگر کسی نے اسی وجہ سے ان کی عبادت کی تو وہ کافر بنا۔

محترم قارئین! اللہ سوچیں جو لوگ اولیائے کرام سے مدد مانگتے ہیں تو وہ ان کی نذر بھی دیتے ہیں اور پھر یہ عقیدہ بھی وہ ضرور رکھتے ہیں کہ یہ اولیاء متصرف ہیں لھذا بزد صادی صاحب ایسے لوگ کافر ٹھہرتے ہیں اور کسی سے یہ فرق ثابت نہیں کہ غائبانہ ان سے مدد جائز ہو اور نذر منت حرام ہو۔

صادی صاحب آیت قل یاھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ الایۃ کے ذیل میں لکھتے ہیں وھذہ الایۃ وان کانت خطابا للیھود والنصاری الا انھا تجری بذیلھا علی من یشرک باللہ غیرہ من المسلمین کضعفاء الایمان الذین یعتقدون فی الاولیاء انھم یضرون او ینفعون بذواتھم۔ الصادی 142ج1 حاصل ترجمہ۔ اس آیت کے مخاطب اگرچہ یہود و نصاری ہیں مگر یہ ان ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کو بھی شامل ہے جن کا عقیدہ ہے کہ

maktabatulishaat.com

اولیاء کرام بھی نفع وضرر کے مالک ہیں۔

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب بحر الرائق نذر لغیر اللہ کو عبادۃ قرار دیتی ہے جو صرف اور صرف اللہ کا حق ہے اولیاء کے لئے تصرفات کے اثبات کو کفر قرار دیتی ہے اور مفسر صادی ان ضعیف الایمان مسلمانوں جو اولیاء اللہ کے نافع وضار ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں کو مشرک کہتے ہیں مگر پھر بھی موصوف بضد ہے اور نداء لغیر اللہ کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ اپنے اس عقیدے کو گویا صحیح اسلام اور مسلک حنفی کہتا ہے اس لئے تو تعارفی کلام میں والحنفی مذھباً کا واشگاف الفاظ میں اظہار کیا ہے افسوس صد افسوس موصوف کو اپنی عمر پر نظر رکھ کر لازماً اس حدیث پر عمل چاہئے تھا۔ حدیث۔ واغننم خمسا قبل خمس ..... وحیاتك قبل موتك۔

اپنی زندگی موت سے پہلے غنیمت جان۔ اور اب بھی موقع ہے کہ ان اللّٰہ یقبل توبة العبد مالم یغرغر کو مد نظر رکھے ہم بھی سوال کرتے ہیں۔ واسائل اللّٰہ التوفیق بفضله وکرمه (آمین) وصلی اللّٰہ علی النبی الکریم تاکہ اللہ فلاح دارین نصیب فرمائے۔۔ حسب وعدہ وتوبو ا الی اللّٰہ جمیعاً ایه المومنون العلکم تفلحون نور 31 الم یعلموا ان اللّٰہ ھو یقبل التوبة عن عبادہ الایه توبه

واسال اللّٰہ له التوفیق والفوز فی الدارین. آمین

علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں

ومن اعظم الشرك ان یستغیث الانسان برجل میت عندالمصائب فیقول یا سیدی فلان کانه یطلب منه ازالة ضررہ اوجلب نفعه کما ھو حال النصاری فی المسیح وامه واحبارھم ورحبانھم الفتاوی المصریه 195۔

یہ بہت بڑا شرک ہے کہ انسان مصیبت کے وقت مردے کو پکارے کہ یا فلاں! گویا اس سے اپنی مصیبت ہٹانے کی فریاد کرتا ہے۔ یا نفع رسانی کرتا ہے۔ جیسا کہ یہ حال نصاری کا عیسیٰؑ اور ان کی والدہ (مریم) اور اپنے علماء اور صوفیاء کے بارے میں تھا۔

حصن حصین کا حوالہ اور اس پر کلام

موصوف صفحہ 25 پر حرز ثمین شرح حصن حصین کے حوالے سے لکھتا ہے۔ اذا انفلت

(صحیح لفظ انفلتت) ہے موصوف نے لفظ بھی غلط لکھا ہے۔ دابة احدکم فلیقل یا عباداللّٰہ اعینونی۔ جب تم میں سے کسی کی سواری بھاگ جائے تو کہے اے! اللہ کے بندو میری امداد کرو۔ اس پر غیر اللہ سے مدد مانگنے کے لئے استدلال صحیح نہیں تفصیل سنو۔

ایسی حدیث الامام الحافظ المحدث ابو بکر بن السنی نے بھی ذکر کی ہے 509 اخبرنا ابویعلی ثناالحسن بن شقیق ثنا (معرف بن حسان) ابومعاذ السمر قندی عن سعید عن قتادة عن ابی بردة عن ابیه عن عبداللّٰہ بن مسعود انه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلینادیا عباداللّٰہ احبسوہ فان للّٰہ عزوجل فی الارض حاضراً سیحبسه کتاب عمل الیوم واللیلة صفحه 170۔

اور طبرانی میں یوں مذکور ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے اذا ضل احدکم شیأ او ارادعونا وھو بارض فلاة لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللّٰہ اعینونی وفی روایة اغیثونی فان للّٰہ عباداالاترونھم۔ البصائر للشیخ پنج پیریؒ صفحه 190۔

الحافظ الھیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں یہ روایت ابو یعلی اور طبرانی کی ہے اور اس کا معروف بن حسان راوی ہے جو ضعیف ہے فقال الحافظ الھیثمی وفیه معروف بن حسان وھو ضعیف امام ذہبی میزان میں بحوالہ ابن عدی لکھتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے اس نے عمرو بن ذر سے ایک طویل نسخہ روایت کیا ہے جو تمام غیر محفوظ ہے البصائر صفحہ 190-191۔

محمد بشیر سہسوانیؒ لکھتے ہیں کہ ھذاالحدیث ضعیف صیانة الانسان 384۔ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں معروف بن حسان راوی ہے صفحہ 384۔ قال ابن عدی منکر الحدیث قد روی عن عمرو بن ذر نسخة طویلة کلھا غیر محفوظة صیانة الانسان صفحه 384۔

دوسری حدیث جسے طبرانی نے بایں الفاظ ذکر کی ہے یا عباداللّٰہ اعینونی۔ حضرت شیخ محمد طاہرؒ اس کے متعلق یوں لکھتے ہیں۔ فرجاله وثقوا علی ضعف فی بعضھم الاان زیدبن علی لم یدرك عتبة ھذا اللفظ للھیثمی وفی سندھا انقطاع وفی رواتھا ضعفاء۔ البصائر 191۔

سو اس کے رجال کی توثیق بشمول تضعیف چند کے کی گئی اور باوجود اس کے زید بن علی نے عتبہ کا زمانہ نہیں پایا۔ یہ الفاظ علامہ ھیثمی کے ہیں اس کے سند میں انقطاع ہے اور اس میں ضعیف

maktabatulishaat.com

راوی ہیں محمد بشیر سھسوانیؒ بھی لکھتے ہیں رواہ طبرانی ورجالہ وثقوا علی ضعف فی بعضهم الا ان زید بن علی لم یدرک عتبة۔

فالحدیث ضعیف بسبب الانقطاع ۔ صیانة الانسان صفحه 385۔

اس استدلال کا دوسرا جواب

بفرض محال اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو اس میں زندہ وحیات بندوں سے اس چیز سے متعلق امداد طلب کی گئی جوان کے بس میں ہو۔ اور یہ ناجائز نہیں۔ محمد بشیر سھسوانیؒ کہتے ہیں۔

وعلی تقدیر ثبوت الحدیث فالثابت منه جواز نداء الاحیاء او طلب مایقدرون علیه منهم وذالك لا ینکره احد ۔ صیانة الا انسان صفحه 385 اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو اس میں زندہ انسانوں کے لئے نداء کا جواز ہے یا ان سے طلب وہ چیز کی جاتی ہے جس پر ان کا بس چلے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔

موصوف کی جہالت اور ناسمجھی

لکھتا ہے اور حصن حصین شرح حرز ثمین میں مذکور ہے صفحہ 25۔

قارئین! حصن حصین شرح حرز ثمین کی نہیں بلکہ حصن حصین علامہ شمس الدین محمد بن محمد ابن الجزری الشافعی کی ادعیہ اور اذکار میں مکمل جامع کتاب ہے پھر اس کی شرح مشہور حنفی المذہب شخصیت شیخ علی بن سلطان الھروی المعروف بہ ملا علی قادریؒ نے بنام الحرز الثمین للحصن الحصین لکھی ہے مگر موصوف نے اپنے اٹکل پچو سے متن سے شرح اور شرح سے متن بنالیا۔

ع۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کریں۔

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری صاحب اور اس حدیث کی شرح

مولانا بلند شہری نے حصن حصین کا ترجمہ وشرح لکھا ہے وہ اس حدیث کی شرح یوں کرتے ہیں۔ یہ نداء ان لوگوں کو ہے جو وہاں موجود ہوں جن کا علم مسافر کو نہیں ہوتا اور اللہ اپنے بندوں کو جانتا ہے۔

معجم طبرانی کی روایت میں ہے کہ بلاشبہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں گشت کرتے ہیں جو اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں اور درختوں کے جو پتے گرتے ہیں انہیں لکھتے ہیں پس تم میں سے کسی کو بیابان سر زمین میں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اس طرح آواز دے یاعباداللہ اعینونی (اے اللہ کے بندوں میری مدد کر) حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نداء فرشتوں کو ہے جو وہاں موجود ہوتے ہیں اور ندائے غیب نہیں پس اولیاء یا اموات کو نداء دینے کے جواز پر جو لوگ اس سے استدلال کرتے ہیں وہ غلط ہے حصن حصین مع اردو ترجمہ وشرح از مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری صفحہ 263 صفحہ 264

افسوس صد افسوس! جب موصوف خود اپنے گاؤں جامع مسجد عظیم آباد کے پیش امام تھے تو اس وقت توحید وسنت کا پرچار کرتے تھے مگر اب۔

ے نشان راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
اب منتظر ہیں کسی مرد راہ داں کے لئے

شیخ محدث دھلویؒ (عبدالحق) کی عبارت اور اس کا جواب

آگے موصوف لکھتا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی فرماتے ہیں میں نے ایسے چار آدمیوں کو دیکھا ہے جن کی بعد از وفات تصرفات ان کی حیات کی تصرفات سے زیادہ ہیں ایک شیخ عبدالقادر جیلانی دوم شیخ المعروف الکرخی سوم موسیٰ کاظم اور چہارم شیخ عقیل صفحہ 25۔ میں نے عربی عبارت کا ترجمہ لکھدیا موصوف کو حوالہ دینا چاہئے تھا تاکہ جواب میں آسانی ہوتی مگر ایسا نہ کرنا ہی اس بات کا قرینہ ہے کہ محض دعوی بلادلیل ہے ورنہ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ومن یدع مع اللہ الها اخر لابرهان له به فانما حسابه عند ربه انه لا یفلح الکافرون۔

دوسرا جواب یہ کہ جو لوگ اموات کے لئے تصرفات ثابت کرتے ہیں وہ اپنی حاجات میں نداء بھی کرتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہماری یہ نداء سنتے بھی ہیں مثلاً کوئی یہاں پاکستان سے شیخ جیلانیؒ کو بغداد میں نداء دیتا ہے تو اس کا عقیدہ یہ ہوگا کہ وہ سنتا ہے اس لئے تو یہ اسے پکار رہا ہے لہذا تصرف کا عقیدہ علم غیب (جو صرف اللہ کا خاصہ ہے) کو بھی متضمن ہوا اور موصوف الحمدللہ بقلم خود حنفی المذہب ہے اور رہا۔ ع نے باشد مخالف قول وفعل راستاں باھم

maktabatulishaat.com

صرف ایک حوالہ ذکر کرتا ہوں شائد موصوف کے حق میں مفید ثابت ہو جائے ورنہ وما علینا الا البلاغ

﴿فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کہتے ہیں﴾

اولیاء اللہ کو عالم الغیب اور متصرف سمجھنا۔

سوال: اولیاء کرام کی ارواح کو متصرف فی الامور اور عالم الغیب سمجھنا کیسا ہے؟ بینوا وتواجروا الجواب ومنه الصدق والصواب

اس عقیدہ کا کفر ہونا قرآن، حدیث اور فقہ میں مصرح ہے کقوله تعالى قل لا املك لنفسى نفعاً ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما مسنى السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يومنون۔ اعراف 188 قل انى لا املك لكم ضرا ولا رشدا (جن) 21

من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر (بزازيه) ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبى صل الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فى السموت والارض الغيب الا الله (شرح فقه اكبر) ومنها ان ظن ان الميت يتصرف فى الامور دون الله تعالى واعتقاده ذالك كفر (البحر الرائق ج2) قاضیخان وغیرہ کتب فقہ میں ایسے شخص کی تکفیر کی ہے جو نکاح میں خدا اور رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنائے اس لئے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب سمجھا۔ اس باب میں آیات احادیث اور عبارات فقہ اس کثرت سے ہیں کہ انہیں تحریر میں لانا مشکل ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ احسن الفتاوی 36 ج1

قارئین! ابو حنیفہ ثانی ابن نجیمؒ کا حوالہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے بھی دیا ہے ومنها ان ظن ان اللميت يتصرف فى الامور دون الله تعالى واعتقاده ذالك كفر بحر الرائق صفحه 298 ج2۔

الحاصل۔ اموات کے لئے تصرف ثابت کرنا کفر کا عقیدہ ہے اور موصوف باقرار خود حنفی المذہب ہے ماشاءاللہ ... کا مصداق نہیں بنے گا کہ کھانے اور دکھانے کے اور،،

maktabatulishaat.com

﴿علامہ سید محمود الآلوسیؒ لکھتے ہیں﴾

تیسرا جواب: علامہ صاحب سورۃ حج کے آخر میں اس قسم کے تصرف کے قائلین کے بارے میں لکھتے ہیں۔ واريت كثيرا منهم يسجدون على اعتاب حجر قبور الاولياء ومنهم من يثبت التصرف لهم جميعا فى قبور هم لكنهم متفاوتون فيه حسب تفاوت مراتبهم والعلماء منهم يحصرون التصرف فى القبور فى اربعة او خمسة واذا طولبوا بالدليل قالوا ثبت ذالك بالكشف قاتلهم الله ما اجهلهم واكثر افترائهم ومنهم من يزعم انهم يخرجون من القبور ويتشكلون باشكال مختلفة وعلمائهم يقولون انما تظهر ارواحهم متشكلة وتطوف حيث شاءت وربما تشكلت بصورة اسد او غزال او نحوه وكل ذالك باطل لا اصل له فى الكتاب والسنة وكلام سلف الامة وقد افسد هولاء على الناس دينهم وصاروا ضحكة لاهل الاديان المنسوخة من اليهود والنصارى وكذا لاهل النحل والدهريه نسال الله تعالى العفوو العافية۔ روح المعانى 213 ج17

الحاصل۔ میں نے ان میں سے بہتیروں کو اولیاء کرام کے مزارات کے دہلیز پر سجدہ کرتے دیکھا ہے ان میں سے بعض سب اصحاب قبور کے تصرفات کے قائل ہیں جبکہ ان کے علماء صرف چار پانچ اولیائے کرام کے قبور میں تصرفات کا اثبات کرتے ہیں جب ان سے دلیل کا مطالبہ کر لیا جاتا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ کشف سے ثابت ہے ان پر اللہ کی پھٹکار ہو یہ کیسے جاہل اور دروغ گو ہیں ان میں بعض یہ کہتے کہ یہ اولیاء مختلف شکلیں بنا کر قبور سے نکلتے ہیں جبکہ ان کے علماء اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کی ارواح متشکل ہوتی ہیں اور جہاں چاہیں جا سکتی ہیں کبھی شیر کی شکل میں کبھی ہرن وغیرہ کی شکل میں یہ سب باتیں باطل ہیں اس کے لئے قرآن وسنت اور امت کے سلف صالحین کے کلام میں کوئی دلیل نہیں ان لوگوں نے عوام پر ان کے دین کو مشتبہ بنا کر بگاڑا ہے اور اصحاب ادیان منسوخہ یہود، نصاریٰ، دہریوں وغیرہ کے لئے قابل مسخرہ بنے ہیں۔

معزز قارئین! علامہ آلوسی صاحب نے کتنے عرصہ پہلے ایسے باطل پرستوں کی گرفت کی ہے ان کے نظریات کو تار تار کر کے اوهن من بيت العنكبوت رکھ دیا ہے۔ فجزاه الله احسن الجزاء آمین وصلى الله على النبى الكريم

﴿شیخ عبدالحق محدث دھلوی کا مقام﴾

حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ اگرچہ تصوف کو مائل تھے مگر علم کا رنگ ان پر غالب تھا اور خوب راسخ العقیدہ حنفی فقیھہ تھے۔ جیسے مشہور مورخ شیخ محمد اکرام صاحب نے اپنی مایہ ناز تصنیف "رود کوثر،، صفحہ 344 میں لکھا ہے۔

شیخ عبدالحق علمائے ظاہر اور ٹھیٹھ راسخ العقیدگی کے ترجمان تھے ان کی اللمعات کے بارے میں لکھتے ہیں عربی میں ان کی مشہور کتاب لمعات ہے جو مشکوۃ کی شرح ہے اور جسے چھ سال کی محنت کے بعد انہوں نے 1616ء میں مکمل کیا اس کے دیباچے میں انہوں نے حدیث کی مختلف قسموں اور علم حدیث پر تبصر کیا ہے اور طویل اقتباسات دیکر فقہ حنفی کو حدیث کے مطابق ثابت کیا ہے،،

رود کوثر صفحہ 383، حاشیہ میں نواب صدیق حسن خان کی ان کے بارے میں رائے یوں بیان کرتے ہیں" فقیہه حنفی وعلامه دین حنیفی است وامامحدث مشهور است ودستگاهش درفقه بیشتر از مهارت درعلوم سنت سنیه است (انتهی الی موضع الضرورة) رودکوثر صفحه 384الفضل ماشهدت به الاعداء،،

قارئین محترم! جب ایک ایسے راسخ العقیدۃ اور ٹھیٹھ عالم دین مشہور زمانہ محدث فقیھہ، مفسر اور علامہ کی تصوف میں کچھ ایسی باتیں آجائیں جو بظاہر درست معلوم نہ ہوں تو پھر ان کے علوم ظاہر کو دیکھا جائے گا اور یہ باتیں ان کی شطحیات پر محمول ہوں گیں۔ خصوصاً جب ان کا خود اپنا کلام بھی ایسی باتوں سے خلاف ہو۔

آیئے شیخ دھلویؒ کی اپنی چند عبارتیں بھی پڑھ لیں تاکہ موصوف کی بنا علی شفیر هار هباء منثورا ہو جائے اور لا یقدرون علی شئی مما کسبوا کی زمرہ میں خاک نشین ہو جائے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی اپنی تفسیر میں سورۃ الفاتحہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ یہ کہ اس کلام میں جو خدا نے اپنے بندے کو حمد کرنے سے تقرب کا راستہ بتایا تو اس کلام کے ساتھ حمد کرنی بھی بتلائی کہ جس سے ہر طرح کی تاریکی روحانی (خواہ اعتقاد سے متعلق ہو خواہ عمل سے) زائل ہوتی ہے اور پھر اس حمد کو تین اوصاف پر قائم کیا اول یہ کہ حمد اس ذات کے لئے ہے کہ جو تمام جہان کا پرورش کرنے والا ہے، دوم یہ کہ وہ نہایت مہربان اور رحیم ہے سوم یہ کہ وہ یوم جزاء کا مالک ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس میں یہ تین وصف نہ پائے جائیں وہ ہر قسم کی حمد کا

مستحق نہیں تو پھر عبادت اور استعانت کا تو کیا استحقاق ہے پس اس لئے اس کلام کے بعد وہ کلام ذکر کیا جو اس کا نتیجہ ہے۔ ایاك نعبد وایاك نستعین. ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے (ہر کام میں) مدد مانگتے ہیں۔ تفسیر حقانی صفحہ 150ج 1، آگے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

2..... تاکہ پھر اور کسی چیز کو استحقاق عبادت عقل سلیم کے نزدیک نہ رہے اور نہ کسی سے مدد مانگنے کی حاجت پڑے اس لئے خدا تعالی نے اپنے کلام میں ایسا ہی کر دیا کہ اول تینوں آیتوں (الحمدللہ رب العالمین ۔ الرحمان الرحیم ۔ مالك یوم الدین) میں تمام عالم کا محتاج ہونا اور اپنا ہر طرح سے قادر و رحیم و کریم ہونا ثابت کر کے بندے کے دل پر وہ تجلی ذاتی کی کہ ہر چیز اس کی نظروں میں گر گئی اور خدا ہی کی عبادت واستعانت کا اقرار کرنا پڑا پس ان تینوں آیتوں کے بعد ایاك نعبد نے تمام جہان کے جھوٹے معبودوں کی خدائی چھین کر کلمہ لا الہ الا اللہ کو برہان قطعی سے ثابت کر دیا۔ تفسیر حقانی صفحہ 152ج 1

3..... پس یہ جس قدر معونت ہیں سب خدا ہی کے خزانہ غیب سے عطاء ہوتے ہیں کیونکہ اس کے سوا جو کچھ ہے اس کے دامن تربیت تلے محتاجانہ پرورش پاتا ہے وہ خود محتاج ہیں ان کی ہستی بھی گھر کی نہیں چہ جائے کہ اور کمالات ان سے۔ اور کوئی کیا خاک مدد مانگے۔

جو خود محتاج ہووے دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا؟

وہ لوگ جو کہ مخلوق پرستی کرتے ہیں جیسا کہ معنی عبادت میں بیان ہوا کہ ان معبودوں سے حاجات بھی طلب کرتے ہیں پس خدا تعالی نے لفظ ایاك مقدم کر کے جب بندہ کے منہ سے حالت مشاہدہ میں یہ اقرار کرایا کہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو ان تمام غلط مذاہب کو مٹا دیا اور راہ توحید دکھا دیا۔ اس مسئلہ کو بھی حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام نے لوگوں کے دلوں پر ایسا مدلل کر کے بٹھا دیا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں اس لئے اس نبی علیہ السلام کا پیرو ہر جگہ موحد کے لقب سے ممتاز ہے۔

سوال: بلاشبہ جو قومیں مخلوق پرستی کرتی ہیں۔ خواہ اس مخلوق کو اس کا مظہر بنا کر پوجیں یا جہت قبلہ کی توجیہہ کریں۔ جو کچھ ہو بہر حال صریح گمراہی میں ہیں۔ مگر ہندوستان کے بعض مسلمان بھی تو اس سے بری نہیں دیکھئے کوئی تعزیہ پوجتا ہے کوئی کسی قبر کو سجدہ کرتا ہے کوئی طاق بھرتا ہے العرض جس طرح ہندو کرتے ہیں اس طرح یہ بھی کرتے ہیں

maktabatulishaat.com

صرف فرق یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کو پوجتے ہیں اور یہ اپنے بزرگوں کو۔

جواب: اس سے اسلام پر کوئی غیب نہیں لگتا۔ کیونکہ اسلام نے ان باتوں کی ممانعت کردی ہے جو کرے گا۔ وہ عدالت اسلام کا مجرم ہوگا پس خالص مسلمان تو ان باتوں کے پاس بھی نہیں جاتے ہاں صحبت ہنود سے اگر بعض جہلاء ایسا کرتے ہیں تو وہ برا کرتے ہیں۔ دیکھو زنا کو شرع نے حرام کردیا۔ اب جو کوئی مسلمان اس کا مرتکب ہو تو اس سے اسلام پر کچھ غیب نہیں لگتا۔ یہ اس شخص کی برائی ہے تفسیر حقانی صفحہ 153ج1

4(سوم) اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ استعانت اسی سے چاہتے ہیں کہ جس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ عبادت کا وہی مستحق ہے جو خالق ومربی اور ہر طرح کی قدرت واختیار رکھتا ہو۔ اور وہی مستحق طلب اعانت بھی ہے گویا کہ یہ دونوں باتیں لازم ہیں۔ حقانی صفحہ 154ج1

5(۳) یہ کہ دنیا کے جس قدر فریق مشرک ہیں وہ اپنے خیالی معبودوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ اور ان سے ہر حاجات کا سوال بھی کرتے تھے۔ جیسا کہ اب بھی ہنود بتوں سے ہاتھ جوڑ جوڑ کر مانگتے ہیں اور بعض آدمیوں سے بھی اولاد ومال وتندرستی وعزت مانگا کرتے ہیں پس شرک کی یہ دو شاخیں ہیں۔ ایک عبادت اور دوسرے استعانت اس لئے خدا تعالیٰ نے پہلے تین آیتوں میں وہ دلائل قائم کرکے (کہ جن سے اس کے ماسوا ہر چیز کا محتاج اور حادث ہونا ثابت ہو۔) ان دونوں شاخوں کو جڑ سے کاٹ دیا کہ بندہ کے منہ سے دربار خاص میں بہت سی جماعت کے روبرو اپنا جلوہ دکھا کر یہ اقرار کرادیا کہ ایاك نعبد وایاك نستعین ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں نہ اور کسی کی اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں نہ اور کسی سے۔ حقانی صفحہ 155ج 1

6.....اور نہ کسی کے نام کا روزہ رکھنا جائز ہے اور نہ غیر اللہ کے نام سے صدقہ وخیرات کرنا درست ہے نہ اور کسی گھر کا خانہ کعبہ کی طرح طواف درست ہے نہ احرام باندھ کر جانا یہاں تک کہ ذبحہ پر بھی غیر اللہ کا نام لیکر ذبح درست نہیں اور اسی طرح غیر اللہ سے مدد مانگنا بھی درست نہیں اور نہ کسی کو قاضی الحاجات دافع البلیات خیال کرنا روا ہے۔ تفسیر حقانی صفحہ 5 5 1ج 1۔ اگر کوئی مزید تفصیل چاہے تو سورۃ 149-451-515 صفحہ 313ج2 صفحہ 37ج3 وغیرہ تفسیر مذکور میں خود ملاحظہ فرمائیں

۔یہ تو بطور مشتے از نمونہ خروارے میں عبدالحق محدث دھلویؒ کی عبارات سے چند عبارتیں نقل کرلیں۔ تاکہ قارئین کو اندازہ ہوجائے کہ ایسی ٹھوس عبارات کے مقابلے موصوف کی بے سروپا اور بے دلیل بات کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ ع

یك مشت خاك کی اور وہ بھی ھوا کی ضد میں

﴿لاحاصل بحث﴾

موصوف آگے اپنی موضوع سے ہٹ کر شامی اور ملا علی قاری کی شرح عین العلم کے حوالے سے غیر متعلقہ بحث چھیڑتا ہے کہ آدمی کو قبر کے پاس یا اس سے اتنا دور بیٹھنا چاہئے جتنا زندگی میں اس سے تعلق تھا۔ قارئین! اس بات کا نہ توسل بالذوات الفاضلہ سے کوئی واسطہ اور تعلق ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی۔ مگر اللہ موصوف کو صحیح قرآن وسنت کی اتباع نصیب فرمائے جب وہ من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کے زمرہ میں داخل ہوا۔ تو تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔ (افسوس صد افسوس) اب نہایت قابل رحم ہے اگر صحیح نیت سے توبہ کرلے تو یجد اللہ غفورا رحیما کا مستحق اور مصداق بن سکتا ہے۔ ہماری دعا ہے اللہ اسے خالص توبہ نصیب فرمائے امین وصلی اللہ علی النبی الکریم

﴿موضوع سے خروج﴾

موصوف صفحہ 26 پر اپنے موضوع سے نکل کر ادھر ادھر کی باتیں کرکے اپنی جہالت کا مکمل ثبوت یوں فراہم کرتا ہے شامی صفحہ 123ج3 میں مذکور ہے۔ وضع الستور والعمائم وایقاد الشموع علی قبور الاولیاء والعلماء جائز صفحہ 26

اولیائے کرام وعلمائے عظام کے مزارات پر پردے اور عمامے رکھنا اور شمع جلانا جائز ہے جب اس کام سے ان کی تعظیم مقصود ہو قارئین کرام! اب تک اس کتاب کے مطالعے سے آپ جان چکے ہوں گے کہ موصوف کا موضوع توسل بذوات فاضلہ ہے جو اس بات سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہ جو حوالہ موصوف نے شامی کا دیا ہے یعنی صفحہ 123ج3 یہ عبارت اور حوالہ نہیں البتہ صفحہ 662ج1 میں یہ الفاظ مذکور ہیں ۔تکرہ الستور علی القبور قبر اور غلاف ڈالنا مکروہ ہے۔

maktabatulishaat.com

موت وحیات میں زمین وآسمان کا سافرق ہے۔ فرق ملاحظہ فرمائیں۔

1: حضرت عزیرؑ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے ۔اوکالذی مرعلی قریة وھی خاویة علی عروشها قال انی یحی هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت ماة عام ۔ الایة بقرة 259۔

2: اصحاب کہف کو اللہ نے صرف گہرے نیند سلایا تھا اور جب خواب سے بیدار ہوئے ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں وکذالك بعثنا هم لیتساءلوا بینهم قال قائل منهم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم الایة کہف19

3 : حضرت ابو ھریرہؓ کی روایت ہے۔ قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله ۔ الحدیث مشکوة 32 ۔ مسلم ریاض الصالحین 404۔

4: کنزالد قائق باب الجنائز میں تمام صیغے مجہول کے آتے ہیں مثلاً ولی ۔ لقن شد ۔ عمض ۔ وضع ستر ۔ جرد ۔وضئی ۔ یجعل شعرها تجمر الاکفان صفحه 53.52.51

5 : ایک زندہ انسان کی منکوحہ عورت دوسروں کے لئے حرام ہے فرمان خداوندی ہے۔ والمحصنات من النساء ۔ جبکہ کسی فوت شدہ انسان کی بیوہ بعد عدت کے دوسرے مسلمان کے لئے جائز ہے ارشاد ربانی ہے۔ ولا تعزموا عقدة النکاح حتی یبلغ الکتاب اجله الایة بقرہ 235۔

﴿خلاصہ مطلب﴾

قارئین کرام! غور فرمائیں اگر ان اولیاء اللہ کی زندگی وموت ایک جیسے اور برابر ہوتی جیسا کہ موصوف جیسے کج فہم کا دعوٰی ہے تو پھر حضرت عزیرؑ کیوں فرماتے ہیں ۔ اللہ میں نے ایک دن یا دن کا کوئی حصہ گزارا ہے۔ حالانکہ ان پر سو سال بیت گئے تھے اسی طرح اصحاب کہف کا جواب بھی ہے حالانکہ انہوں نے تین سو نو 309 سال غار میں گزارے تھے اور مردے بھی نہ تھے بلکہ سوئے تھے۔ نیند اور بیداری دونوں زندگی کی دو شاخیں ہیں جبکہ موت سے عمل منقطع ہو جاتا ہے۔

ابو ھریرہؓ کی حدیث آگے آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اور باب الجنائز میں تمام صیغے مجہول کے اس لئے آئے ہیں کہ کوئی متوفی یہ کام اب خود نہیں کر سکتا کفن نہیں پہن سکتا۔ جنازہ نہیں پڑھ سکتا بلکہ اسے قبر میں اتارا جاتا ہے اور دفنایا جاتا ہے ۔ یہ اس لئے کہ اب وہ زندہ نہیں جب زندہ نہیں تو زندوں جیسے کام بھی نہیں کر سکتا مگر پھر بھی موصوف لکھتا ہے کہ حیاتهم ومماتهم سوآء ہاں البتہ عزت واحترام میں زندہ انسان اور مردہ برابر ہیں ان کی غیبت کرنا ان کو برا بھلا کہنا۔ ان کے اعضاء توڑنا وغیرہ سب حالت حیاۃ اور موت ایک جیسے حرام ہیں۔

فتدبر القرآن ان رمت الهدی
فالعلم تحت تدبرالقرآن

حضرت شیخ الاسلام علامہ ابن قیم کے چند اشعار اس موقع کی مناسبت سے قارئین کی پیش خدمت کرتا ہوں۔

ان الشهید حیأته منصوصة
لابالقیاس القائم الارکان

هذا مع النهی الموکداننا
ندعوه میتا ذالك فی القرآن

ونساء ه حل لنا من بعده
والمال مقسوم علی السهمان

هذا وان الارض تآکل لحمه
وسبا عها مع امة الدیدان

لکنه مع ذاك حی فارح
مستبشر بکرامة الرحمان

فلرسل اولیٰ بالحیا ة لیدیه مع
موت الجسوم وهذه الابدان

وهی الطریة فی التراب واکلها
فهوالحرام علیه بالبرهان

maktabatulishaat.com

ولبعض اتباع الرسول یکون ذا

ایضا وقد وجدوہ رائی عیان

فانظر الی قلب الدلیل علیھم

حرفا بحرف ظاہر التبیان

القصیدہ النونیة صفحہ132

کذب بیانی میں موصوف کی امتیازی حیثیت

قارئین کرام! موصوف نے تمیں چالیس صفحے کا رسالہ کیا تصنیف کیا ہے رطب ویابس کے ڈھیر لگادیے ہیں۔ اور جو کذب بیانی اس نے اس میں کی ہے شائد ہی کوئی کاذب اس کا ہم پلہ ہو گا۔ بلکہ موصوف کو اس میں ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت حاصل ہے آیئے خود ایک آدھ نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں کہ:

شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزیہ صفحہ 2260ج12 میں لکھتے ہیں "مطلق استعانت غیر سے جائز ہے۔ حرام نہیں ہے بلکہ اس طرح حرام ہے کہ غیر کو حاجت روا سمجھے اور اگر یہ سمجھے کہ غیر مظہر عون الہی ہے تو ایسی استعانت شرع میں جائز ہے اور انبیاء اولیاء نے بھی اس طرح استعانت غیر کے ساتھ کی ہے صفحہ 26(حق کی تلوار)

قارئین محترم! فتاوی عزیزیہ دو ہیں ایک فارسی میں اور ایک اردو میں فارسی والا جو کتب خانہ رحیمیہ دیوبند کی شائع کردہ ہے دو جلد میں ہے پہلی جلد 220 صفحات پر مشتمل ہے۔ جبکہ دوسری جلد144 صفحات پر۔ اور جو فتاوی عزیزیہ اردو میں ہے ایچ ایم سعید والا وہ صرف ایک جلد پر مشتمل ہے اب معلوم نہیں موصوف نے جھوٹ میں یہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کہاں سے لی ہے کہ فتاوی عزیزیہ کی بارھویں جلد بھی اس کے ہاتھ لگی اور پھر پتہ نہیں یہ فتاوی کتنی ضخیم ہو گی۔ کہ یہ مسئلہ اس کے بارھویں جلد کی صفحہ 2260 پر درج ہے۔

این خیال است ومحال است وجنون

اصل عبارت اور جواب

قارئین عظام! موصوف کی مطلوبہ عبارت دراصل تفسیر عزیزی صفحہ 29ج1 میں مذکور

maktabatulishaat.com

ہے مگر اس میں توسل بالذوات الفاضلہ کا معمولی سا شائبہ بھی نہیں۔ مبتدعین تلبیس ابلیس سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ شاہ عبدلعزیز صاحب کے کلام سے ظاہری اسباب مراد ہیں۔ جیسے کوئی حکیم طبیب سے دوا کی امداد طلب کرے یا کسی امیر بادشاہ سے کوئی کھلانے پلانے کی استدعا کرے آیئے تفسیر عزیزی کی پوری عبارت پڑھیے تاکہ نہ صرف حقیقت معلوم ہو جائے بلکہ موصوف کی خیانت اور دجل بھی عیاں ہو جائے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھر رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

شاہ صاحب کی عبارت :۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز نماز مغرب کے امامت کرتے تھے جس وقت کہ ایاک نعبد وایاک نستعین زبان سے نکلا بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے لوگوں نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔ جواب دیا کہ جس وقت ایاک نستعین میں نے کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئیں کہیں اے جھوٹے کس واسطے طبیب سے دوا طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو اسی واسطے بعض علماء نے فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل میں نادم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو پرودگار اپنے کے کھڑا ہو کر جھوٹ بولوں لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں۔ الخ تفسیر عزیزی صفحہ 29ج1 اس کے بعد وہی عبارت ہے جو موصوف نے بصد افتراء اپنا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے حوالے میں پیش کیا ہے۔

پیارے مسلمان بھائیو! خدارا انصاف سے کام لیکر کہو شاہ صاحب کی اس عبارت کا توسل بالذواۃ الفاضلہ سے کیا واسطہ اور مناسبت ہے؟ کچھ بھی نہیں محض دھوکہ دہی سے کام لے کر موصوف اپنا مدعی ثابت کرنے کے لئے نامکمل عبارت پیش کرتا ہے تاکہ بات مبھم رہے اور تحقیق بھی بآسانی نہ ہو سکے۔ ع

این کاراز تو آیدو مردان چینن کند

ایک اور مقام پر شاہ صاحب اس استعانت کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں جیساکہ استعانت ساتھ اناج وغیرہ کے بیچ دور کرنے بھوک کے اور استعانت ساتھ پانی کے اور شربتوں بیچ دور کرنے پیاس کے اور استعانت واسطے راحت بیچ دور کرنے تھکی کے بیچ سایہ دار درخت وغیرہ کے اور استعانت طرف دواؤں کے اور بوٹیوں کے بیچ دور کرنے بیماریوں کے اور استعانت ساتھ امیر

اور بادشاہ کے بیچ معین وجہ معاش ہونے کے کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کامال کے ساتھ ہے اور موجب تذلل کا نہیں اور ایسے ہی استعانت ساتھ طبیبوں اور علاج کرنے والوں کے بسبب تجربہ اور زیادتی واقفیت کے ان سے طلب مشورہ کی ہے اور استقلال کا وہم نہیں کیا جاتا۔ پس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں تذلل نہیں رہا اگر استعانت ہے تو بھی استعانت خدا ہے اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ تو ہم استقلال اس چیز کا مشرکین کے ذہنوں میں بیٹھا ہوتا ہے جیسا کہ استعانت ساتھ اوراح اور روحانیات فلکیه یا عنصریه یا ارواح سائرہ کے مثل بہوانی شیخ سدو وزینخان اور جو مانند ان کے ہوں اور اس قسم کا استعانت عین شرک ہے اور منافی ملت حنیفی ہے تفسیر عزیزی 80-81 ج 1

چند چھوٹی چھوٹی عبارتیں مزید بھی ھدیہ قارئین ہوں کہ

ع نہ ماند جائے ونہ پائے رفتن

......اور مقدم کرنا ایاك کا نستعین کے اوپر اس جگہ بھی مفید حصر اور اختصاص کا ہے یعنی غیر تیرے سے ہم استعانت نہیں رکھتے۔ تفسیر عزیزی صفحہ 76 ج 1 پس اعانت سوائے خدا کے کسی سے لائق نہیں عزیزی صفحہ 77 ج 1 پس مرد مومن کو کہ شرک سے بھاگتا ہے اول ہی مرتبہ میں چاہئے کہ غیر کی اعانت کو کہ فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتا نظر سے ہٹادے اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کے کفایت کرے۔ تفسیر عزیزی صفحہ 78 ج 1

اسی جگہ جاننا چاہئے کہ مشرکین ساتھ اہل اسلام کے برخلاف ہیں۔ بیچ خاص کرنے عبادت اور استعانت کے کہ سوائے خدا کے اوروں کی عبادت کرتے ہیں اور استعانت ان سے چاہتے ہیں تفسیر عزیزی 79 ج 1

﴿موضوع سے خروج﴾

قارئین مکرم! موصوف چونکہ مستقل مزاج نہیں اس لئے وہ ایک بات سے دوسری بات کو ذھاب بہت جلد کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی نہیں دیکھتا کہ میری اس بات کا سابقہ کلام سے کوئی واسطہ بھی ہے یا نہیں۔ بات توسل بالذوات الفاضلہ کی چل رہی تھی موصوف نے یک جست لگا کر سماع موتی تک خود کو پہنچایا اور دلیل میں فوراً علامہ سیوطی کا ایک شعر پیش کر دیا۔

سماع موتی کلام الخلق قاطبة
قد صحت لنا الاثار والکتب
صفحہ 26

اس شعر کا پیش کرنا موصوف کی مبہوت الحواسی کا بین ثبوت ہے۔ ع

بک رہا ہوں جنون میں کیا کیا؟

قارئین! ہم بحمد اللہ حنفی المسلک ہیں اور محض دعوی بھی نہیں کرتے جیسے موصوف۔ عمل سے ہماری ہی بات ثابت ہے۔ یہ موصوف ہے کہ اپنے نام کے ساتھ والحنفی مذھباً بحروف جلی پسند کرتا ہے اور دیکھتا نہیں سماع موتی میں امام ابو حنیفہ اور ان کے پیروکار کیا کہتے ہیں۔ اسے علامہ سیوطیؒ جو کہ شافعی المسلک ہے کا شعر پیش کرنے کی بجائے حنفی المذھب شاعر کا شعر جو مؤید بالقرآن بھی ہے پیش کرنا چاہئے تھا۔

﴿مخدوم ابو الحسن الحنفی داہری نقشبندیؒ المتوفی 1181ھ کہتے ہیں﴾

نہ مردہ ہیچ بیند حال زندہ
نشنود او گھی اقوال زندہ
بخوان لاتسمع الموتی زقرآن
دگر جاھم زقرآن خوان فراوان
کچکول نامہ صفحہ 50

کوئی بھی مردہ کسی جیتے (زندہ) کے حال احوال کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ ہی وہ جیتوں کی باتیں سنتا ہے قرآن پاک سے لا تسمع الموتی (تو مردوں کو سنا نہیں سکتا) پڑھئے صرف یہ نہیں بلکہ اور بھی بہت ساری آیات پڑھیئے۔

مخدوم صاحب حاشیہ نمبر (1) **میں سورۃ** نمل کی آیت نمبر 80 پیش کرتے ہیں اور حاشیہ نمبر (2) میں لکھتے ہیں وایں اشارہ بآیت 22 از فاطر است (وما انت بمسمع من فی القبور)
کچکول نامہ 50

maktabatulishaat.com

موصوف کا افتراء امام بخاریؒ پر

موصوف آگے حضرت عثمان بن حنیف انصاریؓ کی حدیث ذکر کرتا ہے۔ تو لکھتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں توجہت "کا معنی ،، استعنت بك سے کیا ہے۔

قارئین ! اس حدیث پر سیر حاصل بیان زیر عنوان "تحقیق حدیث اعمٰی اور توسل ،، ہو چکا ہے اور یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے جب حدیث ضعیف ہے تو موصوف کا لفظ استعنت بك کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ دوم یہ کہ یہ تو استعانت تھا ایک زندہ پیغمبر سے فیما یقدر علیه تو اس میں کسی کو کیا کلام

سوم یہ کہ امام بخاریؒ یہ حدیث باب عثمان میں زیر نمبر 2192 روایت کی ہے جس کے ابتدائی اور انتھائی الفاظ یہ ہیں عثمان بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ۔ هو المدنی عامل عمر علی العراق بقی الی زمن معاویة ۔التاریخ الکبیر 209-210ج2 عثمان بن حنیف مدینے کے انصاری ہیں۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے معاویہؓ کے دور تک عراق کے عامل (گورنر) تھے مگر اس حدیث میں استعنت بك کے یہ الفاظ نہیں ہیں۔ یہ موصوف کا امام بخاری پر افتراء ہے۔ اگر موصوف نے موت سے پہلے ان مفتریات سے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس گھناونے فعل کے لئے اللہ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔ اعاذنا الله من ذالك

حدیث حضرت عمرؓ کا حضرت عباسؓ پر توسل

موصوف صفحہ 27 پر لکھتا ہے۔ "زبیر بن بکاء نے انساب میں ذکر کیا ہے۔ ،، کہ عمرؓ نے فرمایا ہے فاقتدوا ایها الناس برسوله فی عمه العباس واتخذوه وسیلة الی الله صفحہ 27 رسالہ مذکورہ۔

قارئین کرام ! یہ شائد عبداللہ زبیر بن بکار القرشی ہوں جنہوں نے "انساب قریش ،، لکھی ہے موصوف نے زبیر بن بکاء لکھ کر غلطی کی ہے اس حدیث پر کافی تفصیل کتاب ھذا میں گزر چکی ہے فلیرا جع الیه من شاء ۔ یہ تو ہماری دلیل ہے۔ کہ جو لوگ بعد از وفات کسی ذات فاضلہ پر توسل جائز سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اس حدیث سے یہ واضح ثبوت ملتا ہے کہ جب حضور ... ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپ کے چچا عباسؓ کی دعا پر توسل کیا۔ اگر یہ توسل ذات پر مانا جائے .

تو بہت بڑی غلطی کا ارتکاب لازم آتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ذات اقدس حیاً و میتاً بدرجہا حضرت عباسؓ سے افضل ترین ہے۔ مگر اس کے باوجود اصحاب رسول حضرت عمرؓ کی ترغیب پر حضرت عباسؓ کو توسل کے لئے پیش کرتے ہیں سو اس سے معلوم ہوا کہ عمرؓ نے لوگوں کو ترغیب دے دی کہ اے لوگو! اقتداء آپ رسول اللہ ﷺ کی حین حیات میں آپ ﷺ کے پیچھے کرتے تھے آج آپؐ کے چچا کے پیچھے کریں اور اسے اللہ کو وسیلہ کریں تائید کے لئے میں علامہ آلوسی کی عبارت بلا ترجمہ ذکر کرتا ہوں آپ ترجمہ آگے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

ففی صحیح البخاری عن انسؓ ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس رضی الله عنه فقال اللّهم انا کنا نتوسل الیك بنبیك صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا فیسقون ۔ فانه لو کان التوسل به علیه الصلواة والسلام بعد انتقاله من هذه الدار لما عدلوا الی غیره بل کانوا یقولون اللّهم انا نتوسل الیك بنبینا فاسقنا وحاشاهم ان یعدلوا عن التوسل بسید الناس الی التوسل بعمه العباس وهم یجدون ادنی مساغ لذالك فعدولهم هذا مع انهم السابقون الاولون وهم اعلم منا بالله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم وبحقوق الله تعالی ورسوله علیه والصلوة والسلام وما یشرع من الدعاء وما لا یشرع وهم فی وقت ضرورة ومخمصة یطلبون تفریج الکربات وتیسیر العسیر وانزال الغیث بکل طریق دلیل واضح علی ان المشروع ما سلکوه دون غیره روح المعانی صفحه126ج6

خط کشیدہ الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توسل بعد الموت کسی بھی ذات فاضلہ حتی کہ رسول اللہ ﷺ پر جائز نہیں۔ ورنہ پھر اصحاب کرامؓ کبھی بھی آپ کے چچا حضرت عباسؓ پر توسل نہ کرتے اور حضرت عباسؓ پر توسل بھی ان کی دعا پر توسل تھا جیسے علامہ روح المعانی فرماتے ہیں"

وهو ان یطلب من الشخص الدعاء والشفاعة ویطلب من الله تعالی ان یقبل دعائه وشفاعته ویوید ذالك ان العباس کان یدعو وهم یوء منون لدعائه حتی سقوا روح المعانی صفحه127ج6

قارئین کرام ! مندرجہ بالا عبارات کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ توسل ایک زندہ انسان پر جائز ہے خواہ وہ مرتبے میں متوسل سے کم کیوں نہ ہو۔ اور بعد الموت کسی ذات فاضلہ کو وسیلہ

maktabatulishaat.com

نہیں کیا جا سکتا۔اور دراصل یہ توسل بھی کسی زندہ انسان کی دعاء پر ہوتا ہے لہذا اس دلیل سے موصوف کی جولی میں کچھ نہیں پڑتا یہ تو مانعین کی دلیل ہے۔

حدیث،،فاسئلوا اللہ بجاھی،، سے موصوف کا استدلال

موصوف آگے لکھتا ہے۔دوسری یہ حدیث ہے اذا كانت لكم حاجة الى الله فاسئلوا بجاھی فان جاھی عنداللہ اعظم ۔یہ مذکورہ حدیث طحاوی کی ہے۔جو ثقہ ہے صفحہ 27

قارئین محترم! موصوف کتنا خوش فہم اور کس قدر سادہ ہے صرف ثقہ کہہ کر اس نے بزعم خود دہلی کو فتح کرلیا۔مگر یہ نہیں سمجھتا کہ یہ تو دین ہے۔اس میں ثقہ اور غیر ثقہ ضعیف اور باتیں ہماری کسوٹی پر نہیں پرکھے جاتے بلکہ اس کے لئے کسوٹی اور سانچہ اسلاف نے تیار کیا تھا پس ہم ان کی تقلید کریں گے۔اپنی من مانی نہیں کریں گے آیئے اب حدیث مذکور میں حنفی المسلک مفسر علامہ روح المعانی سے کچھ وضاحت سنیں شاید موصوف کو زیادہ قابل قبول ہو کہ بقلم خود حنفی ہے۔ اور نہیں تو کم از کم اس کے مخالفین حنفی المسلک بھائی تو بسر و چشم تسلیم کریں گے۔

مذکورہ حدیث پر علامہ روح المعانی کا کلام

وما يذكره بعض العامة من قوله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا كانت لكم الى الله تعالى حاجة فاسئلوا الله تعالى بجاهی فان جاهی عندالله تعالى عظيم لم يروه احد من اهل العلم ولا هو شئی فی كتب الحديث روح المعانی 127ج6

یہ حدیث جسے بعض عوام ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب تمہیں کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے میرے طفیل اور مرتبہ پر سوال کرو۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا بڑا مرتبہ ہے۔اس حدیث کو علمائے دین میں سے کسی نے روایت نہیں کیا ہے اور نہ ہی یہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے ۔

علامہ آلوسی الحنفیؒ کہتے ہیں۔یہ حدیث سرے سے کتب حدیث میں ہے ہی نہیں اور نہ علمائے دین سے مروی ہے بلکہ بعض جاہل عوام نے گھڑی ہے۔جبکہ موصوف جسے "والحنفی مذھباً،، کو اس پر بڑا ناز ہے اس غم و فکر میں لگا ہوا ہے کہ یہ حدیث صحت کو پہنچی ہوئی ہے۔اور اس لئے اپنی مدعی اس سے ثابت کرنا چاہتا ہے۔اسس بنيانه على شفا جرف هار فانهار به

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر نوراللہ مرقدہ کہتے ہیں

یہ رجل بطل اسكنه الله بحبوحة الجنان واعلها اس حدیث پر یوں کلام کرتے ہیں۔

وقال الحافظ الامام العلامة ابن تيمية وهذا من جنس ما يرويه بعض العامه اذا سالتم الله فاسئلوه بجاهی فان جاهی عندالله عظيم وهو كذب موضوع من الاحاديث التى ليس لها زمام ولاخطام قال الام احمد . للناس احاديث يتحدثون بها على ابواب دورهم ما سمعنا بشئى منها وقد حرم الله علينا ان نقول عليه ما لم نعلم انتهى كتاب الاستغاثة صفحه12

......وقال فی مجموعة الرسائل الكبرى . واماما يذكره بعض العامة من قوله صلى الله عليه وسلم اذا كانت لكم الى الله حاجة فاسئلوا الله بجاهی فان جاهی عندالله عظيم

فهذا الحديث لم يروه احد من اهل العلم ولا هو فی شئی من كتب الحديث صفحه 21ج1البصائر للمتوسلين باهل المقابر132

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے۔یہ حدیث ان احادیث کے جنس میں سے ہے جسے بعض عوام روایت کرتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی حاجت اللہ سے مانگنی ہو تو میری (نبیؐ) جاہ و مرتبہ سے سوال کرو کیونکہ اللہ کے ہاں میرا مرتبہ بہت بلند ہے۔یہ موضوعی اور جھوٹی احادیث میں سے ہے جس کے لئے کوئی بھاگ و نکیل نہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں لوگوں کی چند احادیث ہیں جنہیں وہ اپنے گھروں کے دروازوں پر (خفیہ) پڑھتے ہیں ہم نے یہ نہیں سنیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر جھوٹ بولنا حرام کیا ہے جس پر ہم نہیں سمجھتے۔

......اور مجموعۃ الرسائل الکبریٰ میں کہا ہے کہ اللہ کے رسول کا یہ قول جو عام لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی ضرورت ہو اللہ سے تو میرا مرتبہ وسیلہ کیا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک میرا بہت بلند مرتبہ ہے۔یہ حدیث اہل علم سے کسی نے روایت نہیں کی ہے اور نہ یہ حدیث احادیث کی کسی ایک کتاب میں موجود ہے۔احادیث کی مشہور کتابیں صحاح ستہ، بخاری، مسلم،

maktabatulishaat.com

ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ ہیں لیکن ان سبھی میں یہ حدیث موجود نہیں اس کے علاوہ بھی احادیث کی کتابیں ہیں مگر یہ حدیث ان میں بھی نہیں نہ ہی اھل علم میں سے کسی نے اس حدیث کی طرف التفات کیا ہے اور اگر کسی نے اسے روایت بھی کیا ہے تو یہ کہا ہے کہ یہ ایک جھوٹی اور موضوعی حدیث ہے۔

قارئین کرام! یہ ہے موصوف سوات استاد کی پونجی اور سرمایہ جوانتشائی کو دہ ہے مگر اس کے باوجود بھی جہالت یا تجاہل سے موصوف کو اس پر بڑا ناز ہے۔ موصوف کی تمہیدی باتوں اور فتنہ الوہابیہ کی اقتباسات اور فصل اول کا جواب ختم ہوا والحمدلله علی ذالك دیگر فصلوں کا جواب انشاء اللہ الگ نام کے ساتھ شائع ہوگا۔ والله اسأل حسن التوفيق وعليه توكلت واليه مآب اللّهم انى اسئالك علماً نا فعا ورزقاً واسعاً وعملا متقبلاً اللّهم بارك لى فى عمرى واهلى ومالى وامورى كلهه. اللّهم انى اسالك بانك انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد.

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين . سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك وقد فرغت من الكتابة بعد صلوة المغرب ليلة الجنعة من شهر ربيع الاول 14-3-1419 بمطابق 9-7-1998 والحمد لله على كل حالٍ سوا لكفر والضلال .وانا العبد الفقير الى الله الغنى ابو مقداد عبدالمقدس بن ناصر شاه بن نظر شاه بن احمد كان الله لهم .

maktabatulishaat.com